الصلوۃ والسلام علیکَ یا نور اللہ

مقام علم و علماء

تصنیف

شیخ القرآن

ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

عمدۃ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ) لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما یخشی الله من عباده العلماء (القرآن)

اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں

اذاانتهى المؤمن الى باب الجنة يقال له لست بعالم
الجنة ويقال للعالم قف على باب الجنة و...

الحدیث

جب مومن جنت کے دروازے پر جائے گا تو اس سے کہا جائے گا تم عالم نہیں ہو جاؤ جنت میں اور عالم سے کہا جائے گا ٹھہرو۔ جنت میں اکیلے نہ جاؤ اور گنہگاروں کی شفاعت کرکے ان کو بخشوا کر جنت میں ساتھ لے جاؤ

مقام علم و علماء

تالیف

پیر طریقت ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری

ناشر

تحریک تبلیغ القرآن انٹرنیشنل (شعبہ تبلیغ) جامعہ رضویہ ٹرسٹ سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور

کتاب کا نام : مقامِ علم وعلماء

مصنف	:	پیر طریقت ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری ملقب بہ لقب ''ناصر الدین''
کمپوزنگ	:	صاحبزادہ علامہ ڈاکٹر احمد سعید قادری
نظر ثانی	:	پروفیسر ظہیر الدین احمد قادری، مولانا رب نواز جامعہ رضویہ ٹرسٹ ماڈل ٹاؤن لاہور۔
ٹائٹل ڈیزائنر	:	آر۔ایم۔اویس جاوید اقبال قادری جامعہ رضویہ ٹرسٹ ماڈل ٹاؤن لاہور۔
مطبع	:	تحریک تبلیغ القرآن
سن	:	اگست 2007ء
تعداد	:	-------- گیارہ سو
ہدیہ	:	-------- 150 روپے

ناشر

تحریک تبلیغ القرآن (شعبہ تبلیغ) سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور۔

فون نمبرز:۔5836261-65,5884919-20 فیکس نمبر۔5836261

تعارف مصنف

پیر طریقت ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب تو ایسی شخصیت ہیں۔ جو کہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ لیکن میری سوچ میں جناب کی زندگی سے متعلق کچھ اہم معلومات موجود ہیں جن پر روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اکثر و بیشتر عام انسان کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اس بین الاقوامی شہرت یافتہ شخصیت کی بنیادی تعلیم کون سی خوش نصیب درسگاہ میں ہوئی کہ جس نے ایسے عظیم انسان تخلیق کئے۔ ہر انسان کی سب سے پہلی درسگاہ اُس کی ماں کی گود ہی ہوتی ہے۔ جتنی وہ گود مقدس و مکرم ہوگی اُتنی ہی اُس کی اولاد کی تربیت اعلی ہوگی آپ آج کسی بھی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یقیناً آپ کی نظر سے بڑی بڑی شخصیات کے تذکرے ضرور گذرتے ہوں گے۔ وہاں ان شخصیات کی تربیت کی پہلی بنیادی چیز اور عظیم درسگاہ ''ماں کی گود'' کے ہی ثمرات ملتے ہیں جو کہ ایک عام انسان کو عظیم انسان بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت میں اُس پہلی درسگاہ کی تربیت کے ہی اثرات ہیں کہ آپ بہترین عالم دین باعمل، بہترین مفتی، بہترین مدرس، بہترین محقق و مصنف، بہترین شیخ الطریقت و شیخ التفسیر اور بہترین شیخ الحدیث ہیں آپ کی طبع شریف میں انتہائی نرمی، حلم بردباری برداشت اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے آپ سابق صوبائی وزیر برائے مذہبی امور و اوقاف پنجاب اور بانی و مہتمم جامعہ رضویہ (ٹرسٹ) سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف اور قرآن مجید کے مترجم بھی ہیں اب جناب

حضرت صاحب کی بنیادی تعلیم کے متعلق تفصیلی معلومات پیش کرتا ہوں تا کہ قارئین کو علم ہو جائے کہ آپ نے تعلیم و تربیت اور روحانی تربیت کہاں سے حاصل کی۔

ولادت:۔ آپ کے آباؤ اجداد سادات و شرفاء بخارا سے ہیں جو حضرت سید جلال الدین بخاری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ بخاری سے کشمیر آئے پھر اوچ شریف ضلع بہاولپور آ کر آباد ہوئے۔ آپ کی ولادت موضع کچی لعل نزد اوچ شریف تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ میں بروز جمعرات مورخہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو خدا بخش علیہ الرحمہ کے گھر میں ہوئی۔ آپ کے دادا بزرگوار محمد موسیٰ علیہ الرحمہ اور پردادا محمد جوہر علیہ الرحمہ تھے۔

ابتدائی تعلیم:۔ آپ نے سب سے پہلے ناظرہ قرآنِ مجید اپنے پڑوسی بزرگ عالم مولانا غلام نبی خورشیدی علیہ الرحمہ سے عرصہ تین چار ماہ میں پڑھ کر مکمل کیا۔ اس کے بعد آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ پرائمری سکول موضع بن والا میں حاصل کی اور مڈل تک کی تعلیم کے لئے موضع لکس کے گورنمنٹ سکول میں داخلہ لیا وہاں سے مڈل کا امتحان انتہائی اعلیٰ پوزیشن میں پاس کیا بعد ازاں دیگر دینی تعلیم کے لئے مخدوم حسن محمود بن غلام میراں شاہ کے گاؤں جمال الدین والی علاقہ صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں استاذ العلماء والفضلاء حضرت علامہ حکیم غلام رسول علیہ الرحمہ سے اکتساب فیض کیا اور اُن سے آپ نے درس نظامی کی ابتدائی کتب کے ساتھ شرح تہذیب قطبی کے اوائل شرح وقایہ اولین، اصول الشاشی، نور الانوار اور علمِ طب کی میزان طب، طب اکبر و موجز وغیرہ پڑھیں۔

1958ء میں ڈیرہ غازی خان میں استاذ العلماء علامہ مولانا غلام جہانیاںؒ صاحب سے نور الانوار، شرح جامی، مولانا عبد الغفور صاحب سے قطبی، میر قطبی، مُلا جلال، حمد اللہ شرح وقایہ اخیرین، میبذی التصریح، اقلیدس، مشکوۃ شریف،

جلالین ہدایہ اولین، حسامی، مقامات حریری، حماسہ، متنبی، تصوف، لوائح جامی، لوامع جامی اور مثنوی شریف پڑھیں۔

1961ء ملتان میں غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے مدرسہ انوار العلوم میں داخلہ لیا۔ استاذ العلماء جناب مولانا عبد الکریم ؒ سے تفسیرات احمدیہ پڑھی اور حضرت مفتی امید علی خاں صاحب سے توضیح وتلویح، مسلم الثبوت و ہدایہ اخیرین پڑھیں۔

پھر مفتی اعظم حضرت مفتی سید مسعود علی قادری سے جلالین و علم میراث پڑھا اور فتویٰ نویسی سیکھی۔ آخر میں حضرت علامہ قبلہ کاظمی شاہ صاحب سے مناظرہ رشیدیہ، شرح عقائد، خیالی اور دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت علم حاصل کی۔

عملی زندگی کا آغاز:۔ علوم وفنون اور فتویٰ نویسی کے علم سے فراغت کے بعد قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی نظر عنایت والتفات نے بطور نائب مفتی آپ ہی کا انتخاب فرمایا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہی حکومت پاکستان نے قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کو بہاولپور یونیورسٹی میں بطور پروفیسر حدیث مقرر فرمایا تو قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے جن قابل ترین تلامذہ کو بہاولپور ساتھ لے جانے کے لئے منتخب فرمایا اُن میں آپ بھی شامل تھے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب نے بہاولپور یونیورسٹی سے **1965-1966**ء میں ایم اے اسلامک لاء یعنی تخصص فی الفقہ والقانون الاسلامی کی سند حاصل کی اور حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے فرمان پر اپنی مادرِ علمی مدرسہ انوار العلوم واپس آ کر استاذ الحدیث، مفتی و صدر شعبہ افتاء کے فرائض سنبھالے۔ **1977**ء میں حضرت علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی خواہش پر قبلہ مفتی صاحب جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور شیخ الحدیث و شیخ الادب

العربی مقرر ہوئے اِسی دوران صدر انجمن تہذیب الاسلام مین مارکیٹ گلبرگ آپ کو جامعہ مسجد غوثیہ گلبرگ لے آئے۔ جہاں عرصہ 12 سال تک جامع مسجد غوثیہ کے خطیب رہے اور یہاں جامعہ غوثیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا اور 1990ء تک اِسی درسگاہ کے ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث رہے اور انتہائی خوش اسلوبی محنت خلوص اور لگن سے کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہم کنار ہوئے۔ بعد ازاں جناب پروفیسر ظہیر الدین احمد بابر نقشبندی قادری نے ماڈل ٹاؤن سوسائٹی سے چار کنال کا رقبہ حاصل کر کے قبلہ مفتی صاحب کے سپرد کیا اور اُن کے پُرخلوص تعاون کے ساتھ آپ نے ماڈل ٹاؤن سنٹرل کمرشل مارکیٹ میں اپنی ذاتی دینی درسگاہ کا آغاز فرمایا جو کہ تقریباً عرصہ 17 سال سے انتہائی کامیابی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ جامعہ رضویہ ٹرسٹ سنٹرل کمرشل مارکیٹ ماڈل ٹاؤن میں درج ذیل شعبہ جات کی انتہائی کامیابی کے ساتھ سرپرستی فرما رہے ہیں۔ یہ جامعہ رضویہ ایک ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے مینجنگ ٹرسٹی حضرت قبلہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب آپکے بڑے بیٹے ڈاکٹر احمد سعید قادری ڈپٹی مینجنگ ٹرسٹی اور جناب پروفیسر ظہیر الدین احمد بابر سیکرٹری جنرل ہیں حضرت قبلہ مفتی صاحب کے دوسرے صاحبزادے جناب علامہ محمد وحید قادری جامعہ کے ناظم اعلیٰ، تعلیمات و مالیات ہیں۔ شعبہ جات:۔ شعبۂ تحفیظ القرآن، شعبۂ تجوید وقراءت، شعبۂ درس نظامی، شعبۂ کمپیوٹر لیب، شعبۂ تخصص فی الفقہ والحدیث والقانون الاسلامی اور شعبۂ نشر واشاعت شامل ہیں حضرت قبلہ مفتی ڈاکٹر غلام سرور قادری کی جتنی بھی تصانیف ہونگی ان کی اشاعت کے لیے مستقلاً عمدہ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ) لاہور کے نام سے ادارہ معرض وجود میں لایا گیا ہے۔ جس کے زیر اہتمام آپ کی تمام تصانیف اشاعت

ہونگی اور وہی ادارہ آپ کی تمام مطبوعات کے حقوق کا تحفظ کرے گا۔ آپ کی تصانیف تقریباً 55 کے قریب ہیں جن میں خاص اہمیت کا حامل ترجمۂ قرآن مجید، عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن'' ہے جو کہ اس صدی کا ایک عظیم الشان تجدیدی کارنامہ ہے جلد چھپ کر منظر عام پر آرہا ہے۔ انشاء اللہ ایمان افروز اور تحقیقی شاہکار و تصانیف خود مطالعہ کریں اور عزیز و اقارب میں تحفۃً پیش کریں یہ آپ کی سعادت ہو گی اور اس سے خیر و برکت کا وافر حصہ نصیب میں آئے گا انشاء اللہ۔

آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں!

(1)۔ درود و سلام و شانِ خیر الانام ﷺ
(2)۔ ردِ امکان کذب باری تعالیٰ
(3)۔ مقام علم وعلماء
(4)۔ شرح ''الفضل الموہبی''
(5)۔ خلافت اسلامیہ اور مغربی جمہوریت
(6)۔ معجزۂ شق القمر
(7)۔ قاضی اور سربراہ مملکت
(8)۔ بیعت کی اہمیت وضرورت
(9)۔ مسئلہ ایصال ثواب
(10)۔ مسئلہ تصویر (تصویر کا جواز)
(11)۔ ندائے یا محمد یارسول اللہ ﷺ
(12)۔ نماز سے متعلق تین اہم مسئلے
(13)۔ پروفیسر طاہر القادری کا علمی وتحقیقی جائزہ
(14). تفسیر اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
(15)۔ شدید غصہ میں دی گئی طلاق کا شرعی حکم
(16)۔ تفسیر بسم اللہ الرحمن الرحیم
(17)۔ مسئلہ صلوٰۃ وسلام قبل اذان
(18)۔ اسلام میں ٹیکسوں کی شرعی حیثیت
(19)۔ سورۂ یٰسٓ مع اردو ترجمہ وتفسیر
(20)۔ حج اور قربانی
(21)۔ عید اسلام
(22)۔ نجاۃ الوالدین الکریمین

اِن درج بالا کُتب کے علاوہ حضرت کا ماہانہ مجلّہ ماہنامہ البر لاہور کے نام سے عرصہ ۱۷ سال مکمل اور اُٹھارویں سال کا آغاز ہو چکا ہے جو کہ اُمت مسلمہ کے لئے بالخصوص شائع ہو رہا ہے انتہائی اہم موضوعات پر مضامین، تبصرے اور حالات حاضرہ پر اداریے اور لوگوں کے بزنس کی تشہیر اس کے حسن وقدر میں اضافے کا باعث ہو رہی ہے آج ہی اخبار ہاکر یا بک اسٹالز سے نام لے کر ماہنامہ البر لاہور طلب فرمائیں تا کہ آپ اپنے گھریلو ماحول کو دینی، روحانی اور اصلاحی پہلو میں خود کفیل بنائیں۔ یوں تو آپ کی ہر کتاب علم کا ایک خزانہ ہے مگر وہ کتابیں جو آپ نے کسی کے جواب میں "علمی وتحقیقی جائزہ" کے نام سے لکھیں یا کسی کی علمی وتحقیقی اغلاط کی نشاندہی میں لکھیں خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں مثلاً "درود وسلام شان خیر الانام" جناب جسٹس تقی عثمانی دیوبندی عالم کے جواب میں لکھی گئی اور "ڈاکٹر غلام مرتضٰے ملک کی کتاب توحید اور وجود باری تعالیٰ کا علمی وتحقیقی جائزہ" بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے آپکی کتب ایک بحرِ بے کراں ہیں دینی روحانی اصلاحی علم حق کے متلاشی اِن کتب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ ۱۹۹۸ء میں آپ نے علم نحو کی مشہور کتاب الکافیہ کی عربی شرح الوافیہ پر چار جلدوں پر مشتمل عربی میں تحقیق وتخریج لکھی الکافیہ جو کہ پورے عالم اسلام کے دینی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کی عربی زبان میں شرح فرما کر پنجاب یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی (دکتورہ) کی ڈگری حاصل کی

۔نیز طبیہ کالج لاہور میں چار سالہ طب کا کورس کر کے گورنمنٹ سے طبیب کی ڈگری بھی حاصل کی۔

علمی و دینی ذوق:۔ آپ کے علمی و دینی ذوق کا یہ حال ہے کہ اپنی آبائی زمینیں اور مکانات جو آپ کے ورثے میں آئی تھیں سب بیچ کر مدرسہ اور لائبریری پر خرچ کر دیا اور سارا دن لائبریری میں بیٹھ کر مطالعہ اور تحریر و تدریس میں مصروف رہتے ہیں اور اپنے صاحبزادوں کو بھی اسی لائن پر چلایا آپ کے بڑے صاحبزادے احمد سعید قادری ہومیو ڈاکٹر اور بہترین عالم ہیں جامعہ کے وائس پرنسپل اور درس نظامی پڑھاتے ہیں اور دوسرے صاحبزادے علامہ محمد وحید قادری درس نظامی کے فاضل اور یونیورسٹی سے ایم۔اے ہیں وہ بھی جامعہ کے استاذ و ناظم اعلیٰ و تعلیمات ہیں اور تیسرے صاحبزادے علامہ محمود عبید قادری درس نظامی سے فارغ و انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد سے ایل ایل بی لاء اینڈ شریعہ ہیں چوتھے بیٹے محمد حماد قادری نے ایف۔اے کے بعد درس نظامی شروع کیا جو درس نظامی کے دوسرے سال میں زیر تعلیم ہیں اور پانچویں سب سے چھوٹے بیٹے محمد باذل قادری قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں۔

تفصیل غیر ملکی تبلیغی دورے، مناظرے:۔ قبلہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب مصنف کتب کثیرہ، دینی خدمات کے جذبے سے اکثر تبلیغی دورے فرماتے رہتے ہیں۔صدر جنرل ضیاء الحق شہید کے زمانہ میں آپ نے چین کا انتہائی کامیاب سرکاری دورہ کیا۔جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کی درخواست پر آپ جنوبی افریقہ کے

کئی دورے کر چکے ہیں بلکہ ۱۹۸۶ء میں جنوبی افریقہ کے دورے کے دوران (شہر کیپ ٹاؤن) مرزائیوں کے ساتھ تین دن تک مناظرہ ہوتا رہا آخر میں مرزائی لیڈر سلیمان ابراہیم لاجواب ہو کر مرزائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہو گیا اور اس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس طرح کے کئی مناظروں میں حضرت کاظمی علیہ الرحمۃ نے آپ کو بھیجا تو اُن کی دعا سے ہمیشہ آپ کامیاب و فتحیاب رہے۔

(لیڈی سمتھ) میں دیوبندی مولانا عبدالرزاق سے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر مناظرہ ہوا جس پر اُنہوں نے اقرار کیا کہ واقعی یہ عبارات گستاخانہ و کفریہ ہیں اس مناظرہ کی بھی کیسٹ موجود ہے آپ برطانیہ کا بھی چار دفعہ تبلیغی دورہ کر چکے ہیں ایک موقع پر آپ سلطان باہو ٹرسٹ یو۔کے ٹھہرے ہوئے تھے کہ مرزا طاہر احمد نے (جنگ) لندن میں ختم نبوت کے حوالے سے ایک بیان دیا جس پر گرفت کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحب نے اسے بھی مناظرہ کا چیلنج کیا جو کہ برطانیہ (جنگ) اخبار کی شہہ سُرخی سے یہ خبر شائع ہوئی جس پر مرزا طاہر احمد نے مناظرہ کرنے اور گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اسی طرح آپ متحدہ عرب امارات کئی مرتبہ تبلیغی دورے فرما چکے ہیں۔یورپین ممالک جرمنی، بالجیم، ہالینڈ، انگلینڈ، ساؤتھ افریقہ اور متحدہ عرب امارات کے بھی دورے کر چکے ہیں اُن ممالک کے علاوہ تقریباً اکثر ممالک میں آپ کے کثیر تعداد میں مریدین ہیں علاوہ ازیں پاکستان میں بھی ارادتمندوں کا ایک وسیع حلقہ موجود ہے چونکہ کویت میں حلقہء ارادت ہے وہاں ایک مرتبہ تشریف لے گئے تو دورۂ کویت کے دوران کویت کے سابق وزیر برائے مذہبی امور شیخ

طریقت علامہ سید یوسف ہاشم الرفاعی جو دین اسلام اور خصوصاً مسلک اہل سنت کی مثالی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اُن کی موجودگی میں قبلہ مفتی صاحب نے عربی میں خطاب فرمایا اور اعلیٰحضرت کے کچھ نعتیہ کلام حدائق بخشش کا بھی عربی میں ترجمہ کر کے اس کی تشریح فرمائی۔ جس پر قبلہ رفاعی صاحب بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام حدائق بخشش کا عربی ترجمہ فرمادیں۔ جو کہ مسلک حق اہل سنت کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور اہل عرب اس سے خوب استفادہ کرسکیں گے آپ نے پاکستان میں بھی کئی مناظرے کئے جبکہ چیچہ وطنی میں ایک مشہور عیسائی پادری سعید المسیح سے ۳ دن مناظرہ کیا آخر میں وہ بھی آپ کے علمی دلائل کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگیا اور توبہ کر کے مشرف با اسلام ہوگیا جو عیسائی پادری تائب ہوا اُس کا نام احمد سعید رکھا گیا آج کل وہ کراچی میں ایک مبلغ اسلام کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہا ہے علاوہ ازیں موضع کمیر میں دربار شریف حضرت پناہ سے ملحقہ مسجد میں ایک قابض دیوبندی خطیب نے مناظرے کا چیلنج کیا جب حضرت مفتی صاحب علماء اہل سنت کی معیت میں وہاں پہنچے تو مذکورہ مولوی صاحب میدان سے بھاگ گئے۔ آخر میں ۱۲ ان بزرگوں کے اسماء گرامی جن سے آپکو خلافت ملی ہے۔

شریعت و طریقت کی سندیں وخلافتیں۔

۱۔ حضرت قبلہ سید احمد سعید کاظمی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم شریعت کی سند کے ساتھ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ وقادریہ ونقشبندیہ وسہروردیہ کی خلافت۔

۲۔ استاذ العلماء وشیخ طریقت حضرت غلام جہانیاں علیہ الرحمہ (ڈیروی) سے علوم شریعت کے ساتھ سلسلہ چشتیہ معینیہ، فریدیہ کی خلافت۔

۳۔ مفتی اعظم ہند شاہ مصطفےٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے علوم شریعت کی سند کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ نوریہ کی خلافت۔

۴۔ شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی علیہ الرحمہ سے علوم شریعت کی سند کے ساتھ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مظہریہ مجددیہ کی خلافت۔

۵۔ مفتی عرب وعجم قطب مدینہ منورہ ضیاء الامۃ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ سے علوم شریعت کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ کی وسلسلہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف وسلسلہ نبہانیہ کی اور حضرت قطب مدینہ کو حضرت سیدنا علی حسین اشرفی کچھوچھہ شریف علیہ الرحمہ اور امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ سے براہ راست خلافت حاصل تھی۔

۶۔ استاذ العلماء فقیہ امت حضرت مفتی محمد اعجاز ولی خاں علیہ الرحمہ (لاہوری) سے علوم شریعت کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ وحنفیہ (شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ) کی خلافت۔

۷۔ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین بغدادی علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت۔

۸۔ شیخ الاسلام حضرت امام محمد بن زکریا مدنی انصاری (مدینہ منورہ) سے علوم شریعت کے ساتھ چاروں سلسلوں کی خلافت۔

۹۔ شیخ الاسلام حضرت امام سید محمد بن سید علوی مالکی مکی (مکہ مکرمہ) سے چاروں سلسلوں کے علاوہ جملہ بلاد عرب وعجم کے مشائخ کبار کے جملہ سلاسل شریفہ کی اجازت وخلافت۔

۱۰۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ (فیصل آبادی) سے خلافت۔

۱۱۔ حضرت مفتی اعظم پاکستان سیدی ابو برکات سید احمد الوری رحمتہ اللہ علیہ لاہور سے خلافت۔

۱۲۔ سلطان الفقراء والصوفیہ حضرت غلام رسول ریاض آبادی (ملتانی) خلیفہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ سے خلافت۔ یہ تھیں آپ سے متعلق معلوماتی گزارشات جو کہ ضبط تحریر میں لائی گئی ہیں۔

اللہ رب العزت ایسے پاکان امت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے امین

دعا گو

مینجر عمدۃ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ) لاہور

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

☆ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ☆

میں نے اعلحضرت عظیم البرکۃ، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد رئیس المحققین، عمدۃ العارفین قطب زمان مولانا شاہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان کا علم وعلماء کی فضیلت وشان سے متعلق تقریباً ۱۵۔۱۶ صفحوں کا ایک رسالہ دیکھا تھا جس کا نام ہے فضل العلم والعلماء، جسمیں آپ نے قرآن وسنت وائمہ اہلسنت کے اقوال کی روشنی میں نہایت اختصار و جامعیت کے ساتھ علم وعلماء دین کے مقام ومرتبہ کو بیان فرمایا مگر اسکی اردو عالمانہ وفاضلانہ انداز کی تھی جس سے ہر شخص مستفید نہیں ہو سکتا، میں نے سوچا کہ آپ کے اس رسالہ مبارکہ میں مزید دلائل کا اضافہ کر کے اسے ایک نئے اور آسان انداز کے ساتھ پیش کیا جائے تا کہ اسے ہر شخص سمجھ سکے اور اس سے مستفید ہو سکے لھذا میں نے یہ کتاب ایک نئے مدلل اور آسان انداز میں لکھی اسمیں حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کے رسالہ مبارکہ کو بھی سمو دیا تا کہ اسے الگ شائع کرنے کی ضرورت نہ رہے اور ویسے وہ علیحدہ بھی چھپا ہوا ملتا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے ذریعے ہر عام وخاص صاحب ایمان کو علم وعلماء دین کی شان ومقام سمجھنے کی توفیق بخشے اور دینی علوم کو فروغ دینے میں بھر پور تعاون کی توفیق بخشے (آمین)۔

﴿طالب دعا ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری﴾

علم کی فضیلت قرآن سے

آیت نمبرا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے

شهد الله انه لا اله الا هو و الملائكة و اولوالعلم قائما بالقسط ۔

(سورۃ آل عمران آیت۱۸)

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی عبادت (بندگی) کے لائق نہیں اور اس کے فرشتوں نے اور عالموں نے (بھی) انصاف کے ساتھ (یہی گواہی دی)

علم کی تین فضیلتیں

اس آیت کریمہ سے علم کی تین فضیلتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے فرشتوں کے ساتھ ہی علماء کا ذکر فرمایا اور یہ علماء کے لئے ایک انتہائی عظمت وبڑائی کی بات ہے۔

۲۔ دوسری یہ کہ علماء کو فرشتوں کی طرح اپنی وحدانیت کا گواہ ٹھہرایا اوران کی گواہی کو اپنی الوہیت (خدا ہونے) کے ثبوت کی دلیل قرار دیا۔

۳۔ تیسری یہ کہ علماء کی گواہی کو فرشتوں کی گواہی کی طرح معتبر اور اہم ٹھہرا یا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابو حفص بن علی ابن عادل دمشقی حنبلی متوفی

۸۸۰ھ اپنی تفسیر **اللباب فی علوم الکتاب** میں لکھتے ہیں۔

دلت هذه الاية على فضل العلم وشرف العلماء فانه لو كان احد اشرف من العلماء لقرنه الله تعالى باسمه و اسم ملائكته كما قرن الله اسم العلماء قال تعالى لنبيه ﷺ قل رب زدنی علما

(طٰہٰ۱۱۴)

فلو كان شی اعزواشرف من العلم لامر الله تعالى نبيه المزيد منه كما امره ان يستزيد من العلم و قال ﷺ العلماء ورثة الانبياء و قال ﷺ العلماء امناء الله على خلقه ۔

ترجمہ:۔

اس آیت نے اس بات کی طرف رہنمائی کی ہے کہ علم ہی افضل نعمت اور امت میں علماء ہی کا بڑا اونچا مقام ہے، کیونکہ اگر اللہ کے نزدیک علماء سے بڑھ کر کسی کا درجہ ہوتا تو ضرور اللہ اس کا نام اپنے نام اور اپنے فرشتوں کے نام کے ساتھ، ملاتا جیسے اللہ نے علماء کا نام ملایا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو فرمایا کہ اے حبیب دعا کیجئے اور کہیے اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر، تو اگر علم سے بڑھ کر کوئی نعمت ہوتی تو اللہ، نبی ﷺ کو اس کی زیادتی کی دعا کرنے کا حکم دیتا جیسے علم میں زیادتی کی دعا کرنے کا حکم دیا اور نبی ﷺ نے فرمایا علماء نبیوں کے وارث ہیں اور فرمایا علماء، اللہ کی مخلوق پر اس کے امین ہیں (کہ اللہ نے ان کو اپنی مخلوق کے لئے علم امانت دی

ہے تاکہ وہ ان تک اس کی نعمت پہنچائیں)۔

﴿ آیت نمبر۲ ﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قل کفی باللہ شھیدا بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتاب۔

(سورۃ الرعد ۴۳)

ترجمہ:۔

فرما دیجئے! اللہ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے اور ہر وہ شخص جس کے پاس (اللہ کی کتاب کا علم ہے) کافی گواہ ہے۔

﴿ علماء کی گواہی کافی ہے ﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور فرشتوں کی گواہی کے ساتھ علماء (جو اللہ کی کتاب کا علم رکھتے ہیں) کی گواہی کو ہی کافی قرار دیا ہے یہ علماء کی بہت بڑی عزت افزائی ہے جو اللہ نے فرمائی ہے تفسیر اللباب فی علوم الکتاب میں ہے **ای ومن عندہ علم القرآن** یعنی اس کی گواہی کافی ہے جس کے پاس قرآن کا علم ہے

(تفسیر اللباب فی علوم الکتاب ج۱۱ ص۳۲۶ للامام الغرابی حفص عمر بن علی الدمشقی متوفی ۸۸۰ھ)

﴿ آیت نمبر ۳ ﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم و الذین اُوتوا العلم درجات

(سورۃ المجادلۃ ۱۱)

ترجمہ:۔

اللہ تم میں اس کو جو ایمان لائے اونچا کرتا ہے اور (خاص کر) ان کو تو جو علم دیئے گئے کئی درجے اونچا کرتا ہے۔

﴿ علم، بلندیٔ درجات کا باعث ہے ﴾

اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایمان کی طرح علم بھی درجات کی بلندی کا سبب ہے۔

﴿ آیت نمبر ۴ ﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من عند ربنا ومایذکر الا اولوا الالباب۔

(آل عمران ۷)

ترجمہ:۔

اور جو ایمان میں پکے ہیں وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے (جو قرآن میں ہے) سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت عقل والے ہی مانتے ہیں

کمال ایمان وعقل:۔

یہ آیت، علم والوں کے کامل الایمان اور کامل العقل ہونے اور ان کے انتہائی فرمانبردار ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

﴿آیت نمبر ۵﴾

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

(الفاطر ۲۸)

ترجمہ:۔

اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ایک عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں اور وجہ حصر یہ ہے کہ دوسرے لوگ بھی اگرچہ اللہ سے ڈرتے ہیں لیکن ویسے نہیں ڈرتے جیسے علماء ڈرتے ہیں۔

مطلب یہ کہ اللہ سے صحیح معنوں میں اور مکمل طور پر صرف اور صرف علماء ڈرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قہر وزبردست ہونے، اس کے بے نیاز وبے پروا ہونے، کو دوزخ کے حالات اور قیامت کی ہولناکیوں کو جب تک کوئی شخص تفصیل سے نہیں جانتا وہ اللہ تعالیٰ سے کما حقہ ڈر نہیں سکتا۔ لیکن ان چیزوں کی تفصیل چونکہ علماء جانتے ہیں اس لئے وہ اللہ تعالیٰ سے کما حقہ ڈرتے ہیں۔

﴿خیر وبھلائی﴾

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:۔

من یرہ اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین ۔

ترجمہ:۔

اللہ اپنے جس بندے سے بھلائی (دنیا وآخرت کی کامیابی) کا ارادہ فرماتا ہے اسے شریعت کے احکام (قرآن وسنت) کا عالم بناتا ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری ومسلم وابن ماجہ اور امام ابویعلی نے اپنی اپنی سندوں سے روایت کیا اور امام ابویعلی کی روایت میں یہ الفاظ مزید بھی ہیں کہ **ومن لم یفقھہ لم یبال بہ** اور جسے اس نے شریعت (قرآن وسنت) کا علم نہ دیا (کہ اس نے خود ہی نہیں سیکھا) اللہ اس کی پروانہیں فرماتا (کیونکہ وہ احکام شریعت سے جاہل رہا سیکھنے کی کوشش نہ کی)

امام طبرانی نے اس حدیث کو طبرانی میں روایت کیا اس کے الفاظ یہ ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ:۔

یاایھاالناس انماالعلم بالتعلم والفقہ بالتفقہ ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔

(الترغیب الترہیب ج ۱ ص ۹۲)

ترجمہ:۔

اے لوگو! علم محنت کے ساتھ سیکھنے سے ہی حاصل ہوتا ہے اور خاص کر شریعت کے احکام کا علم پوری کوشش خرچ کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے اور اللہ اپنے جس بندے سے دنیا و آخرت کی بھلائی اور کامیابی کا ارادہ فرماتا ہے اسے شریعت (قرآن وسنت کے احکام) کا علم دیتا ہے اور اللہ کے بندوں میں سے اس سے کما حقہ علماء ہی ڈرتے ہیں۔

وضاحت:۔

اس حدیث میں دو علموں کا ذکر آیا ہے ایک عام علم اور دوسرا خاص فقہ کا علم۔ عام علم سے مراد فقہ سیکھنے سے پہلے کا علم ہے جیسے عربی قواعد وضوابط (گرائمر) عربی زبان؛ وعربی ادب کیونکہ پہلے یہ علم سیکھیں گے تو فقہ (قرآن وسنت کے احکام) کا علم سیکھنا آسان ہوگا اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں پر زور دیتے تھے کہ وہ قرآن و سنت کو پوری طرح سمجھنے کے لئے عربی لغت وعربی ادب پر عبور حاصل کریں۔

آپ کا فرمان ہے۔ **علیکم بدیوان العرب** کہ عرب شعراء کا کلام پڑھو، تا کہ تمہیں عربی زبان پر عبور ہو پھر تم قرآن وسنت وفقہ کے علوم سیکھنے میں آسانی پاؤ گے۔

﴿آیت نمبر۶﴾

اللہ تعالی فرماتا ہے

ولكن كونوا ربانيين بما كنتم تعلمون الكتاب

وبما كنتم تدرسون ۔

(ال عمران ۷۹)

ترجمہ:۔

اور لیکن تم اللہ والے ہو جاؤ اس لئے کہ تم (اللہ کی) کتاب (لوگوں کو) سکھاتے ہو اس لئے کہ تم (اسے خود بھی) پڑھتے ہو۔

﴿علماء کو مولوی کیوں کہتے ہیں؟﴾

اس آیت سے واضح ہوگیا کہ علم کا تقاضا یہ ہے کہ عالم سارے جہان سے محبت کا تعلق توڑ کر ایک اللہ سے محبت کا تعلق جوڑ لے اور اسی سے کام رکھے اور یہ کام علماء ہی کرتے ہیں کیونکہ جہاں کہیں اللہ کے احکام کی خلاف ورزی ہوتی دیکھتے ہیں اللہ کی محبت انہیں اس کے خلاف آواز بلند کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس لئے علماء کو مولوی کہتے ہیں مولوی میں یاء نسبت کی ہے یعنی مولی تعالی سے نسبت رکھنے والا اور ایک اللہ جل شانہ کا ہوکر رہ جانے والا۔

﴿آیت نمبر۷﴾

اللہ کی بھلائی

اللہ تعالے فرماتا ہے

من يؤتي الحكمة فقد اوتي خيرا كثيرا

(البقرة ۲۶۹)

ترجمہ:۔

جسکو حکمت دی گئی، بے شک اسے بہت بھلائی دی گئی۔

اور حکمت سے شریعت کے احکام کا علم مراد ہے۔یعنی جسے شریعت کا علم دیا گیا اسے بہت بھلائی دی گئی۔

چنانچہ حدیث میں ہے

من يريد الله به خيرا يفقهه فى الدين

(صحیح بخاری)

ترجمہ:۔

اللہ اپنے جس بندے سے بھلائی (کرنے کا اور اسے بھلائی دینے) کا ارادہ فرماتا ہے اسے شریعت کے احکام کا علم دیتا ہے۔

اور ظاہر ہے جسے بہت بھلائی دی جائے اس کا درجہ و مرتبہ بہت بڑا ہوگا۔

﴿ آیت نمبر۸ ﴾

اللہ تعالی فرماتا ہے

وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العالمون۔

(العنکبوت ۴۳)

ترجمہ:۔

اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں اور ان

مثالوں کو علماء ہی سمجھتے ہیں۔

﴿ اللہ کی باتوں کو علماء ہی سمجھتے ہیں ﴾

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کے کلام کے اسرار و رموز اور بھید کی باتوں کو علماء کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اور اس سے علماء کی شان ظاہر ہوتی ہے۔

﴿ آیت نمبر۹ ﴾

اللہ تعالی فرماتا ہے۔

وقال الذين أُوتوا العلم ويلكم ثواب الله خير لمن آمن وعمل صالحا

(القصص ۸۰)

ترجمہ:۔

ان لوگوں نے جنہیں علم دیا گیا، بولے تمہاری خرابی، اللہ کا ثواب اس شخص کے لئے بہتر ہے جو ایمان لایا اور اس نے اچھے کام کئے۔

آخرت کی قدر و منزلت علماء ہی جانتے ہیں۔

اس آیت سے واضح ہوگیا کہ آخرت کی قدر و منزلت علماء ہی جانتے ہیں۔

﴿ آیت نمبر۱۰ ﴾

اللہ تعالی فرماتا ہے

قل هل يستوى الذين يعلمون و الذين لا يعلمون (الزمر ۹)

ترجمہ:۔

فرمادیجئے! کیا وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے، برابر ہیں؟

یعنی برابر نہیں ہوسکتے کہ جاھل کسی طرح بھی عالم کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ عالم کا درجہ غیر عالم سے اوپر ہے۔

اس میں نسب کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی غیر عالم خواہ کسی بھی خاندان اور نسب سے تعلق رکھتا ہو وہ عالم کے برابر نہیں ہوسکتا اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں جیسا کہ فتاوی شامی اور قاضی خاں کے حوالہ سے ہے۔

فالعالم العجمی یکون کفوا للجاھل العربی و العلویة لان شرف العلم فوق شرف النسب و العالم الفقیر یکون کفوا للغنی الجاھل و الوجه فیه ظاھر لان شرف العلم فوق شرف النسب فشرف المال اولی ۔

(فتاوی شامی ج۳ص۹۲)

ترجمہ:۔

یعنی عالم جو عربی نہیں ہے وہ غیر عالم عربی کا کفو ہے اس کے خاندان میں شادی کرسکتا ہے اور سیدہ کا بھی کفو ہے اس سے بھی شادی کرسکتا ہے کیونکہ علم کی بزرگی خاندان کی بزرگی سے اوپر ہے اور فتح القدیر میں اسی کو پسند کیا اور فتاوی بزازیہ میں اسی کو یقینی بات قرار دیا اور اس قدر زائد لکھا کہ عالم جو دولتمند نہ ہو وہ دولتمند غیر عالم کی کفو ہے اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ علم کی شان وعظمت نسب کی شان وعظمت سے اوپر

ہے تو اس کی شان وعظمت مال و دولت کی شان وعظمت سے بطریق اولی بڑھ کر ہوگی۔

پھر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ امام خیر الدین الرملیؒ متوفی ۱۰۸۱ھ مجمع الفتاوی سے نقل فرماتے ہیں کہ

العالم یکون کفوا للعلویة لان شرف الحسب اقوی من شرف النسب

(شامی ج۳ص۹۲)

عالم کا سیدہ کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے کیونکہ علم کا درجہ نسب کے درجہ سے بڑھ کر ہے۔

پھر علامہ شامی فتاوی خیریہ کے آخر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ امام خیر الدین رملیؒ نے فرمایا۔

قریشی جاھل تقدم فی المجلس علی عالم انه یحرم وعلیه اذ کتب العلماء طافحة بتقدم العالم علی القرشی ولم یفرق سبحانه و تعالی بین القرشی و غیره فی قوله " ھل یستوی الذین یعلون والذین لا یعلمون" کان شرف العلم اقوی من شرف النسب ۔

(فتاوی شامی ج۳ص ۹۲۔۹۳)

ترجمہ:۔

غیر عالم سید کا مجلس میں عالم سے اونچا یا آگے بیٹھنا حرام ہے کیونکہ فقہاء کی

کتابیں اس بات کے حوالوں سے بھری پڑی ہیں کہ عالم کا درجہ سید کے درجہ سے اونچا ہے اور اللہ تعالی نے اپنے اس فرمان میں کہ کیا عالم اور غیر عالم برابر ہو سکتے ہیں ؟ (غیر عالم میں) سید اور غیر سید کا فرق نہیں کیا لہذا علم کا درجہ خاندان کے درجہ سے اونچا ہے اسی طرح فتاوی عالمگیری ج اص ۲۹۰ میں اور فتاوی قاضی خاں ج اص ۳۵۱۔ اور جامع الرموز ج اص ۴۷۰ اور الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۴ص ۵۵ میں ہے کہ عالم کا درجہ غیر عالم سید سے اوپر ہے۔

﴿ عالم کون ؟ ﴾

عالم وہ ہے جسے عربی زبان پر اسقدر عبور ہو کہ وہ پیش آنے والے مسائل کو کسی کی مدد کے بغیر قرآن آپ حدیث سے نکال سکے۔

﴿ آیت نمبر ۱۱ ﴾

﴿ دعائے مصطفیٰ ﷺ ﴾

قل رب زدنی علما (طٰہٰ ۱۱۴)

ترجمہ:۔

اے حبیب ! ﷺ کہئے (دعا کرتے رہئے) اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر۔

قرآن کریم اور تفاسیر کی روشنی میں عالم دین کا مقام بیان کرنے کے بعد اب ہم احادیث مصطفےٰ ﷺ کی روشنی میں مقام علم وعلماء عرض کرتے ہیں۔

﴿ طالب علم کا مقام ﴾

بلاشبہ عالم کا مقام ومرتبہ تو مسلم ہے، مگر طالب علم کی شان یہ ہے کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا جنتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے یہ حدیث ہم پانچ ٹکڑوں میں الگ الگ عنوانوں سے نقل کرتے ہیں۔

﴿ حدیث نمبر ۱ ﴾

(۱) من سلك طريقا يبتغي فيه علما سلك الله به طريقا الى الجنة۔

ترجمہ:۔

جو شخص کسی راستے پر چلے جس میں وہ علم کی تلاش کرتا ہے، اللہ تعالی اسے جنت کے راستے پر چلاتا ہے۔

لیجئے یہاں قرآن وسنت کے علم کی تلاش میں نکلنے والے شخص (طالب علم) کی شان دیکھئے کہ وہ علم کی طلب کے لئے زمین پر چل رہا ہے ادھر اللہ تعالی اس کے لئے آسمانوں پر جنت میں راستہ بنا رہا ہے جب شاگرد کا مقام یہ ہے تو اسے پڑھانے والے استاذ (عالم) کا کیا مقام ہوگا اس سے آگے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

(۲) وان الملائكة لتضع اجنحتها رضى لطالب العلم

ترجمہ:۔

بلاشبہ فرشتے طالب علم کی خوشی کے لئے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

یہ تو طالب علم کی شان ہے کہ علم دین (قرآن وسنت کی تعلیم) حاصل کرنے کے لئے وہ زمین پر چلتا ہے تو جنت میں اس کے لئے راستہ بنایا جارہا ہے اور فرشتے اس کی خوشی کے لئے اس کے پاؤں تلے نوری پر بچھا رہے ہیں اور تحفہ نصائح میں ایک حدیث شریف کے حوالہ سے مصنف تحفہ نصائح فرماتے ہیں کہ طالب کو ایک قلم (جس سے وہ قرآن وحدیث کے مسائل لکھے) دینے والوں کو اللہ جنت عطا فرمائیگا۔

یہ تو ایک قلم دینے کا حال ہے کہ اسے طالب علم کو ایک قلم دینے کے بدلہ جنت کا ایک باغ عطیہ ملے گا اور وہ سخی لوگ جو طلباء کے اخراجات کے لئے دینی مدارس کی بھرپور امداد کرتے ہیں، وہ کتنی جنتوں کے حقدار ہوں گے۔ یہ خود ہی سوچئے ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر قرآن وسنت کا علم حاصل کرنے والا طالب ایک قبرستان سے گزرے تو اس کی برکت سے اس قبرستان کے عذاب میں پکڑے ہوئے گناہگاروں سے چالیس دن تک کے لئے عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں **بسم اللہ** کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک گناہگار اپنی بیوی کو یہ وصیت کر کے فوت ہوگیا کہ اس کا بچہ جب بڑا ہو تو اسے قرآن وسنت کا عالم بنانے کے لئے کسی دینی مدرسہ میں داخل کرانا جہاں وہ علماء سے دین کا علم حاصل کرے۔ گناہگار ہونے کی وجہ سے اسے قبر میں عذاب دیا جارہا تھا اس دوران اس کا بیٹا بڑا ہو کر پڑھنے لکھنے کے قابل ہوگیا تو اس کی ماں اسے اس کے مرحوم باپ کی وصیت کے مطابق دینی مدرسہ میں لے گئی اور عالم بنانے کے لئے علماء کے حوالے کردیا۔ استاذ نے اسے اپنے سامنے بٹھا کر **بسم اللہ الرحمن الرحیم** شروع کرائی تو اس کے باپ کے لیے عذاب دینے والے فرشتوں کو اللہ کا

حکم ہوا کہ اس سے عذاب اٹھالو میں نے اسے معاف کردیا کیونکہ مجھے شرم آتی ہے کہ اس کا بیٹا تو **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھ کر علم سیکھ رہا ہو اور عالم دین بن رہا ہو اور میں اس کے باپ کو عذاب دیتا رہوں چنانچہ اسے معاف کردیا گیا یہ تو ابھی بسم اللہ پڑھنے اور سیکھنے کی برکت تھی اس کے بعد جب وہ اس سے اوپر کا علم سیکھتا ہے تو اس پر اور اسکے باپ پر اللہ کا کس قدر کرم ہوتا ہوگا اور اس کو قرآن وسنت پڑھانے والے عالم دین کا کیا مقام ہوگا پھر ان پر مال خرچ کرنے والے سخیوں کا کیا درجہ ہوگا۔

مقام عالم

اس سے آگے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

(۳) وان العالم لیستغفرله من فی السموات ومن فی الارض حتی الحیتان فی الماء

ترجمہ:

اور بے شک عالم کی شان یہ ہے کہ اس کے لئے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب کے سب بخشش کی دعا کرتے ہیں حتی کہ پانی میں موجود مچھلیاں بھی عالم کے لئے بخشش کی دعا کرتی ہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عالم کے لئے آسمانوں اور زمینوں والے حتی کہ دریاؤں اور سمندروں کی مچھلیاں بھی بخشش کی دعا مانگتی ہیں کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے

کہ اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمین میں اللہ اللہ کہا جائے گا مقصد یہ ہے کہ جب تک اللہ کے دین کی اور اس کے احکام کی تعلیم دی جائیگی اور ظاہر ہے کہ یہ تعلیم دینے والے علماء دین ہی ہیں لہذا اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ جب تک علماء زمین پر ہیں اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی اور آسمانوں اور زمینوں والے حتی کہ سمندروں اور دریاؤں کی مچھلیاں سب قیامت کے قائم ہونے سے ڈرتے ہیں اور وہ یہ بات جانتے ہیں کہ علماء دین کا وجود قیامت کے آنے میں رکاوٹ ہے لہذا ان کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں۔

عبادت گذاروں کے مقابلہ میں عالم کا مرتبہ

اس سے آگے حضور ﷺ نے فرمایا کہ

(۴) وفضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب ۔

ترجمہ:۔

عالم کا مرتبہ عبادت گذاروں کے اوپر ایسے بلند وبالا اور اونچا ہے جیسے چاند کا مرتبہ باقی ستاروں کے اوپر بلند اور اونچا ہے۔

عالم چاند اور عبادت گذار ستارہ ہے

حضور ﷺ نے واضح فرمایا کہ میری امت میں عالم دین ایسا ہے جیسے چاند اور نیک لوگ جو اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں ایسے ہیں جیسے ستارے۔ حضور

ﷺ نے عالم کو اس لئے چاند قرار دیا کہ جیسے چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے ایسے ہی عالم رسول اللہ ﷺ سے علم کا نور حاصل کرتا ہے۔ اس لئے امام شرف الدین بوصیریؒ صاحب قصیدہ بردہ شریف نے قصیدہ بردہ میں حضور ﷺ کو فضائل وکمالات کا سورج کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فضائل وکمالات کے سورج ہیں

چنانچہ امام شرف الدین بوصیریؒ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔

وانک شمس فضل هم کواکبها یظهرن انوارها للناس فی الظلم

ترجمہ:۔

کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کمالات کے سورج ہیں اور انبیاء علیہم السلام اور علماء کرام آپ کے ستارے ہیں جو آپ کے نور سے لوگوں کے لئے اندھیروں کو دور کرتے ہیں۔

علم کی تعریف

علم کی جو تعریف کی گئی ہے اس سے بھی اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے

العلم نور مقتبس من مشکوة النبوة

ترجمہ:۔

کہ علم، علماء کے سینوں میں ایک نور ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک سے حاصل ہوتا ہے۔

نبیوں کے وارث

اس سے آگے حضور ﷺ نے اشاد فرمایا

(۵) ان العلماء ورثة الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما انما ورثوا العلم فمن اخذ به فقد اخذ بحظ وافر

(صحیح الترمذی ج ۲ ص ۹۳)

ترجمہ:۔

کہ بے شک علماء، نبیوں کے وارث ہیں بے شک نبیوں نے دینار و درھم کا (کسی کو) وارث نہیں بنایا (کہ وہ دینار و درھم چھوڑتے ہی نہیں بلکہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہی دیدیتے ہیں) انہوں نے علم کا وارث بنایا تو جس نے علم لے لیا تو بے شک اس نے نبیوں کی میراث کا بڑا حصہ پالیا۔

زکوۃ وخیرات کا بہترین مصرف

جب علم کی شان یہ ہے کہ وہ پیغمبروں کا چھوڑا ہوا ورثہ ہے اور روحانی نور ہے، اللہ کی معرفت کا ذریعہ ہے تو یہ مخیر و مالدار حضرات کی زکوۃ وصدقات وخیرات وغیرہ کا بھی بہترین مصرف ٹھہرا لہذا مالداروں کے لئے زیادہ فضیلت وثواب اس میں ہے کہ وہ دینی مدارس کو ہی زیادہ سے زیادہ مالی مدد دیں تا کہ وہ پیغمبروں کا اور

خصوصا رسول اللہ ﷺ کا روحانی ورثہ قوم کے زیادہ سے زیادہ بچوں کو دے سکیں جس سے جہالت کے اندھیرے ختم ہوں اور دنیا روشن ہو کر امن وامان کا گہوارہ ہو جائے اور دین وایمان کی ترقی اور اسلام کا غلبہ ہو کیونکہ علم دین کے بغیر دین وایمان کی ترقی اور غلبہء اسلام ناممکن ہے اور کچھ نہ ہو سکے تو کم از کم زکوۃ ہی خرچ کر کے اس کو فروغ دینے کی سعادت حاصل کرو۔ علماء کے وجود کو اللہ کی عظیم نعمت سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے جاؤ پھر دیکھنا تم دین و دنیا میں کیسے ترقی کرتے اور آخرت میں اللہ ورسول ﷺ کے ہاں سرخرو ہوتے ہو۔

لہذا ان مالداروں کو یہ معلوم ہونا چاہیے جو دینی مدارس (جو قرآن وسنت کے علوم کی تعلیم کے سرچشمے اور مرکز ہیں) کو چھوڑ کر ادھر ادھر دوسرے رفاہی وخیراتی اداروں پر خرچ کرنا زیادہ ثواب سمجھتے ہیں ان کا یہ خیال درست نہیں ہے وہ اپنا ہی ثواب کم کرتے ہیں بلکہ وہ دین پر خرچ نہ کر کے یا کم خرچ کر کے دین کو نقصان پہنچاتے اور اللہ کو ناراض کرتے ہیں۔

امراء پر فرض ہے زکوۃ دینا کیونکہ زکوۃ اللہ کا فرض ہے اگر یہاں نہ دیں گے تو قیامت کے دن سخت مصیبت میں پڑیں گے۔ اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے۔

والذین یکنزون الذهب و الفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم و جنوبهم و ظهورهم۔

(التوبہ ۳۴)

ترجمہ:۔

جولوگ جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو بشارت دے ساتھ دکھ دینے والی مار کے جس دن گرم کیا جائے گا وہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں پھر داغی جائیں گی اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں۔

اور فرماتا ہے

هذا ماكنزتم لا نفسكم فذوقوا ماكنتم تكنزون ۔

(التوبه ۳۴)

ترجمہ:۔

یعنی پھر ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جو تم نے جمع کیا اپنی جانوں کے لئے پس چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔

اور یہ بھی سمجھ لو کہ غنی طالب علم کو زکوۃ لینا جائز ہے جبکہ وہ طالب علم، علم میں مصروف ہونے کی وجہ سے کسب کی فرصت نہ رکھتا ہو اور یہی علماء کے لئے بھی ہے چنانچہ فتاوی درمختار میں ہے کہ

وبهذا التعليل يقوى مانسب للواقعات من ان طالب العلم يجوزله اخذ ا الزكوة ولوغنيا اذا فرغ نفسه لا فادة العلم واستفادته بعجزه عن الكسب و الحاجة داعية الى مالا بد منه هكذا ذكره المصنف۔

(الدر المختار ج ا ص ۲۲۷)

ترجمہ:۔

اور اس تعلیل سے اس بات کی تقویت ملتی ہے جو کتاب فقہ '' **الوقعات** '' کی طرف منسوب ہے کہ جو طلباء و علماء علم کو پڑھنے پڑھانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہیں ان کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے اگر چہ وہ مالدار ہوں کیونکہ علم پڑھنے پڑھانے میں مصروفیت کی وجہ سے دنیا نہیں کما سکتے جبکہ ضروریات ہر وقت در پیش رہتی ہیں مصنف نے اسی طرح اس مسئلہ کا ذکر فرمایا۔

اور جو اہل زکوۃ احتیاط مہتم مدرسہ سے کہدیں کہ ہمارا روپیہ محتاج طلبہ کو دیا کرو یا ان پر خرچ کردو۔ ان کے طفیل غیر محتاج طلباء بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں ظاہر ہے کہ '' **لافادة العلم** '' علماء کے لئے ہے اور '' **استفادته** '' طلباء کے لئے ہے۔ لہذا طلباء وعلماء غنی ہونے کے باوجود زکوۃ لے سکتے ہیں کہ کسی بھی وقت ان کو اس کی ضرورت ہو سکتی ہے اور ویسے محتاجوں و مستحقوں کے طفیل غیر محتاج بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے حضرت بریرہؓ سے صدقے کے گوشت کے بارے میں فرمایا '' **لك صدقة ولنا هدية** '' کہ تیرے لئے صدقہ اور ہمارے لئے (تیری طرف سے) ھدیہ ہوگا۔

شیطان سب سے زیادہ کب خوش ہوتا ہے

شیطان سب سے زیادہ کب اور کس بات سے خوش ہوتا ہے اس سلسلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ شیطان کے چیلے روزانہ شام کو اپنی کارکردگی سنانے کے لئے اس کے پاس آتے ہیں اور ان میں سے

ایک کہتا ہے میں نے یہ فساد کرادیا کوئی کہتا ہے میں نے فلاں نیک آدمی کو دھوکا دیا وغیرہ وغیرہ۔

ان میں سے جو سب سے چھوٹا چیلا ہوتا ہے وہ کہتا ہے میں نے ایک بچہ کو قرآن وحدیث کے علم سے روک دیا ہے اب وہ یہ علم نہیں پڑھ سکے گا تو بڑا شیطان خوشی سے اس کے آگے کھڑا ہوجاتا ہے اور اسے شاباش دیتا اور اسے اپنے ساتھ بٹھاتا ہے اور سب سے بڑھ کر اس کے اس کام سے خوشی ظاہر کرتا ہے۔

(تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۸۰)

معلوم ہوا کہ شیطان سب سے زیادہ قرآن وسنت کے علم والوں کا دشمن ہے اور اس بات سے سخت پریشان ہوتا ہے کہ کوئی اپنے بچہ کو قرآن وسنت کا علم سکھا کر عالم بنائے یا قرآن وسنت کے علم سیکھنے والوں کی کسی طرح کی مدد کرے شیطان اس بات سے بھی خوش ہوتا ہے کہ کوئی شخص دینی مدرسوں (جہاں قرآن وسنت کا علم سکھایا جاتا ہے) کی بجائے دوسرے خیراتی اداروں پر خرچ کرے تا کہ علم کو فروغ دینے کا نبوی مشن پیچھے رہ جائے۔

﴿حدیث نمبر۲﴾

﴿دین کا علم سیکھنے سکھانے والے دوزخ سے آزاد ہیں﴾

دوسری حدیث شریف میں ہے۔

من اراد ان ینظر الی عتقاء الله من النار فلینظر الی المتعلمین فوالذی نفس محمد بیده مامن متعلم

یختلف (ای یذهب و یجیئی) الی باب العالم الا یکتب الله له بکل قدم عبادة سنة و یبنی بکل قدم مدینة و یمشی علی الارض والاض تستغفرله و یمسی و یصبح مغفورا له

(تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۰۲)

ترجمہ:۔

جو چاہے کہ ایسے لوگوں کی زیارت کرے جو اللہ کی طرف سے دوزخ سے آزاد ہیں تو اسے چاہیے کہ ان کی زیارت کرے جو قرآن وسنت کا علم سیکھتے ہیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے جو طالب علم قرآن وسنت کے علم سیکھنے کے لئے عالم دین کے دروازے پر (یا دینی درس گاہ میں) جاتا اور آتا رہے گا (یا اس مقصد کے لئے مدرسہ میں ٹھہرا رہے گا) اللہ تعالی اس کے ہر قدم پر اس کے لئے ایک سال کی عبادت (کا ثواب) لکھے گا اور اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے لئے جنت میں ایک شہر تعمیر کرے گا اور وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ زمین اس کے لئے اللہ تعالی سے بخشش کی دعا مانگتی ہے اور وہ اسکی صبح وشام یوں ہوتی ہے کہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہے۔

﴿مخیرّ ومالدار حضرات کے لئے لمحہ فکریہ﴾

اس حدیث کے بعد مخیرّ اور مالدار حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے وہ سوچیں کہ ان کا دینی درس گاہ کی مالی مدد کرنا اور ایسے سب مصارف پر ترجیح دینا ان کے لئے

کس قدر خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کا مال ان پر خرچ ہو رہا ہے جن کے دین کے علم سیکھنے کی وجہ سے خوش ہو کر اللہ نے ان کو دوزخ سے آزاد کر دیا ہے جب دین کا علم سیکھنے والوں کی یہ شان ہے تو ان کو سکھانے اور پڑھانے والے علماء کا کیا مقام ہوگا۔

﴿حدیث نمبر۳﴾

﴿علماء کی محفل میں حاضری کا درجہ﴾

تیسری حدیث شریف میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

حضور ﷺ مجلس علم افضل من صلوة الف رکعة وعیادة الف مریض و شهود الف جنازة فقیل یا رسول الله أو من قراء ة القرآن ؟ قال وهل ينفع القرآن الا بالعلم۔

(تفسير روح البيان ج ۱ ص ۱۰۲ و احياء علوم الدين امام غزالی ج ۱ ص ۱۹)

ترجمہ:۔

عالم کی مجلس و محفل میں حاضر ہونا ہزار رکعت (نفلی) نماز اور ہزار بیماروں کی بیمار پرسی اور ہزار جنازوں کی نماز سے افضل (زیادہ ثواب) ہے عرض کی گئی کیا قرآن کی تلاوت سے بھی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا (عالم ہے) علم (سیکھنے) کے بغیر قرآن نفع بخشتا ہے؟

یعنی علم کے بغیر قرآن (کامل و بھرپور) نفع نہیں دیتا۔ تو قرآن سے (اس

طرح کا) فائدہ حاصل کرنے کے لئے عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ضروری ہے۔

﴿سلیمانی انگوٹھی﴾

مولانا رومیؒ مثنوی شریف میں علم دین کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

خاتم ملک سلیمان است علم

جمله عالم صورت وجانست علم

کہ علم سلیمانی انگوٹھی ہے سارا جہان صورت و جسم ہے اور علم اس کی روح ہے

کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس پر اللہ تعالی کا ایک ایسا نام مبارک کندہ تھا جسکی برکت سے پوری دنیا پر ان کی حکومت تھی جن و انسان اور چرند و پرند ان کے تابع تھے یہ ساری بحکم خدا اس انگوٹھی کی برکت تھی۔ حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جس کے پاس قرآن وسنت کا علم ہے ترجموں کے ذریعے نہیں بلکہ قرآن وسنت کی زبان عربی پر عبور حاصل کرنے کی صورت میں گویا اس کے پاس سلیمانی انگوٹھی ہے وہ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتا ہے دنیا میں جہاں جائے گا عزت پائے گا۔

﴿حدیث نمبر۴﴾

﴿عالم کی زیارت مصافحہ اور صحبت﴾

چوتھی حدیث شریف میں ہے

النظر الی وجه الوالد عبادة والنظر الی الکعبة المکرمة عبادة والنظر فی المصحف عبادة والنظر فی وجه العالم عبادة من زار عالما فکانما زارنی ومن صافح عالما فکانما صافحنی ومن جالس عالما فکانما جالسنی ومن جالسنی فی الدنیا اجلسه الله معی یوم القیامة۔

(تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۰۲ وکشف الخفاء ج ۲ ص ۲۵۱)

ترجمہ:۔

کہ باپ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اور کعبہ مکرمہ کو دیکھنا عبادت ہے اور قرآن میں نظر ڈالنا عبادت ہے اور عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے جس نے عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی اور جس نے عالم سے ہاتھ ملایا گویا اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور جو عالم کے ساتھ (اسکی مجلس میں) بیٹھا گویا وہ میرے ساتھ بیٹھا اور جو دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا اللہ قیامت کے دن جنت میں میرے ساتھ بٹھائے گا۔

سبحان اللہ عالم کی کیا شان ہے لہذا امراء و مخیّر حضرات اور ارباب اختیار پر فریضہ عائد ہوتا ہے کہ اپنے زیادہ سے زیادہ وسائل ان مدرسوں کو دیں جہاں ایسے علماء پیدا کئے جا رہے ہیں جو عربی گرائمر و زبان پر عبور حاصل کر کے قرآن و سنت کے ماہر بن رہے ہیں تا کہ وہ اندرون و بیرون ملک پوری دنیا میں غلبۂ اسلام کے لئے کام کریں۔

﴿حدیث نمبر ۵﴾

﴿کمال درجہ﴾

پانچویں حدیث شریف ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ دو مرد ہیں ان میں ایک عبادت گزار ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت میں مشغول رہتا ہے رات بھر کھڑے ہو کر نوافل پڑھتا رہتا ہے اور دوسرا عالم ہے جو صرف فرض نمازیں پڑھتا ہے پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے میں مصروف ہو جاتا ہے (ان میں سے کس کا درجہ اونچا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ثم قال رسول الله ﷺ ان الله وملائکته واهل السموت والارضین حتی النملة فی جحرها وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر۔

(صحیح ترمزی ج ۲ ص ۹۳ ومشکوٰۃ شریف ص ۳۶ بحوالہ سنن دارمی)

ترجمہ:۔

اس عالم کا درجہ جو صرف فرض پڑھ کر پھر بیٹھ کر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے میں مصروف ہو جاتا ہے عبادت گزار پر ایسے (ہی بلند) ہے جیسے میرا درجہ تم میں سے سب سے کم درجے والے انسان پر (بلند ہے) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمینوں والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور یہاں تک کہ مچھلیاں (پانی میں) سب کے سب لوگوں کو قرآن و سنت کی

تعلیم دینے والے عالم پر درود بھیجتے ہیں۔

اس حدیث سے فقہاء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ جو ایسا عالم ہو اسے نمازوں کی سنتیں معاف ہیں اللہ اللہ عالم دین کی کیا شان ہے۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے بچوں کو عالم فاضل بنائیں آمین۔

(شکر ہے اللہ نے اس ناچیز (ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری) کو اپنے تین بڑے بیٹوں کو عالم بنانے کی توفیق دی اور باقی دو چھوٹوں کو بھی عالم بنانے کی توفیق دے آمین ثم آمین میں اپنے گھر والوں کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں کہ انہوں نے ان بیٹوں کو عالم بنانے میں میری مدد کی)

وضاحت:۔

اس حدیث میں کچھ باتیں وضاحت طلب ہیں ایک یہ کہ محدث علی بن سلطان القاری المکی علیہ الرحمۃ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کی شرح لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس عالم کی یہ شان بیان کی گئی ہے اس سے وہ عالم مراد ہے جو عربی گرائمر و زبان کے ذریعے علوم شرعیہ یعنی قرآن وسنت وفقہ کا علم رکھتا ہو (محض اردو یا انگریزی وغیرہ کے ترجموں کے ذریعے نہیں کیونکہ محض ترجموں والا تو لکیر کا فقیر ہوتا ہے) اور عبادت گزار سے وہ عبادت گزار شخص مراد ہے جو علوم شرعیہ کا محض ضرورت کی حد تک علم رکھتا ہو۔

﴿اللہ کا درود﴾

اور یہ کسی بندے پر اللہ کے درود بھیجنے سے مراد اس پر رحمت فرمانا اور احسان

کرنا ہے۔

﴿فرشتوں کا درود﴾

فرشتوں کے درود اور اسی طرح دوسری مخلوق کے درود سے مراد اس کے لئے بخشش مانگنا ہے۔

﴿بندوں کا درود﴾

اور یہ جو ہم لوگ (مسلمان) رسول اللہ ﷺ کے لئے اللہ سے درود بھیجنے کی دعا کرتے ہیں اس سے مراد حضور ﷺ کے لئے آپ ﷺ کی شایان شان اللہ سے طلب رحمت و احسان کرنا ہے۔

جب عالم کا درجہ مسلمانوں پر ایسا بلند ہوا جیسے نبی کا درجہ کسی ادنی و کمتر درجہ والے مسلمان پر تو مسلمانوں پر یہ فرض ہوا کہ جیسے صحابہ اپنے تمام معاملات میں حضور ﷺ سے راہنمائی حاصل کرتے اور اس راہنمائی پر عمل کرتے تھے مسلمان بھی اپنے تمام معاملات میں عالم سے راہنمائی حاصل کریں اور اس راہنمائی پر عمل کریں۔

آج پاکستان میں جو تباہی و بربادی دکھائی دیتی اور سارا نظام جو درھم برھم اور بگڑا بگڑا نظر آتا ہے اس کی واحد وجہ مسلمانوں کا علماء دین سے دوری ان سے راہنمائی حاصل نہ کرنا اور ان کی ہدایات پر عمل نہ کرنا ہے۔

﴿حدیث نمبر ۶﴾

﴿ایک آیت کا سیکھنا سو رکعت سے بہتر﴾

چھٹی حدیث حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے ابوذر

لان تغد و فتعلم آیۃ من کتاب اللہ خیرلك من ان تصلی مائۃ رکعۃ

ترجمہ:۔

تمہارا صبح صبح اللہ کی کتاب (قرآن) کی ایک آیت سیکھنا تمہاری سو رکعت نفلی نماز سے بہتر ہے۔

ظاہر ہے کہ کوئی اللہ کی کتاب (قرآن کریم) کی آیت عالم دین سے ہی سیکھے گا پھر کسی آیت کا سیکھنا عربی گرائمر کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔لہذا عربی گرائمر و عربی زبان سیکھنا اور سکھانا تا کہ قرآن وسنت کی سمجھ آئے بہت ضروری اور اہم فریضہ ہے اور اس پر وسائل خرچ کرنا انتہائی دینی وایمانی تقاضا ہے۔

پھر سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب قرآن کی آیت سیکھنے پر طالب علم کو ایک سو رکعت کے ثواب سے بڑھ کر ثواب ملتا ہے تو عالم دین جو اللہ کی کتاب کا درس دیتا اور انہیں عربی گرائمر کی روشنی میں قرآن کی تعلیم دیتا ہے اسے کتنی سو رکعتوں کا ثواب ملتا ہوگا۔

فتاوی بزازیہ میں امام حافظ الدین بن محمد بن محمد بن شہاب المعروف ابن البزاز متوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں کہ دوسری نفلی عبادتوں کے مقابلہ میں علم حاصل کرنا افضل ہے (علم صرف مدرسوں سے نہیں بلکہ علماء کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے) پھر فرماتے ہیں **”طلب العلم و الفقه افضل من جميع اعمال البر“** کہ

دین (قرآن وسنت) کا علم حاصل کرنا سب نیکیوں سے بہتر نیکی ہے۔لہذا اس پر سرمایہ اور مال خرچ کرنا بھی سب سے افضل سخاوت اور سب سے زیادہ ثواب ہے۔

(فتاوی بززایه علی فتاوی هدیه ج۲ص۳۷۸)

ایک ہزار رکعت کا ثواب

اس مذکورہ حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ کا اگلا حصہ یہ ہے کہ

ولان تغدو فتعلم بابا من العلم عمل به اولم يعمل به خير لك من ان تصلی الف ركعة۔

(الترغيب والترهيب ج۱ص۹۷،۹۸

بحواله ابن ماجه)

ترجمہ:۔

ابوذر۔ تمہارا صبح صبح علم کا ایک باب سیکھنا خواہ اس پر عمل کیا جاتا ہو یا اس پر عمل نہ کیا جاتا ہو تمہاری ایک ہزار رکعت سے بہتر ہے۔

وضاحت:۔

اس میں کچھ باتیں وضاحت طلب ہیں ایک یہ کہ علم کے باب کا سیکھنا ایک ہزار رکعت سے بہتر ہے یہاں باب سے مراد ایک موضوع کے مختلف مسائل سیکھنا ہے جیسے وضو کے باب میں سے کچھ مسائل سیکھنا یا نماز کے باب کے متعلق کچھ مسائل سیکھنا یا زکوۃ کے باب میں سے کچھ مسائل سیکھنا یا نکاح کے باب میں سے کچھ مسائل سیکھنا ایک ہزار رکعت سے زیادہ ثواب ہے۔

اور یہ جو فرمایا گیا خواہ ان پر عمل نہ کیا جاتا ہو اس سے مراد اصولی مسائل ہیں جن کا تعلق عقائد سے ہے عمل سے نہیں یعنی توحید ورسالت وحشر ونشر اور جنت ودوزخ کے احوال سے متعلق باب کا سیکھنا۔

﴿امام مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان﴾

امام مالک کے شاگرد رشید امام ابن الحکیم فرماتے ہیں کہ میں امام مالک رضی عنہ سے پڑہتا تھا تو ظہر کا وقت ہوا تو میں نے کتابیں اکٹھی کردیں تاکہ فرضوں سے پہلے کچھ نوافل پڑھ لوں آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ" **یا ھذا ما الذی قمت الیه بافضل مما کنت فیه** " کہ جب دین کی خدمت کی نیت سے علم حاصل کررہے ہو تو تمھاری نفلی نماز جس کے لیے تم کھڑے ہوئے ہو کتابوں کے مطالعہ سے جس میں تم مصروف تھے افضل نہیں ہے معلوم ہوا کہ دین کی کتابوں کا مطالعہ کرنا نفلی عبادات سے بہتر ہے۔لہذا نفلی حج وعمرے پر خرچ کرنے سے دین کی تعلیم پر خرچ کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے۔

﴿دنیا اور جو دنیا میں ہے ملعون ہے﴾

﴿حدیث نمبر ۷﴾

ساتویں حدیث حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

الدنیا ملعونة ملعون مافیها الاذکر الله وماوالاه

وعالما ومتعلما

(الترغیب و الترهیب ج ۱ ص ۹۸ بحواله ترمذی وابن ماجه وبیهقی)

ترجمہ:۔

دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے سوائے اللہ کی یاد کے اور سوائے اس کے جو اللہ کی یاد سے تعلق رکھے اور سوائے عالم دین اور طالب علم کے۔

وضاحت:۔

ساری دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے۔ملعون کا مطلب ہے کہ اللہ کی رحمت سے دور ہے ہاں اللہ کی یاد تو رحمت ہی رحمت ہے اور ہر وہ چیز بھی اللہ کی رحمت ہے، جس کا اللہ تعالی کی یاد سے تعلق ہے۔

مسلمان اور مسلمان کا ہر وہ فعل جو شریعت کی روشنی میں ہو اللہ کی رضا کے لئے ہو اور جسکی شریعت نے اجازت دی ہو وہ بھی رحمت کے زمرے میں آتا ہے

یعنی جمیع ما یرشد الی عمله کتاب الله و سنة نبیه اقول کل ماجازه الشرع فهومن رحمة الله تعالی (۔قادری) لہذا ہر مسلمان ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو کام کرے گا خواہ وہ کسی بھی شعبہء زندگی سے متعلق ہو وہ رحمت ہے۔

﴿دنیا کیا ہے﴾

سوال یہ ہے کہ دنیا کس چیز کا نام ہے اس کے جواب میں مجھے مولانا رومی علیہ الرحمۃ کی مثنوی شریف کا ایک شعر یاد آگیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

چیست دنیا ؟ازخدا غافل بدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

کہ دنیا کس چیز کا نام ہے؟ اللہ سے غافل ہونے کا نام ہے اور ہر وہ چیز دنیا ہے جس میں پڑ کر انسان اللہ سے اور اس کے احکام کی بجاآوری سے غافل ہو جائے اس لحاظ سے وہ نماز بھی دنیا ٹھہریگی جس کے پڑھنے کا مقصد رضائے الٰہی کی بجائے دکھلاوا ہو اور وہ زکوۃ وصدقات اور حج بھی دنیا کے زمرے میں شمار ہوں گے جن کا مقصد اللہ کی خوشی کی بجائے شہرت حاصل کرنا ہو اور وہ تجارت، کاروبار، کھیتی باڑی، صنعت وفیکٹری سب دین اور اللہ کی رحمت قرار پائیں گے جن سے مقصود رزق حلال کا حصول اور ان کی آمدنی سے معاشرے کے بے روزگاروں، ضعیفوں، کمزوروں، معذوروں، ضرورتمندوں اور دین کی مدد کرنا ہو۔

عالم و متعلم

حدیث میں عالم و متعلم کا استثناء کر کے بتایا گیا کہ عالم دین کا وجود بھی اللہ کی رحمت اور طالب علم دین کا وجود بھی اللہ کی رحمت و برکت ہے۔ لہذا علمائے دین اور طلباء علم دین کو اپنے لئے رحمت و برکت سمجھتے ہوئے اس دین کے لئے تعاون کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

حدیث نمبر ۸

سب سے بہتر صدقہ وخیرات

آٹھویں حدیث حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

افضل الصدقة ان يتعلم المرأ المسلم علما ثم يعلمه اخاه المسلم

(الترغیب والترھیب ج ا ص۹۸ بحوالہ صحیح ابن ماجہ شریف)

ترجمہ:۔

سب سے افضل وسب سے بہتر صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان دین کا علم سیکھے پھر اسے اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ کے نزدیک سب سے افضل اور سب سے بہتر سخاوت علماء کرام کی ہے جو دین کا علم سیکھ کر اسے دوسروں کو سکھاتے ہیں اور وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو اس افضل کام میں علماء کرام کا تعاون کر کے بہترین ثواب واجر پاتے ہیں۔

علماء ستارے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ان مثل العلماء فی الارض كمثل النجوم يهتدى بها فى ظلمات البر و البحر فاذا انطمست النجوم اوشك ان تضل الهداة۔

(الترغیب والترھیب ج ا ص۱۰۰،۱۰۱

بحوالہ مسند امام احمد)

ترجمہ:۔

زمین میں علماء ستاروں کی طرح ہیں جن کے ذریعے رات کو خشکی میں اور سمندر میں راھنمائی حاصل کی جاتی ہے تو جب ستارے مٹ گئے راہ گیر بھٹک جائیں گے۔

اس حدیث میں علماء کو ستاروں کی مانند قرار دیا گیا جیسا کہ دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو ستاروں کی مانند ٹھہرایا۔ الحمد للہ اس میں حضور ﷺ کی طرف سے علماء کی کمال عزت افزائی فرمائی گئی ہے کہ ان کے لئے وہی لفظ ارشاد فرمایا جو کہ صحابہ کرام کے لئے فرمایا اور اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ اگر مسلمان منزل مقصود کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو علماء کا دامن نہ چھوڑیں اور علمائے دین کی خوب مدد کریں اور زیادہ سے زیادہ علماء پیدا کرنے کے لئے اپنے وسائل سے علماء کی خوب مدد کریں تاکہ اسلام کا خوب بول بالا اور دنیا میں دین کا مکمل غلبہ ہو اور یہ کہ جو لوگ علماء سے الگ ہوں گے وہ بھٹک جائیں گے۔

علامہ مصطفے محمد عمارہ جو مصر میں بڑے فاضل اور وزارت تعلیم کے اہم عہدے پر فائز رہے ہیں محدث وفقیہ تھے اللہ ان پر خاص رحمت فرمائے اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

﴿زمین کے چمکتے سورج﴾

شبہ ﷺ العلماء بالنجوم التی تزیل غیاھب الظلمات فیھتدی بضوءھا کذالک العلماء ینشرون

ضیاء العلم علی قلوب العاملین لیعملوا ویبینون للناس الحق من الباطل والصحیح من الفاسد فیھتدی من اتبعھم ویخسر من حاد عنھم فالعلماء شموس اللہ المشرقۃ فی ارضہ یزیلون الجھالۃ والضلال و ظلمات الغوایۃ۔

(حاشیۃ الترغیب ج ۱ ص ۱۰۰)

ترجمہ:۔

رسول اللہ ﷺ نے علماء دین کو ستاروں کے مشابہ قرار دیا جو گھٹا ٹوپ اندھیروں کو دور کرتے ہیں تو ان کی روشنی کے ذریعے راستہ ملتا ہے جس پر چلا جاتا ہے اسی طرح علماء دین عمل کرنے کے خواہشمند مسلمانوں کے دلوں پر علم کا نور پھیلاتے ہیں تاکہ وہ عمل کریں اور علماء لوگوں کے لئے حق اور باطل کو واضح کر دیتے اور صحیح وغلط میں فرق کر کے دکھا دیتے ہیں تو جس نے ان کی پیروی کی ھدایت پا گیا اور جس نے مخالفت کی وہ نقصان میں رہا تو علماء رسول اللہ ﷺ کی زمین پر چمکتے سورج ہیں جو جہالت اور گمراہی کے اندھیروں کو دور کرتے ہیں اس میں علماء کو اللہ نے زمین پر اس کے چمکتے سورج قرار دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ان کی راہنمائی میں چلنا دنیا وآخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے اور ان کے فرمان کی خلاف ورزی کرنا دنیا وآخرت کے نقصان کا باعث ہے۔

﴿اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علماء سے کیا فرمائیگا؟﴾

حضرت ثعلبہ بن حکم صحابی اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے اپنی کرسی پر جلوہ گر ہوگا تو علماء سے فرمائے گا کہ

انی لم اجعل علمی وحلمی فیکم الا وانا ارید ان اغفر لکم علی ما کان فیکم ولا ابالی

(الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۱۰۱ بحوالہ طبرانی)

ترجمہ:۔

میں نے اپنا علم وحلم تم کو صرف اس ارادہ سے دیا تھا کہ میں تم کو بخش دوں جو بھی تم میں خطائیں تھیں (میں نے معاف کیں) اور مجھے کوئی پروا نہیں (ابو موسیٰؓ کی روایت میں ہے جاؤ جنت میں، تمہیں میں نے بخش دیا)

﴿عالم و متعلم میں ہی بھلائی ہے﴾

حضرت ابو امامہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

علیکم بھذا العلم قبل ان یقبض و قبضه ان یرفع وجمع بین اصبعیه الوسطی والتی تلی الابهام هکذا ثم قال العالم و المتعلم شزیکان فی الخیر لاخیر فی سائرالناس

(الترغیب و الترہیب ج ۱ ص ۱۰۰ بحوالہ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔

کہ اس (شریعت) کے علم کو لازم حاصل کرو اس سے پہلے کہ یہ اٹھالیا جائے اور آپ نے اپنی درمیان والی اور انگوٹھے کے ساتھ والی، دونوں انگلیوں کو اکٹھا کر کے فرمایا عالم اور طالب علم بھلائی میں شریک ہیں اور ان دو کے علاوہ باقی لوگوں میں کوئی بھلائی نہیں۔

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ علماء کے دنیا سے اٹھ جانے کیوجہ سے یہ علم بھی اٹھ جائے گا لہذا اس کے اٹھنے سے پہلے اسے حاصل کرو یعنی اس علم کو پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھو۔

اس حدیث کا تقاضا ہے کہ علماء کرام درس وتدریس وتقریر وتبلیغ اور تصنیف و تالیف کتب کے ذریعے اس علم کو زندہ وتابندہ رکھیں اور امراء طبقے پر فرض ہے کہ وہ حضور ﷺ کے اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے اس علم کے سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے درس وتدریس اور تعلیم وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے والے علماء دین سے بھرپور تعاون کریں بلکہ ان کے لئے اس سے بہتر کوئی مصرف ہی نہیں ہے۔

﴿ہلاکت سے بچنے کا ذریعہ علم یا علم والوں سے محبت ہے﴾

یہ جو حدیث شریف میں گذرا ہے کہ عالم اور متعلم بھلائی میں شریک ہیں اور باقی لوگوں میں بھلائی نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے جو نہ تو قرآن وحدیث کا علم رکھتے ہیں اور نہ ہی ایسے علم والوں سے محبت رکھتے ہیں محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے نبوی مشن میں ان کا تعاون کریں اور نبوی مشن کیا ہے

ملاحظہ فرمائیے۔

﴿نبوی مشن﴾

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مسجد نبوی میں سے گذر ہوا ان میں ایک گروہ اصحاب صفہ تھے یہ مسجد نبوی کے علماء وطلبہ تھے جن کا کام قرآن وسنت کا پڑھنا اور پڑھانا تھا اور دوسرا گروہ عبادت گذاروں کا تھا آپ نے ان سے فرمایا تم دونوں بھلائی پر ہو یعنی بھلائی کا کام کررہے ہو ان میں سے ایک گروہ دوسرے سے بہتر ہے (ان میں ایک گروہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) یہ جو لوگ ہیں یہ اللہ سے دعائیں مانگ رہے ہیں اور اس کی عبادت میں مصروف ہیں تو اللہ اگر چاہے تو ان کو کچھ عطا فرمائے اور چاہے تو کچھ نہ دے۔

(پھر دوسرے گروہ جو ایک دوسرے کو دین سکھارہے تھے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) اور یہ جو لوگ ہیں۔

فیتعلمون الفقه او العلم ویعلمون الجاهل فهم افضل و انما بعثت معلما ثم جلس فیهم ۔

(مشکوۃ کتاب العلم بحوالہ سنن دارمی)

ترجمہ:۔

تو یہ جو فقہ (قرآن وسنت کے احکام) کا علم سیکھ رہے ہیں (راوی کہتے ہیں) یا (فرمایا) دین کا علم سیکھ رہے ہیں اور ان پڑھوں کو علم پڑھارہے ہیں تو یہ لوگ سب سے اونچے درجے والے ہیں اور مجھے بھی تو علم کو فروغ دینے کا مشن دے کر بھیجا

گیا ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ قرآن وسنت وفقہ کی تعلیم دینا ہی سب سے بہتر کام ہے اور یہ کام کرنے والے اللہ کے ہاں سب سے اونچے درجے والے ہیں اور یہ کہ قرآن وسنت کے علم کو فروغ دینا اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کا عین منشا اور مشن ہے۔ لہذا یہ بات قطعی اور یقینی قرار پاتی ہے کہ سارے اچھے کاموں پر خرچ کرنا اچھا کام ہے مگر قرآن وسنت وفقہ اسلامی علوم کی تعلیم وتدریس وتبلیغ پر خرچ کرنا سب سے بڑا ثواب اور افضل جہاد ہے اس سے بہتر کوئی مصرف نہیں اور نہ ہی اس سے بہتر کوئی ثواب کا کام ہے۔

﴿رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بڑا سخی کون؟﴾

امام بیہقی کی شعب الایمان کے حوالہ سے مشکوۃ شریف میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ

هل تدرون من اجود جودا؟ قالوا الله ورسوله اعلم قال الله اجود جودا ثم انا اجود بنی آدم و اجود هم من بعدی رجل علم علما فنشره ، یأتی یوم القیامة امیرا وحده او قال امة واحدة

(مشکوۃ کتاب العلم)

ترجمہ:۔

کیا تم جانتے ہو سب سے بڑا سخی کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر

جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا سخی اللہ تعالی ہے پھر سب انسانوں میں سب سے بڑا سخی میں ہوں اور میرے بعد سب انسانوں میں سب سے بڑا سخی وہ مرد ہے جس نے دین کا علم سیکھا پھر اسے (درس وتدریس اور تعلیم وتبلیغ کی صورت میں لوگوں میں) پھیلایا عالم دین قیامت کے دن اکیلا امیر ہو کر آئے گا یا فرمایا امت (جماعت) ہو کر آئیگا۔

الحمدللہ اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد عالم دین کا مقام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اکیلا امیر ہو کر آئے گا محدث علی بن سلطان قاری مکی فرماتے ہیں کہ اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ اس شان وشوکت سے میدان محشر میں آرہا ہوگا جیسے ایک حاکم اپنے تابعدار ساتھیوں کے ہمراہ اکیلا ان کے آگے آگے چل رہا ہوتا ہے کسی کو اس کے آگے ہونے کی جرات نہیں ہوتی اور اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ اکیلا امیر ہو کر آئیگا یعنی وہ کسی کے تابع ہو کر نہیں آئیگا بلکہ اپنے عقیدتمندوں اور تابعداروں کے ہمراہ ان کا امیر مستقل ہو کر میدان محشر میں آئیگا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ امت یعنی جماعت ہو کر آئیگا چنانچہ حضرت ابراهیمؑ کے بارے میں فرمایا ان **ابراهیم کان امة** کہ حضرت ابراهیمؑ ایک امت یعنی جماعت تھے مطلب یہ کہ اللہ تعالی نے ان میں اسقدر خوبیاں رکھی تھی جسقدر ایک بڑی جماعت کے افراد میں ہوسکتی ہیں وہ ایک ابراهیمؑ میں اللہ نے جمع کر دی تھیں چنانچہ شاعر نے کہا ہے

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

ترجمہ:۔

کہ اللہ پر مشکل نہیں کہ وہ ایک جہان کو ایک شخص میں جمع کر دے

یہی شان عالم دین کی ہے کہ وہ قیامت کے دن میدان محشر میں اس شان کہ ساتھ آئیگا کہ کمالات واعزازات کا ایک جہان اس میں سمویا ہوا ہوگا اور یہ کہ اس کے ساتھ اس کے عقیدتمندوں اور محبت والوں کی جماعت ہوگی یعنی جن کی وہ شفاعت کرے گا اور ان کو بخشوائے گا۔

قیامت کے دن عالم دین شفاعت کرے گا

حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

یجاء بالعالم و العابد فیقال للعابد ادخل الجنة و یقال للعالم قف حتی تشفع للناس

(الترغیب والترهیب ج ۱ ص ۱۰۲ بحوالہ اصفہانی وغیرہ)

ترجمہ:۔

عالم دین اور عبادت گزار کو (قیامت کے دن) لایا جائیگا عبادت گزار سے کہا جائے گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ اور عالم سے کہا جائے گا ٹھہر جائیے جنت میں جانے سے پہلے کچھ (گناہگار) لوگوں کی شفاعت کر کے انہیں بخشوا لیجئے حضرت شیخ مصطفی محمد عمارہؒ مصری جو وزارت معارف مصریہ کے اکابر علماء ومشائخ واساتذہ (پروفیسرز) میں سے تھے اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

وفیه ان محبة العلماء والسیر علی منهجهم سبب الفوز فی الاخرة و یأذن الله للعلماء ان یشفعوا للمحبین۔

(حاشیة الترغیب والترهیب ج ا ص ۱۰۲)

ترجمہ:۔

یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ علماء دین سے محبت کرنا اور ان کی راہنمائی میں چلنا آخرت میں کامیابی کا سبب ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علماء دین کو اس بات کی اجازت دے گا کہ وہ اپنی محبت وعقیدت والوں کی شفاعت کر کے ان کو بخشوائیں۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشاد فرمایا

يبعث العالم والعابد فيقال للعابد ادخل الجنة و يقال للعالم اثبت حتى تشفع بما احسنت ادبهم۔

(الترغيب والترهيب ج ا ص ١٠٢ بحواله بيهقي وغيره)

ترجمہ:۔

عالم دین اور عبادت گذار لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو عبادت گذاروں سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ اور علماء دین سے کہا جائے گا ٹھہر جاؤ پہلے شفاعت کر کے کچھ لوگوں کو بخشوالو اس لئے آپ نے ان کو دین کی اچھی طرح تعلیم دی تھی۔

انبیاء کے قائم مقام

امام ابوالشیخ ثواب میں اور امام دیلمی مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اذا اجتمع العالم والعابد على الصراط قيل

للعابد ادخل الجنة و تنعم بعبادتك و قيل للعالم :قف هنا واشفع لمن احببت فانك لا تشفع لاحد الا شفعت فقام مقام الانبياء۔

(کنز العمال ج۱۰ص۱۳۶ حدیث نمبر ۲۸۶۸۸)

کہ عالم اور عبادت گذار جنت میں جانے کے لئے جب پل صراط پر اکٹھے ہوں گے عبادت گذار سے کہا جائے گا تو جنت میں جا اور اپنی عبادت کے بدلہ عیش کر اور عالم سے کہا جائے گا تم یہاں ٹھہرو جس جس کی چاہو شفاعت کر کے اسے بخشوا کر جنت میں اپنے ساتھ لے جاؤ تم جس جس کی بھی شفاعت کرو گے تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اور اسے بخش دیا جائے گا تو عالم دین پیغمبروں کی جگہ کھڑا ہوگا اور شفاعت کرے گا۔

عالم کا درجہ جنت میں عابد سے کس قدر اونچا ہوگا ؟

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عالم دین کا درجہ جنت میں عبادت گذار لوگوں سے ستر درجے بلند ہوگا اور دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ ایک تیزی سے بھاگنے والے گھوڑے کا ستر سال کا سفر ہوگا۔ عالم کو یہ اونچا درجہ اس لئے حاصل ہوا کہ شیطان لوگوں سے ناجائز کام کراتا ہے جبکہ عالم دین لوگوں کو ناجائز کاموں سے روکتا ہے (اور کسی کی پرواہ نہیں کرتا) اور عبادت گذار شخص تو بس اپنی عبادت میں لگا ہوا ہے نہ وہ بدعت کو دیکھتا ہے اور نہ ہی اسے پہچانتا ہے

(الترغيب و الترهيب ج ا ص ١٠٢ بحواله امام اصبهاني)

ایک عالم اور ایک ہزار عبادت گذار

ترمذی وابن ماجہ و بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عالم دین ایک ہزار عبادت گذاروں کے مقابلہ میں شیطان پر زیادہ سخت ہے یعنی شیطان کے لئے ایک ہزار عبادت گذار لوگوں کو گمراہ کرنا اور بھٹکانا مشکل نہیں مگر ایک قرآن وسنت وفقہ کے علم رکھنے والے عالم کو گمراہ کرنا اور بھٹکانا مشکل ہے۔

ایک عالم دین سے تھوڑی دیر شریعت کی بات سیکھنے کا ثواب

امام بیہقی وامام دار قطنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عالم دین سے شریعت کے علم سیکھنے سے بڑھ کر اللہ کی کوئی عبادت نہیں اور ضرور ایک عالم دین ایک ہزار عبادت گذاروں کے مقابلہ میں شیطان پر زیادہ سخت ہے اور ہر شئی کا ایک ستون ہوتا ہے اور اس دین یعنی اسلام کا ستون (جس پر دین اسلام قائم ہے) فقہ (قرآن وسنت) کا علم ہے اور حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا کہ میں تھوڑی سی دیر بیٹھوں اور فقہ (شریعت) کا علم سیکھوں یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں ساری رات صبح سے تک عبادت میں گزاروں اور دار قطنی کی روایت میں ہے کہ تھوڑی دیر بیٹھ کر (عالم دین سے) شریعت کا علم سیکھنا لیلۃ القدر کی رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

(الترغیب والترھیب ج ۱ ص ۱۰۲)

قارئین!

ان حدیثوں کی روشنی میں آپ نے جان لیا کہ عالم دین کا کیا مقام ہے اور اس کی خدمت میں بیٹھ کر شریعت کے احکام سیکھنے کا کیا ثواب ہے۔ اس کے بعد اب ہماری کوشش ہونی چاہئے کہ ہم دین کے علم سیکھنے کے سلسلے کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیں، شریعت سیکھیں سکھائیں، شریعت کے علم کے سرچشمہ قرآن وسنت کے علوم کو فروغ دیں، علماء پیدا کریں اپنی محفلیں قرآن وسنت کے وعظ سے منور اور روشن کریں۔ ہمارے وہ سنی بھائی کس قدر ناسمجھ ہیں جو داڑھی منڈوں اور دین سے بے خبر نعت خوانوں کے ذریعے شریعت سے ناواقف غیر عالم شاعروں کی لکھی ہوئی نعتیں پڑھوا پڑھوا کر ساری ساری راتیں ضائع کردیتے ہیں ان پر مال و دولت لٹاتے ہیں اور ان دین کے علم سے بے خبر پیشہ ور نعت خوانوں کی جھولیاں دولت سے بھر کر غریب طلباء کا حق مارتے ہیں یہ حق ان طلباء کا تھا جو گھربار چھوڑ کر وطن سے دور رہ کر قرآن وسنت کا علم سیکھ رہے ہیں یہ حق ان دینی مدارس کا تھا جو ناموافق حالات ومشکلات کا مقابلہ کرکے طرح طرح کی پریشانیوں کو برداشت کرکے دن اور رات ایک کرکے قرآن وسنت اور شریعت کے علوم کی شمع روشن کررہے ہیں۔

لیکن افسوس کہ ہمارے ناسمجھ مالدار سنی ان دینی مدرسوں اور طلباء کو اہمیت نہ دے کر اپنا سرمایہ ضائع کرتے ہیں اور ساتھ ہی قرآن وسنت کے مراکز کو بے یار ومددگار چھوڑ کر ان پیشہ ور بے علم نعت خوانوں کی جھولیاں دولت سے بھر کر گویا لوگوں کو ایک طرح کی ترغیب دے رہے ہوتے ہیں کہ بچوں کو عالم دین بنانے کی

بجائے نعت خوان بناؤ تا کہ تم تھوڑے سے عرصے میں مالدار بن جاؤ کیونکہ عالم دین ہونے کے لئے تو سالہا سال لگ جاتے ہیں پھر اس کے باوجود سنی قوم میں عالم دین کی کوئی قدر نہیں ہے جبکہ نعت خوان بننے میں کوئی وقت نہیں لگتا نہ ہی تعلیم کی ضرورت ہے بس گلا اچھا اور آواز اچھی ہونی چاہیے خدا تعالیٰ ان سے قیامت کے دن سوال کرے گا جب کہ قرآن میں ہے کہ **ولتسئلن یومئذعن النعیم** (سورۃ تکاثر) کہ قیامت کے دن تم سے ایک ایک نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور دولت کے بارے میں خصوصاً پوچھا جائے گا کہ تم نے اسے کہاں خرچ کیا اور کیوں خرچ کیا۔ قرآن وسنت کے علوم کو فروغ دینے کے کام پر خرچ کرنے کی بجائے قرآن وسنت سے ناواقف شاعروں کی لکھی ہوئی نعتیں اور دین کے علم سے بے خبر پیشہ ور نعت خوانوں پر ساری ساری رات دولت کیوں لٹاتے تھے؟ اور ڈھول باجے پٹوانے، اور مزاروں کے اوپر غلافوں کے ڈھیر لگا دینے اور خانقاہوں اور مزاروں کے گلوں میں رقمیں ڈال ڈال کر ان کے مجاوروں کو دولتمند بناتے تھے جبکہ تمہارے عقیدوں کے علمی مرکز دین کے سرچشمے، قرآن وسنت کے علوم کو فروغ دینے اور دین کی شمع کو روشن رکھنے والے مدارس، طلباء وعلماء تمہاری مدد سے محروم مشکلات وتکالیف برداشت کرتے تھے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں ان ناسمجھ مالدار سنیوں سے یہ سوال ضرور پوچھا جائے گا خدارا غور کیجئے کہ علم کی کیا شان ہے اور عالم دین اور اس سے دین سیکھنے کا کیا درجہ ہے کہ اس کی صحبت میں تھوڑی دیر بیٹھ کر اور اس کے حضور زانوئے ادب تہ کر کے اس سے قرآن وسنت وفقہ کا علم سیکھنا لیلۃ القدر کی ساری رات کی عبادت سے بہتر اور زیادہ ثواب ہے کیونکہ لیلۃ القدر کی عبادت کے ثواب کا تعلق تو ایک شخص کو ملے

گا اس کا فائدہ تو ایک ہی شخص تک محدود رہ جائے گا جبکہ قرآن وسنت کے علم سیکھنے کا فائدہ پوری قوم کو بلکہ پورے عالم اسلام کو پہنچے گا یہاں سے اندازہ کیجئے کہ اس مشن پر جو اپنے مال و وسائل خرچ کرے گا کس قدر بڑا ثواب پائے گا اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے کس قدر خوش ہوں گے۔

آپ کو معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مال غنیمت آیا اور کچھ غلام بھی آئے اور لونڈیاں بھی آئیں، حضرت بی بی فاطمہ عضو ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ ہمیں غلام یا لونڈی خدمت گار عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اے میری پیاری شہزادی آپ جانتی ہیں کہ میں نے مسجد نبوی میں قرآن وسنت کی تعلیم دینے کا سلسلہ شروع فرمایا اور مدرسہ قائم کیا ہے جسمیں دور دراز کے مسافر وغریب آ کر دین سیکھ رہے ہیں (جن کو اصحاب صفہ کہا جاتا تھا) مجھے ان کی ضروریات کی فکر ہے انہیں دین سکھانے والے علماء صحابہ اپنا سارا وقت ان پر خرچ کرتے ہیں اور سیکھنے والے ان سے سیکھتے ہیں یہ لوگ زیادہ ضرورت مند ہیں میں ان غلاموں اور لونڈیوں کو بیچ کر وہ آمدنی اپنے ان علماء اور طلباء (دین سیکھنے سکھانے والے صحابہ) پر خرچ کروں گا جنہیں اس مدد کی بہت ضرورت ہے۔

میری جان! کیا میں آپ کو اس کے بدلے جو تم نے مانگی ایسی چیز نہ بتادوں جس کو تم کرو تو اس سے درجے بلند اور خطائیں معاف ہوں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں؟ عرض کی ضرور بتائیے فرمایا ہر نماز کے بعد ۳۳ بار **سبحان اللہ** ۔۳۳ بار **الحمدللہ** ۔۳۴ بار **اللہ اکبر** پڑھا کر۔

میرے بھولے بھالے سنی بھائیو! ذرا غور کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے

مدرسہ کے طلبہ وعلماء اصحاب صفہ کی ضروریات کو اپنی شہزادی کی ضرورت پر ترجیح دی لیکن ہم ہیں کہ قرآن وسنت وشریعت کے علوم کو حاصل کرنے والے طلباء وعلماء اور دین کے سرچشمے دینی مدارس کو نظر انداز کر کے علم دین سے بے خبر شاعروں کی لکھی ہوئی نعتیں پڑھنے والے بے علم و بے شرع نعت خوانوں، قوالوں، میراثیوں پر دولت لٹاتے پھر رہے ہیں۔

شرم کی بات

اور یہ کتنی شرم کی بات ہے کہ آپ کے جلسے اور سٹیج پر آ کر بے علم و بے شرع نعت خواں جنہوں نے نہ تو دین کا علم سیکھا نہ سالہا سال محنت کی محض گلے بازی اور آوازوں کے اتار چڑھاؤ کا مظاہرہ کیا وہ تو آپ کے سٹیج سے فارغ ہو کر جاتے ہوئے آپ کی عطاؤں اور روپوں سے جھولیاں بھر کر جا رہے ہوتے ہیں جبکہ علماء بیچارے جو وارث الانبیاء ہیں جنہوں نے سالہا سال علم دین حاصل کرنے پر خرچ کیے خالی جھولی یا چند روپے جیب میں ڈالے آپ کی ناسمجھی و ناقدری پر افسوس کرتے جا رہے ہوتے ہیں نہ صرف وہ بلکہ میرے یقین میں جو مجھے قرآن و سنت کے علم کی بدولت ملا اللہ کے فرشتے بھی افسوس کرتے ہوں گے اور خود اللہ اور اس کے رسول ﷺ بھی قرآن وسنت کے علوم کے حامل علماء اور علم کی ناقدری پر ناراض ہوتے ہوں گے۔

شرعی موقف

پیارے بھائیو! ہمارا شرعی موقف یہ ہے کہ محض نعت خوانی کی محفلیں نہیں ہونی چاہیے بلکہ محفلیں قرآن وسنت کے وعظ کی ہونی چاہیں البتہ اس کے شروع میں یا کبھی کبھی درمیان میں علماء دین جیسے امام اہلسنت بریلوی، مولانا حسن رضا خان وغیرہما کی لکھی ہوئی نعتیں پڑھوائی جائیں وہ بھی نماز کے پابند اور داڑھی والے باشرع نعت خوانوں سے، بے نماز اور داڑھی منڈوں سے نہیں کیونکہ ڈاڑھی منڈانے والے سے حضور ﷺ سخت ناراض ہوتے ہیں اس سے خوش نہیں ہوتے اس لئے ایسے شخص سے نعت نہیں پڑھوانی چاہئے۔

اور مزاروں پر غلافوں کے ڈھیر نہیں لگانے چاہئے ایک آدھا غلاف ہی کافی ہے اور نہ ہی بہت زیادہ قیمتی غلاف ہوں بلکہ درمیانہ درجے کے سادہ ایک دو غلاف کافی ہیں اس سے زیادہ مال کو ضائع کرنا ہے جو گناہ ہے یہی موقف امام اہلسنت اعلحضرت بریلویؒ ودیگر اکابرین اہلسنت کا ہے کیونکہ غلافوں کی اصحاب مزارات کو تو ضرورت نہیں ہے غلاف تو محض لوگوں کے لئے علامت کے طور پر ہیں کہ وہ غلاف کو دیکھ کر سمجھیں کہ یہ کسی بزرگ کا مزار ہے تو وہ آ کر دعا کریں۔ بس اس سے زیادہ اور کوئی بات نہیں ہے۔

مشن

مشن نعت خوانیاں نہ ہو قرآن وسنت کی تبلیغ ہو جیسا کہ اللہ تعالی حضور ﷺ

کے بارے میں فرماتا ہے

یتلوعلیکم آیاتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتاب و الحکمة ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون

(البقرہ)

ترجمہ:۔

یعنی میرے رسول ﷺ تمہیں تمہاری کتاب (قرآن) کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور (ان کے ذریعے) تمہیں پاکیزہ کرتے ہیں اور تمہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیتے ہیں اور تمہیں وہ علم دیتے ہیں جو تمہیں پہلے نہ تھا۔ بس اس طرح کے وعظ ہمارے مشن ہوں جن میں اللہ کی کتاب کی آیتیں پڑھی جائیں اور سامعین کے دلوں کو اللہ کے کلام کے ذریعے پاکیزہ بنایا جائے اور ان کو وعظ وتقاریر کے ذریعے قرآن و سنت کی تعلیم دی جائے اور ان کو علم وعرفان کی وہ نکات ولطائف کی باتیں بتائی جائیں جن سے ان کے علم میں اضافہ ہو۔

بس یہی اہلسنت کا مشن تھا اور ہمیشہ سے رہا ہے مگر چند سالوں سے اہلسنت کے لوگ غفلت کا شکار ہو کر اپنا سچا مشن بھول گئے ہیں اور اس سیدھے سے راستے سے جو بزرگوں کا تھا ہٹ کر ان نعت خوانیوں اور قوالیوں کو اپنا مشن سمجھ بیٹھے ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر (اقبالؒ)

آمدم برسر مطلب

اس ضمنی گفتگو کے بعد ہم پھر اپنے اصل مقصد کی طرف واپس آتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ کے نزدیک دین (قرآن وسنت) کے علم وعلماء کا کیا مقام مرتبہ ہے۔

وراثت نبویہ

حضرت ابوھریرہؓ مدینہ منورہ کے بازار سے گزر رہے تھے اور لوگ اپنے کاروبار میں مصروف تھے آپ وہاں رک گئے اور بہ آواز بلند فرمایا۔

اے بازار والو، تمہیں کس چیز نے بے بس کردیا؟ لوگوں نے کہا۔ اے ابوھریرہؓ، آپ کی بات کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی وراثت مسجد میں بٹ رہی ہے اور تم یہاں محروم بیٹھے ہو۔ کیا تم جانتے نہیں کہ وہاں سے اپنا حصہ لے آؤ۔ لوگوں نے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کی وراثت کہاں بٹ رہی ہے؟ آپ نے فرمایا مسجد نبوی میں۔ تو لوگ بڑی تیزی سے مسجد نبوی کی طرف چل پڑے اور حضرت ابوھریرہؓ وہاں کھڑے رہے حتی کہ وہ واپس آگئے آپ نے ان سے پوچھا تمہیں کیا ہوا تم کیوں واپس آگئے؟ لوگوں نے عرض کی ہم مسجد گئے اندر جا کر دیکھا تو ہمیں وہاں کوئی چیز تقسیم ہوتی اور بٹتی نظر نہیں آئی، آپ نے ان سے فرمایا کیا تم نے مسجد میں کسی کو نہیں دیکھا؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں، ہم نے کچھ لوگوں کو وہاں نماز پڑھتے دیکھا اور کچھ لوگوں کو قرآن کی تلاوت کرتے دیکھا **وقوما یتذاکرون الحلال والحرام** اور ایک گروہ کو ہم نے دیکھا جو حلال اور حرام کے مسائل یاد کر رہے تھے اور پڑھ پڑھا رہے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا **ویحکم فذاك میراث رسول اللہ** ﷺ تمہارے لئے افسوس کا مقام ہے تم نہیں سمجھے یہی دین کا علم ہی رسول اللہ ﷺ کی میراث ہے۔

سب سے افضل عبادت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

افضل العبادة الفقه و افضل الدين الورع

(الترغيب و الترهيب بحواله طبراني ج۱ ص ۹۳)

ترجمہ:۔

کہ سب سے بہتر عبادت دین کا علم (قرآن وسنت کے احکام) سیکھنا ہے گویا سب سے بڑا عابد طالب علم اور عالم دین ہے، لہذا ان پر خرچ کرنے والا سب سے بڑی عبادت میں شریک ہے۔

مشکل آسان کرنا

ایک لمبی سی حدیث ہے جسے ہم مختلف عنوانوں کے ساتھ کئی ٹکڑوں میں نقل کرتے ہیں حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة

ترجمہ:۔

جس نے ایک مسلمان کی دنیا کی مشکلات و پریشانیوں میں سے ایک مشکل و پریشانی کو دور کر دیا اللہ اس کی قیامت کے دن کی مشکلات و پریشانیوں میں سے سب سے بڑی مشکل و پریشانی کو دور کر دے گا۔

ومن ستر مسلما ستره الله فى الدنيا و الاخرة

ترجمہ:۔

اور جس نے ایک مسلمان کا ستر ڈھانپا (یعنی اس کا عیب ڈھانپا) اللہ دنیا اور آخرت میں اس کے عیب ڈھانپے گا۔

ومن يسر على معسر يسر الله عليه فى الدنيا والاخرة

ترجمہ:۔

اور جس نے کسی تنگدست کی تنگدستی دور کی اللہ اس کی دنیا اور آخرت کی تنگدستی دور کر دے گا۔

والله فى عون العبد ما كان العبد فى عون اخيه

ترجمہ:۔

اور اللہ بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

ومن سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله له به طريقا الى الجنة

ترجمہ:۔

اور جو شخص علم دین سیکھنے کے لئے راستے پر چلا اللہ اس کی برکت سے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ علم دین سیکھنے اور سکھانے والے (طلبہ اور علماء) جنتی ہیں لہذا ان سے محبت کرنا اور ان پر خرچ کرنا بھی سب سے بڑی عبادت ہے۔

وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله یتلون کتاب الله ویتدارسونه بینهم الاحفتهم الملائکة و نزلت علیهم السکینة وغشیتهم الرحمة وذکرهم الله فیمن عنده۔

(مشکوۃ کتاب العلم و مسلم شریف)

ترجمہ:۔

اور جو لوگ اللہ کے گھروں (مسجدوں) میں سے کسی ایک گھر میں اکٹھے ہو کر اللہ کی کتاب کو پڑھتے اور آپس میں اس کا درس سنتے سناتے ہیں رحمت کے فرشتے ان پر اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور ان پر سکون واطمینان اترتا اور اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ اپنے موجود فرشتوں کے سامنے ان کو یاد فرماتا ہے۔

(صحیح مسلم ج۲ص ۳۴۵)

لہذا جو لوگ اللہ کی کتاب کا علم سیکھنے سکھانے اور پڑھنے پڑھانے اور اس کے درس وتدریس کے انتظام واھتمام پر خرچ کریں گے ان پر بھی سکون اترے گا اور اللہ اپنے ہاں ان کا بھی ذکر فرمائے گا۔

طالب علم کو خوش آمدید

حضرت صفوان بن عسال مرادیؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ مسجد میں اپنے سرخ رنگ کے تکیہ کے ساتھ ٹیک

لگائے تشریف فرما تھے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حضور ﷺ کی خدمت میں اسلیے حاضر ہوا ہوں کہ میں یہاں علم حاصل کروں (میرا نام یہاں کے طلباء میں شامل فرمالیجئے) آپ نے فرمایا کہ

مرحبا بطالب العلم ان طالب العلم تحفه الملائکة باجنحتها ثم یرکب بعضهم بعضا حتی یبلغوا السمآء الدنیا من محبتهم لمایطلب

(رواہ احمد ۔الترغیب و الترھیب ج۱ ص۹۵)

ترجمہ:۔

طالب علم کو خوش آمدید بے شک طالب علم کی شان یہ ہے کہ رحمت کے فرشتے علم کی محبت کی وجہ سے اسے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں پھر ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چلے جاتے ہیں حتی کہ آسمان کو پہنچ جاتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ علم سے محبت کرنا فرشتوں کی شان ہے جو علم سے محبت کرے گا وہ اسے سیکھے گا اور اس پر خرچ بھی کرے گا۔

علم حاصل کرنا افضل جہاد ہے

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تعلموا العلم فان تعلمه لله خشیة و طلبه عبادة و مذاکرته تسبیح و البحث عنه جهاد و تعلیمه لمن لا یعلمه صدقة و بذله لاهله قربة لانه معالم الحلال

والحرام ومنا رسبل اهل الجنة وهوالانيس فى الوحشة
والصاحب فى الغربة و المحدث فى الخلوة والدليل
على السراء والضراء والسلاح على الاعداء والزين
عندالاخلاء

ترجمہ:۔

علم دین حاصل کرو بے شک اللہ کی رضا کے لئے دین کا حاصل کرنا اللہ کے خوف کی نشانی ہے اور اس علم کی طلب عبادت ہے (بلکہ لیلۃ القدر کی رات کی عبادت سے بھی بہتر عبادت ہے جیسا کہ حدیث کا حوالہ گزر چکا ہے) اور علم کی باتیں کرنا اور سننا (اللہ کی) تسبیح ہے اور آپس میں علم کی بحث و تکرار جہاد (بلکہ سب سے بڑا جہاد) اور جو شخص علم نہیں جانتا اسے علم سکھانا صدقہ (وخیرات وسخاوت) ہے اور جو علم کا اہل ہو اسے علم دینا بڑی نیکی ہے کیونکہ دین کا علم حلال وحرام، جائز ونا جائز کے جاننے کا ذریعہ ہے اور جنتیوں کے راستوں کا اونچا نشان ہے اور گھبراہٹ میں انس و محبت دینے والا ہے اور مسافری میں ساتھی ہے اور تنہائی میں باتیں کرنے اور دل بہلانے والا ہے، خوشی اور تکلیف میں راھنمائی کرنے والا ہے اور دشمن کے مقابلہ میں ہتھیار ہے اور دوستوں کے ہاں زینت ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا

یرفع الله به اقواما فیجعلهم فى الخير قادة
تقتص اثارهم و يقتدى بفعالهم و ينتهى الى رأيهم
ترغب الملائكة فى خلتهم و با جنحتها تمسحهم

ويستغفر لهم كل رطب و يابس و حيتان البحر وهوامه
وسباع البر و انعامه لان العلم حياة القلوب من الجهل
ومصابيح الابصار من الظلم

ترجمہ:۔

اللہ تعالیٰ علم دین کی برکت سے علم والوں کو اونچا کرتا ہے تو انہیں (دنیا و آخرت کی) بھلائی میں لوگوں کے آگے آگے چلنے والا بناتا ہے ان کے قدموں کے نشانوں کی پیروی کی جائے اور ان کے کاموں کی پیروی کی جائے اور ان کی رائے کو حرف آخر سمجھا جائے فرشتے ان کی صحبت میں مائل ہوتے ہیں اور ان سے برکت حاصل کرنے کے لئے ان کے جسموں کو اپنے پر ملتے اور ہرتر وخشک چیز اور دریاؤں کی مچھلیاں اور دوسرے جانور اور خشکی کے درندے اور دوسرے جانور چوپائے ان کے لئے دعاء بخشش کرتے ہیں اس لئے کہ دین (قرآن وسنت) کا علم دلوں کی زندگی ہے جو انہیں جہالت سے بچاتا ہے اور آنکھوں کا چراغ ہے جو آنکھوں کو اندھیرے سے بچاتا ہے۔

يبلغ العبد بالعلم منازل الاخيار و الدرجات
العلى فى الدنيا والآخرة التفكر فيه يعدل الصيام
ومدارسته تعدل القيام به توصل الارحام وبه يعرف
الحلال و الحرام و هو امام العمل و العمل تابعه يلهمه
السعدآء و يحرمه الاشقياء

(رواه الامام ابن عبدالبر النمرى فى كتاب العلم، الترغيب و الترهيب ج ۱ ص ۹۳،۹۵)

ترجمہ:۔

علم دین سے بندہ اللہ کے پسندیدہ بندوں کے درجوں اور دنیا و آخرت کے بلند مرتبوں کو پہنچ جاتا ہے علم میں غور وفکر کرنا دن کے روزے کے برابر اور اس کا پڑھنا پڑھانا رات بھر کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے کے برابر ثواب ہے اس علم کے ذریعے رشتوں کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں اور اسی علم کے ذریعے حلال وحرام کا پتہ چلتا ہے اور یہ (قرآن وسنت کا علم) عمل کا راھنما اور عمل اس کے تابع ہے نیک بختوں کو ہی علم کے حاصل کرنے کا خیال (اللہ کی طرف سے) دل میں ڈالا جاتا ہے (اور وہ اس کے حاصل کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں) اور بد بخت ہی اس سے محروم کئے جاتے ہیں۔

﴿قابل توجہ﴾

امام ابن عبد البرؒ نے اس حدیث کو اپنی کتاب جامع العلم والعلماء میں سند کے ساتھ روایت کر کے لکھا ہے **سنده حسن** کہ اس حدیث کی سند اچھی ہے اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ اس حدیث کو ہم نے مختلف سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام زکی الدین حافظ عبد العظیم بن عبد القوی المنذریؒ کا اس حدیث کو اپنی کتاب **الترغیب والترھیب** میں فضائل علم وعلماء کے سلسلے میں لانا اس حدیث کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

﴿افضل جہاد﴾

اس حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے **والبحث عنه جهاد** کہ قرآن و سنت کے احکام ومسائل کی آپس میں بحث کرنا و تکرار کرنا جہاد ہی نہیں بلکہ افضل جہاد ہے یعنی سب جہادوں سے بہتر جہاد علم دین کا سیکھنا سکھانا ہے۔

کفار کے ساتھ جنگ خواہ کشمیر میں ہو یا افغانستان یا فلسطین ولبنان میں ہو یا بوسینا اور چیچنیا میں کہیں بھی ہو اس سے افضل واعلی جہاد قرآن وسنت کے علوم کا پڑھنا پڑھانا ہے کیونکہ علم ہر عمل ونیکی کی بنیاد ہے۔

﴿چھوٹا اور بڑا جہاد﴾

اسلامی ریاست کی سرحد پر جو مجاھدین لڑتے اور جہاد کرتے ہیں یہ چھوٹا جہاد ہے اور قرآن وسنت کا علم پڑھنا اور پڑھانا اور لوگوں کے عقائد واعمال کی اصلاح کرنا جہاد اکبر (سب سے بڑا جہاد) ہے جب صحابہ جہاد سے واپس آئے تو اسے نبی کریم ﷺ نے جہاد اصغر (سب سے چھوٹا) ٹھہرایا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

رجعتم من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر

ترجمہ:۔

کہ تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے ہو۔

یعنی سرحدوں پر لڑا جانے والا جہاد چھوٹا ہے اور گھر میں رہتے ہوئے ان

پڑھوں کو دین کا علم سکھا کر انہیں عالم بنانا یہ جہاد اکبر ہے۔

(حواله ملاحظه ہو اتحاف السادة المتقين ج٦ص٣٧٩، ج٧ ص٢١٨، تهذيب تاريخ دمشق ج٣ ص٧، كشف الخفا عجلونی ج١ ص٤٢٥، الاسرار المرفوعة ٢٠٦، تذكره ١٩١)

اسی طرح دوسری حدیث میں کہ جب آپ ﷺ غزوہ سے واپس تشریف لائے تو آپ سے عرض کی گئی کہ خوش آمدید آپ جہاد سے واپس تشریف لائے آپ نے فرمایا نہیں واپس نہیں آئے بلکہ **رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر** کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہیں

(اطراف الحديث ج٥ ص١٢١)

اور تاریخ بغداد میں ہے کہ حضور ﷺ ایک غزوہ (جنگ) سے واپس تشریف لائے صحابہ بھی آپ کے ہمراہ تھے آپ نے فرمایا

قدمتم خير مقدم و قدمتم من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر

(تاريخ بغداد ج١٣ ص ٤٩٣)

تمہیں خوش آمدید اور تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو۔ وہ بڑا جہاد کیا ہے؟ جسے بہت بڑا جہاد کہا گیا ہے وہی جس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ یہ میرا مشن ہے **انما بعثت معلما** مجھے علم کو فروغ دینے والا بنا کر بھیجا گیا۔

طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة

(صحيح مسلم و جامع بيان العلم و العلماء)

کہ علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے

بلغوا عني ولو آية

میری طرف سے دوسروں تک پہنچا کر رہو اگر چہ ایک آیت (یا ایک حدیث) ہی ہو۔

اور فرمایا

تعلموا العلم وعلموه الناس وتعلموا الفرائض و علموها الناس

(دار قطنی و بیہقی کنز العمال ج١٠ ص١٢٦)

یعنی علم پڑھو اور دوسروں کو پڑھاؤ اور خاص کر وراثت کا علم بھی پڑھو اور اسے دوسروں کو پڑھاؤ۔ اس سے ثابت ہوا کہ علم کو فروغ دینا رسول اللہ ﷺ کی منشا اور آپ کا واحد مشن ہے۔

لہٰذا اسے فروغ دینے کے لئے اپنے وسائل خرچ کرنا افضل ترین عبادت ہے۔

عالم مجاہد سے افضل ہے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں

العالم افضل من الصائم القائم المجاهد

ترجمہ:۔

کہ عالم دین اس شخص سے بہتر ہے جو دن کو روزے کے ساتھ جہاد کرے

اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرے

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۸)

علماء فرماتے ہیں جس نے دین (قرآن وسنت) کا علم حاصل کر لیا اس نے اپنے اندر ہر کمال اور ہر خوبی جمع کر لی اور جس نے یہ علم حاصل نہ کیا اس نے کوئی خوبی حاصل نہ کی

(احیاالعلوم ج ۱ ص ۱۸)

دین کے علم والے اور نبی کے درمیان فرق

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

من جاء اجله وهو يطلب العلم لقى الله ولم يكن بينه و بين النبيين الا درجة النبوة

(طبرانی اوسط الترغیب
والترهیب ج ۱ ص ۹۲)

ترجمہ:۔

جسے اس حال میں موت آئی کہ دین کا علم حاصل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے اور نبیوں کے درمیان صرف نبوت کے درجہ کا فرق ہو گا۔

یاد رہے کہ علم کی طلب کبھی ختم نہیں ہوتی حتی کہ اس کے باوجود کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے کل علوم عطا فرما دیے اور کچھ اس کے بعد بھی پھر بھی حکم فرمایا کہ اے حبیب آپ یہ دعا کیا کریں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

رب زدنی علما

ترجمہ:۔

اے میرے رب میرے علم میں زیادتی فرما

لہذا ہر طالب علم، طالب علم اور ہر عالم بھی عالم ہونے کے باوجود بھی طالب علم ہی ہے۔

ستر صدیقین کا ثواب

امام ابو منصور دیلمی مسند الفردوس میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من تعلم بابامن العلم ليغلم الناس اعطى ثواب سبعين صديقا

(الترغیب و الترهیب ج ۱ ص ۹۸)

ترجمہ:۔

جس نے دین کے علم (شریعت کے احکام) کا ایک باب سیکھا تا کہ لوگوں کو پڑھائے اسے ستر صدیقوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ

من النبيين و الصديقين و الشهداء و الصالحين

ترجمہ:۔

"نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحوں میں سے"

اس آیت میں درجہ وار پہلے نبیوں کا پھر صدیقوں کا پھر شہیدوں کا اور اس کے بعد

صالحوں کا ذکر فرمایا گیا ہے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ سب سے اونچا درجہ پیغمبروں کا ہے پھر صدیقوں کا پھر شہیدوں کا پھر صالحوں کا درجہ ہے نبیوں کے بعد علماء کا درجہ ہے انہیں لوگوں کو قرآن و سنت کے احکام میں سے ایک باب کی تعلیم دینے کا جو ثواب ملتا ہے وہ ستر صدیقین کے ثواب کے برابر ہوتا ہے۔

قارئین!

یہاں سے اندازہ لگائیں کہ علماء کا کیا ہی بلند مقام ہے جس سے لوگ بے خبر ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو انگریزوں نے ہی دین اور علماء دین سے دور کر دیا کیونکہ ہندوستان اور پاکستان جب ایک تھے اور جب یہ متحدہ ہندوستان تھا اور یہاں انگریزوں کی حکومت تھی تو انہوں نے عوام کے دلوں سے دین، علم دین اور علمائے دین کی عظمت نکال دی تا کہ ان کے خلاف اگر علماء آواز بلند کریں تو عوام ان کا ساتھ نہ دیں کیونکہ علماء اہلسنت انگریزوں کی حکمرانی سے خوش نہ تھے بلکہ انہوں نے تو فتویٰ دیا تھا کہ ہندستان سے انگریزوں کو نکالنا جہاد ہے۔

حج کامل کا ثواب

امام طبرانی معجم کبیر میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوامامہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

من غدا الی المسجد لا یرید الا ان یتعلم خیرا او یعلمه کان له (اجرا) کاجر حاج تاما حجته

(الترغیب والترھیب ج ا ص ۱۰۴)

ترجمہ:۔

جو شخص صبح اس ارادہ سے مسجد گیا کہ وہاں عالم دین سے کوئی اچھی بات سیکھ لے گا یا عالم ہے جو شخص اس لئے مسجد میں گیا تا کہ لوگوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم دے اسے پورے حج کا ثواب ملے گا۔ اس سے حج نفلی مراد ہے۔ جس کا ثواب عمرہ سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔

قارئین!

غور فرمایئے کہ کسی شخص کا مسجد میں اس نیت سے بیٹھ جانا کہ وہاں جا کر عالم دین سے شریعت کا ایک مسئلہ سیکھ لے گا یا عالم دین کا اس نیت سے مسجد کی طرف جانا کہ مسجد میں سیکھنے کے لئے آئے ہوئے نمازی کو شریعت کا ایک مسئلہ سکھا دے تو پورے ایک حج کا ثواب حاصل کرتا ہے اور جہاں ایک دارالعلوم بنا ہی اس مقصد کے لئے ہو جبکہ وہاں نمازی بھی شریعت کے احکام سیکھتے ہوں کہ انہیں صبح و شام نماز کے وقت درس بھی دیا جاتا ہو اور وہاں مسجد نبوی کے طلبہ اصحاب صفہ صحابہ کرام کی طرح باہر سے آئے ہوئے ہوں طلبہ سارا دن اساتذہ و علماء سے علم حاصل کرتے ہوں اور شریعت کے احکام سیکھتے ہوں اس جگہ کی کیا شان ہوگی اور اس درس گاہ کی تعمیر و ترقی پر مال خرچ کرنے والے خوش قسمت اور پڑھانے والے علماء دین و اساتذہ کرام کو ایک ہی دن میں کتنے نفلی حجوں کا ثواب ملتا ہوگا

کاش ہر سال عمرہ اور نفلی حج کے لئے جانے والے اس طرف توجہ فرماتے کہ اگر اس کی بجائے وہ روپیہ صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت کی درسگاہ پر جہاں طلبہ کو مکمل عالم بنایا

جاتا ہے، خرچ کیا کریں تو وہ کئی نفلی حجوں کا ثواب گھر بیٹھے حاصل کر سکتے ہیں۔

وہ جو نفلی حج یا عمرہ کرتے ہیں اس کا ثواب تو صرف ان کی ذات تک محدود رہ جاتا ہے لیکن دینی درسگاہ پر خرچ کرنے سے کئی حجوں اور عمروں کا ثواب ملتا ہے انکی ذات کے لئے کئی حجوں اور عمروں کے ثواب کے علاوہ پوری قوم بلکہ عالم اسلام کا بھی فائدہ ہے کہ وہاں سے علم پڑھ کر جانے والے علماء ساری دنیا کو علم کا فیض پہنچائیں گے اس طرح یہ بے مثال صدقہ جاریہ بھی ہوگا۔

علم دین پڑھنے پڑھانے والے مجاھد ہیں

جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے کہ تحصیل علم جہاد ہے حضرت امام بیہقیؒ وامام ابن ماجہؒ نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت ابوھریرہؓ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

من جاء مسجدی هذالم يأته الا لخير يتعلمه او يعلمه فهو بمنزلة المجاهدين فی سبيل الله الخ

(الترغیب والترھیب ج ۱ ص ۱۰۵)

ترجمہ:۔

جو شخص میری اس مسجد میں آیا اور صرف شریعت کا علم حاصل کرنے کے لئے آیا یا کسی کو سکھانے کے لئے ہی آیا تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔

بلکہ افضل الجہاد کرنے والا افضل المجاہدین ہے جیسا کہ گزرا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے علم پڑھنے پڑھانے کو جہاد اکبر فرمایا علم جہاد سے افضل ہے بلکہ علم حاصل

کرنا کافروں کے ساتھ جہاد کرنے سے بھی بہتر ہے چنانچہ امام طبرانی وامام عبدالبر اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

طلب العلم افضل عندالله من الصلوة و الصيام والحج والجهاد فی سبيل الله

(کنزالعمال ج ۱۰ ص ۱۳۱ حدیث نمبر ۲۸۶۵۵)

کہ علم دین حاصل کرنا اللہ کے نزدیک نفلی نماز سے روزہ سے اور حج سے اور اللہ کی راہ میں جہاد سے بھی افضل ہے۔ لہذا جہاں دین کا قرآن وسنت کا اور شریعت کا علم سکھایا جاتا ہو وہاں چندہ دینا اور مال اور وقت دینا بھی سب سے زیادہ ثواب ہوگا ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک دن کا علم حاصل کرنا تین ماہ کے روزوں سے زیادہ ثواب ہے۔

(کنزالعمال ج ۱۰ ص ۱۳۱)

ایک دوسری حدیث میں ہے

الغدو و الرواح فی تعليم العلم افضل من الجهاد فی سبيل الله

ترجمہ:۔

کہ صبح وشام علم دین کی تعلیم دینا علم دین کا پڑھنا پڑھانا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔

(کنزالعمال ج ۱۰ ص ۱۵۴)

اس سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو ناسمجھ طالب علموں کو

بہلا پھسلا کر کشمیر کے جہاد پر بھیج دیتے ہیں اور ان کو بھی جو دینی مدارس جو علم کے سرچشمے ہیں امداد دینے کی بجائے کشمیر کے جہاد کے نام پر خوب چندہ دیتے ہیں حالانکہ ان کے لئے زیادہ ثواب اس میں ہے کہ علم کے مراکز و دینی تعلیم دینے والے مدرسوں کی مدد کرنے میں۔

اس حدیث میں ''میری اس مسجد میں آیا'' فرمایا لیکن اس سے پہلے حدیث گزری اس میں کسی مسجد کی تخصیص نہیں ہے کوئی بھی مسجد یا مدرسہ جہاں دین کی تعلیم دینے والے موجود ہوں وہاں جانا بڑی عبادت اور افضل جہاد ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے جانشین

امام طبرانی نے اوسط میں سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

اللهم ارحم خلفائی ۔قلنا یا رسول الله !ومن خلفاء ك ؟قال الذين ياتون من بعدی يروون احاديثی ويعلمونها الناس

(الترغیب و الترهیب ج ۱ ص ۱۱۰)

ترجمہ:۔

اے اللہ میرے جانشینوں پر رحم فرما ۔ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے جانشین کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے میری حدیثیں بیان کریں گے اور لوگوں کو میری حدیثوں کی تعلیم دیں گے۔

الحمدللہ اس سے علماء کے عظیم الشان مقام ومرتبہ کا ایک اور ثبوت ملا کہ رسول اللہ ﷺ نے علماء دین کو اپنا جانشین قرار دیا اور جانشین کا مطلب ہوتا ہے قائم مقام۔

یعنی علماء رسول اللہ ﷺ کے قائم مقام ہیں اور یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ کسی کے جانشین کا احترام اس اصل ہستی کا ہی احترام ہوتا ہے۔لہذا علماء دین کا احترام حضور ﷺ کا احترام اور ان کی توہین حضور ﷺ کی توہین ہے اس لئے فقہاء نے علماء کی توہین کو کفر ٹھہرایا ہے۔

علماء کی توہین کفر ہے

چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کی کتاب ''الفقه الاكبر'' کی شرح میں حضرت امام علی بن سلطان القاری المکیؒ لکھتے ہیں۔

استخفاف العلماء کفر وهو مستلزم لاستخفاف الانبياء عليهم السلام لان العلماء ورثة الانبياء

(طبع مصر ۱۷۴)

یعنی علماء کی توہین کفر ہے کیونکہ ان کی توہین سے انبیاء علیہم السلام کی توہین لازم آتی ہے اس لئے کہ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

حضرت محدث علی بن سلطان القاری المکی اس کے بعد لکھتے ہیں کہ **عالم** کو **عویلم** کہنا صیغہ تصغیر کے ساتھ بہ نیت توہین کفر ہے لہذا یہ جو بعض جہلا علماء کے لئے حقارت کے ساتھ ملا، ملوانے کا لفظ استعمال کرتے ہیں یہ بھی کفر ہے اگر کسی نے کہا کہ مجھے علماء کی مجلس میں جانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی مجھے ان کے علم کی مجلس

کی حاجت ہے یہ بھی کفر ہے یا کسی نے کہا کہ مجھے شریعت کے علم کو سیکھنے کی حاجت نہیں ہے یہ بھی کفر ہے(شرح فقه اکبر ۱۷۳ مطبوعه مصر)

علماء کی مجلس جنت کا باغ ہے

امام طبرانی نے معجم کبیر میں بہ سند حدیث روایت فرمائی سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا ۔ قالوا یارسول الله وما ریاض الجنة ؟ قال مجالس العلماء

(الترغیب و الترهیب ج ۱ ص ۱۱۲)

جب تم جنت کے باغوں سے گزرا کروتو وہاں بیٹھا کرو وہاں سے پھل کھایا کرو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہاں (دنیا میں بھی جنت کے باغ ہیں ؟)اور وہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا علماء دین کی مجلسیں (جنت کے باغ ہیں)اور یاد رہے کہ مسجد نبوی میں آپ کے محراب ومنبر سے آپ کے روضہ اقدس تک کا ٹکڑا بھی ''ریاض الجنة'' کہلاتا ہے وہاں کی حاضری کو ہم کمال نیک بختی اور انتہائی خوش قسمتی سمجھتے ہوئے گھنٹوں وہاں بیٹھے رہتے ہیں اور ہر وقت وہاں ہجوم کئے رہتے ہیں بلاشبہ یہ سب کچھ صحیح ہے کہ وہاں کی حاضری کمال سعادت اور انتہائی خوش قسمتی کی بات ہے اللہ ہمیں یہ سعادت بار بار نصیب فرمائے مگر لوگ عالم دین کی مجلس کی شان سے بے خبر اور ناواقف ہیں عالم دین کی خدمت میں حاضری اور اس کی مجلس میں بیٹھنے کو بھی حضور ﷺ نے ریاض الجنة قرار دیا ہے گزشتہ حدیثوں کی

روشنی میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ عالم دین کی مجلس میں حاضری اور اس حاضری میں شریعت کا مسئلہ سیکھ لینا نہ صرف ریاض الجنة (بہشت کے باغوں) میں بیٹھنا ہے بلکہ حج کا ثواب حاصل کرنا بھی ہے۔

علماء سے تواضع اور انکی پیروی کا حکم

امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت ابوھریرہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

تعلموا العلم و تعلموا للعلم السکینة و الوقار و تواضعوا لمن تعلمون منه

(الترغیب و الترهیب ج۱ ص ۱۱۴)

ترجمہ:۔

علم حاصل کرو اور علم کے لئے سکون اور وقار سیکھو جس استاذ محترم سے تم علم سیکھو اس سے تواضع وانکساری اور عاجزی سے پیش آؤ اور اس کی پیروی کیا کرو اور اس کی تعظیم بجالایا کرو اور اس کے آگے تکبر نہ کیا کرو۔

بے دینوں سے علم حاصل نہ کرو

چونکہ استاذ کا احترام اور اس کی اطاعت کا حکم ہے اس لئے حدیث میں ہے

العلم دین، الصلوة دین فانظروا عمن تاخذون هذا العلم و کیف تصلون هذه الصلوة فانکم تسالون یوم القیامة

(مسلم و مسند الفردوس و کنزالعمال ج ۱۰ ص ۱۳۳)

کہ علم دین ہے نماز بھی دین ہے لہذا اسے دیکھ لیا کرو جس سے تم علم سیکھتے ہو (کہ استاذ ہونے کے لائق بھی ہے یا نہیں)

﴿وہ زمانہ نہ آئے جسمیں علماء کی پیروی نہ کی جائے﴾

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت سھل بن سعد ساعدیؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ

الھم لا یدرکنی زمان او قال لاتدرکوا زمانا لایتبع فیہ العلم

(الترغیب و الترھیب ج ا ص ۱۱۴)

اے اللہ مجھے وہ زمانہ دیکھنا نصیب نہ ہو یا لوگو! تمہیں وہ زمانہ دیکھنا نصیب نہ ہو جسمیں عالم دین کی پیروی نہ کی جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عالم دین کی پیروی بحیثیت وارث اور جانشین پیغمبر علیہ الصلوۃ السلام لوگوں پر فرض ہے اور یہ کہ حضور ﷺ نے اس زمانہ کو برا زمانہ قرار دے کر اس سے پناہ مانگی ہے جسمیں لوگ علماء دین کی بات نہ مانیں اور ان کی پیروی نہ کریں۔

﴿عالم کی موت﴾

حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں جو شخص صبح صبح محض اللہ کی رضا کے لئے گھر سے علم حاصل کرنے کے لئے نکلا اللہ

اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیتا ہے اور فرشتے اس کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں اور اس پر آسمانوں کے فرشتے، دریاؤں کی مچھلیاں درود بھیجتے (اس کے لئے طلب رحمت و بخشش کرتے) ہیں عالم کا درجہ عبادت گزار پر اتنا ہی اونچا ہے جتنا چاند کا درجہ آسمان کے کسی سب سے چھوٹے ستارے کے مقابلہ میں اونچا ہے اور علماء پیغمبروں کے وارث ہیں اور پیغمبروں نے اپنے پیچھے دینار و درھم کا ترکہ یا ورثہ نہیں چھوڑا بلکہ انہوں نے اپنے پیچھے علم کو ہی چھوڑا ہے۔

تو جس نے علم حاصل کرلیا اس نے پیغمبروں کا ورثہ حاصل کرلیا اور عالم کی موت ایک ایسی مصیبت ہے جس کی تلافی نہیں ہوسکتی اور ایک ایسا خلا ہے جو پر نہیں ہو سکتا وہ ایک ستارہ ہے جس کا نور غائب ہوگیا ایک قوم کی موت (کا صدمہ) عالم کی موت (کے صدمہ) کے مقابلہ میں زیادہ آسان ہے۔

(ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و غیرھم الترغیب والترھیب ج ا ص ۱۰۵۔۱۰۶)

ایک اور حدیث میں ہے کہ

موت العالم ثلمۃ فی الاسلام لا تسد ما اختلف اللیل و النہار

(مجمع الزوائد ج ا ص ۲۰۱۔ کنزالعمال ج ۱۰ ص ۱۴۹ حدیث نمبر ۲۸۷۶۰)

ترجمہ:۔

عالم کی موت سے اسلام میں ایسا رخنہ پڑتا ہے کہ قیامت تک بند نہیں ہو سکتا۔

یہ ہے عالم کی شان، اس لئے کئی بزرگ لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب وہ کسی عا

لم دین کو دیکھتے اور انکی خدمات سے متاثر ہوتے ہیں تو دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے ہماری عمران کو لگ جائے اور یہ حقیقت ہے کہ عالم کے وجود ہی سے اسلام کا وجود ہے جب علماء نہ رہیں گے تو قیامت آجائے گی۔گویا علماء کا وجود قیامت کے آنے میں رکاوٹ ہے۔

﴿اللہ کا مقرر کیا ہوا بادشاہ﴾

امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابوذرؓ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

العالم سلطان الله فی الارض فمن وقع فیه فقد هلك

(کنزالعمال ج۱۰ص۱۳۴)

عالم دین زمین پر اللہ کا (مقرر کیا ہوا) بادشاہ ہے تو جس نے عالم دین کی برائی کی وہ ہلاک وبرباد ہوا۔

﴿اللہ کے امین﴾

امام قضاعی وامام ابن عساکر وامام دیلمی وامام ابن عدی وابن النجار اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت انسؓ وحضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

العلماء امناء الله علی خلقه۔ العلماء امناء امتی

۔العلماء مصابیح الارض العلماء قادة

(کنزالعمال ج۱۰ص۱۳۴ حدیث نمبر ۲۸۶۷۵.۷۶.۷۷.۷۸)

ترجمہ:۔

کہ علماء مخلوق پر اللہ کے امین ہیں۔علماء میری امت کے امین ہیں۔علماء زمین پر چمکتے چراغ ہیں۔علماء میری امت کے پیشوا (آگے آگے چلنے والے) ہیں۔

﴿علماء کی پیروی کرو﴾

امام دیلمی مسند الفردوس میں حضرت انس وامام حلوانی و بیہقی حضرت کثیر بن عبداللہ سے اپنی اپنی سندوں سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

اتبعوا العلماء فانهم سرج الدنیا و مصابیح الاخرة۔ اتقوا زلة العالم و انتظروا فیئته

(کنزالعمال ج۱۰ص۱۳۵ حدیث نمبر ۲۸۶۸۰.۸۱.۸۲)

علماء کی پیروی کرو بے شک وہ دنیا کے چراغ ہیں اور آخرت کے چراغ ہیں عالم کی خطا کو نظر انداز کرو اور اس کے رجوع کا انتظار کرو۔

حضور ﷺ کے ان ارشادات عالیہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ مسلمانوں پر علماء دین کی پیروی کرنا فرض ہے دوسری یہ کہ علماء دین ودنیا کے چراغ ہیں دنیا کے چراغ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا کے معاملات میں امت کی راہنمائی کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں تو جو لوگ کہتے ہیں کہ علماء کو دنیا کے بارے میں کیا خبر لہذا ہم دنیا کے بارے میں آزاد ہیں جو چاہیں کریں ان کا یہ خیال غلط ہے اور ان

کے لیئے نقصان دہ ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان کو بنے ہوئے پچاس سال سے اوپر
ہو گئے عوام نے مجموعی طور پر علماء کی نہیں مانی اور جاہل وڈیروں کو ووٹ دیتے اور ان
کے پیچھے لگے رہے تو پاکستان کے دو ٹکڑے کر بیٹھے اور رہے سہے پاکستان کو بھی معاشی
لحاظ سے تباہ و برباد کر ڈالا اور پاکستان لوٹستان بن گیا حتیٰ کہ اور روز بروز اسپر قرضوں
کے زیادہ سے زیادہ بوجھ ڈال کر اسکی کمر توڑی جا رہی ہے اور عوام پر طرح طرح کے
ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں کی لعنتیں مسلط کر کے مہنگائی پر مہنگائی لا کر ان کے لئے زندہ رہنا
مشکل سے مشکل تر بنایا جا رہا ہے یہ نتیجہ ہے علماء کی پیروی نہ کرنے اور انکا کہنا نہ ماننے
کا۔ تیسری بات یہ کہ علماء آخرت کے بھی چراغ ہیں ان کے پیچھے چلنے والے کی دنیا
بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی بن جائے گی۔

چوتھی یہ کہ علماء فرشتے یا پیغمبر تو نہیں ہیں کہ ان سے کوئی خطا اور بھول چوک
ہی نہ ہو اگر خدانخواستہ کسی عالم سے کوئی خطا ہو جائے تو اس بات کا انتظار اور یقین کیا
جائے کہ وہ اپنی خطا اور بھول چوک سے رجوع اور توبہ کر لے گا اس پر قائم نہیں رہے گا

ایک سوال اور اس کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ علماء میں تو اختلافات ہیں ہم کس کس عالم کے پیچھے
چلیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اختلاف کے باوجود کوئی عالم بھی عوام کی قرآن و سنت
کے نظام سے ہٹ کر کسی اور نظام کی طرف راہنمائی نہیں کرتا اور نہ کرے گا بعض باتوں
کے سوا باقی سب باتوں میں اتفاق ہے اور جن بعض باتوں میں علماء کا باہمی اختلاف

ہے وہ محض علمی و تحقیقی نوعیت کی ہیں ان کا اسلام کے نظام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
آپ جس عالم کو بھی ووٹ دیں گے وہ اسمبلی میں جا کر انگریزی قوانین کی حمایت نہیں
کرے گا جس سے مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ملا۔ وہاں ہر عالم کی یہی
آواز ہوگی کہ قرآن و سنت کا نظام لاؤ، بس سب کی یہی آواز ہوگی سب مدینے والے
آقا کی بات کریں گے۔

امریکہ والے آقا کی بات نہیں کریں گے وڈیروں کا آقا امریکہ والا مگر علماء کا
آقا مدینہ والا آقا ہے وہ مدینہ منورہ کا اور جنت کا راستہ دکھائیں گے اور پاکستان میں
مدینے والے آقا کا نظام لا کر پاکستان کی کشتی کو بھنور سے نکال کر ساحل مراد سے
لگائیں گے اور پاکستان کو خوش حال اور امن کو گہوارہ بنا کر دکھائیں گے۔

اگر بعض علماء اپنے بعض خیالات کے زیادہ ہی باہمی اختلاف کی وجہ سے
ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں تو اس کو بھی انکی دیانتداری اور اپنے ایمان کے
ساتھ کمال اخلاص و لگاؤ ہی سمجھا جائے اسے غلط رنگ نہ دیا جائے اور اسے اسلامی
نظام کے نفاذ میں رکاوٹ تصور نہ کیا جائے کیونکہ اس اختلاف کا تعلق نظام سے نہیں
ہے ہمیں اسلامی نظام صرف اس بات کی رہنمائی کرتا ہے کہ اس کے قواعد و ضوابط اور
اس کے اصول و فروع و قوانین پر عمل کیا جائے، وہ اس بات پر زور نہیں دیتا کہ سب
کے سب ایک طرز کی نماز پڑھیں بلکہ نماز پڑھیں خواہ کسی بھی طریقے سے، اسی طرح
جماعت سے پڑھیں خواہ کسی بھی امام کے پیچھے پڑھیں جسکے پیچھے تمہارا دل چاہے اس
کے پیچھے پڑھیں۔

علماء پر فرض

لیکن اس کے باوجود علماء پر فرض ہے کہ اپنی علیحدہ علیحدہ پارٹیاں ختم کر کے ایک بڑی پارٹی بنا کر اس میں سب کو شامل کر کے قرآن وسنت کے نظام کو لانے کے لئے سراپا کوشش وجدوجہد ہو جائیں۔

روزی کا ضامن اللہ ہوگا

امام ابوبکر الخطیب بغدادیؒ تاریخ بغداد میں اپنی سند کے ساتھ حضرت زیاد بن حارث صدائیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من طلب العلم تکفل اللہ لہ برزقہ

(کنزالعمال ج ۱۰ ص ۱۳۹ حدیث نمبر ۲۸۷۰۱)

ترجمہ:۔

کہ جو قرآن وسنت کے علم کا طالب ہو گیا اللہ اس کے رزق کا ضامن ہو گیا۔

اس سے ثابت ہوا کا دین کے علم حاصل کرنے والوں کو اپنے مستقبل کی فکر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ان کے مستقبل کی بہتری اللہ نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔

عالم دین کے قلم کی روشنائی شہید کے خون سے بہتر

امام شیرازی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے امام مذھبی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمران بن حصین سے امام حافظ ابن عبدالبر نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابودرداء سے اور امام ابن جوزی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت

نعمان بن بشیر سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء ودم الشھداء فیرجح علیھم مداد العلماء علی دم الشھداء

ترجمہ:۔

قیامت کے دن علماء کے قلم کی سیاہی (جس سے وہ شریعت کے مسائل لکھتے ہیں) اور شہیدوں کے خون کو تولا جائے گا تو سب دیکھ لیں گے کہ علماء کی سیاھی شہیدوں کے مقابلہ میں بھاری ثابت ہوگی۔

یہ مقام ہے علماء اور علم والوں کا جس سے عوام بے خبر ہیں اس سے علم وعلماء کے مقام ومرتبہ کا احساس ہونا چاہیے جس کے نتیجہ میں ضروری ہے کہ ہم اپنے وسائل کے ذریعے اپنے علمی اداروں کو مستحکم بنائیں اور ان کو ان کی شان کے لائق اہمیت دیں۔

تحفہ نصائح فارسی کی ایک بڑی اچھی کتاب ہے جسے صدیوں سے علماء پڑھتے پڑھاتے چلے آرہے ہیں اسمیں ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کے ہاں علم دین کی اسقدر اہمیت ہے اور اسے علم دین پڑھنا اور سیکھنا اسقدر پسند ہے کہ ایک طالب علم کو اس نیت سے قلم دینے والے کو کہ وہ اس سے قرآن وحدیث کے مسائل کو تحریر میں لائے جنت عطا فرمائے گا۔

یہ تو صرف ایک قلم دینے والے کی جزائے خیر کا حال ہے پھر جو لوگ پورے ایک دارالعلوم کی جہاں بہت سے طلباء دور دراز کا سفر کر کے وطن چھوڑ کر آ کر رہتے اور علم حاصل کرتے ہوں، مدد کرنے، اسکی تعمیر وترقی میں بھرپور تعاون اور وہاں زیادہ

سے زیادہ اپنے وسائل خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالی کتنی جنتیں عطا فرمائے گا۔

کاش کہ سنی بھائی اس عظیم الشان نیکی کو جانتے اور اپنی دولت ادھر ادھر غیر ضروری کاموں پر اڑانے کی بجائے اس عظیم ترین اور سب سے افضل و اعلی نیکی اور افضل جہاد میں خرچ کرتے۔

﴿یہاں ہوتے ہوئے جنت میں ہے﴾

امام ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من غدا اوراح وهو فی تعلیم دینه فهوفی الجنة

(کنزالعمال ج۱۰ص۱۴۰)

کہ جو صبح یا شام کو چلا اس حال میں کہ وہ اپنے دین کی تعلیم میں مشغول ہے تو وہ (یہاں ہوتے ہوئے) جنت میں ہے۔

سبحان اللہ! دین کی تعلیم (عالم بننے) کا کیا مقام ہے، کیا ہی درجہ ہے، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے بچوں کو دین کی تعلیم دلوا کر عالم بناتے ہیں اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس جنت میں لے جانے اور نبی کے وارث بنانے والے اس نیک عمل پر اپنی دولت خرچ کرتے ہیں۔

﴿عالم کی نیند﴾

حلیۃ الاولیاء میں امام ابونعیم اپنی سند کے ساتھ حضرت سلمان فارسیؓ سے

روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

نوم علی علم خیر من عبادة علی جهل

(کنزالعمال ج۱۰ص۱۴۰)

ترجمہ:۔

عالم کی نیند بے علم کی عبادت سے بہتر ہے۔

﴿بے علم پیر و صوفی﴾

امام ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں اپنی سند کے ساتھ حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ بے علم عبادت گزار (پیر و صوفی) کولہو کے گدھے کی طرح ہے۔ یعنی جیسے کولہو کا گدھا جسکی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے چکی کے ارد گرد چلتا رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس نے بہت سفر کرلیا ہے لیکن جب آنکھوں سے پٹی کھلتی ہے تو اپنے آپ کو وہاں پاتا ہے جہاں پہلے تھا ایسے وہ بے علم پیر و صوفی ہیں جو بڑے ذکر و اذکار اور بڑی لمبی چوڑی عبادتیں اور ریاضتیں کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بڑا روحانی سفر کر لیا ہے ولایت کے درجہ پر فائز ہوگئے ہیں اللہ تعالی کے قریب ہوگئے ہیں لیکن جب موت آئیگی اور ان کی آنکھوں کے آگے سے پردہ ہٹے گا تو انہیں پتہ چلے گا وہ تو اب بھی وہاں ہی ہیں جہاں پہلے تھے تو اس وقت انہیں افسوس ہوگا اور کہیں گے کہ کاش ہم نے کثرت عبادت و ریاضت اور کثرت ذکر و اذکار کی بجائے علم دین پڑھا ہوتا تو اللہ تعالی کے قریب ہوگئے ہوتے۔

اسی طرح امام دیلمی مسند الفردوس میں حضرت علی مرتضیؓ سے روایت کرتے

ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک عالم ایک ہزار عبادت گزاروں سے بہتر ہے۔ اسی طرح انہوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طالب علم اللہ کے ہاں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بہتر ہے۔

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۴۳)

اس میں ان لوگوں کے لئے عبرت ہے جو دین کا علم سیکھنے کی بجائے کشمیر وغیرہ کے جہادوں میں جاتے ہیں یا جو دینی درسگاہوں کے تعاون کر کے علم دین کو فروغ دینے کی بجائے کشمیر کے جہاد کے نام پر مال خرچ کرتے ہیں جبکہ افضل جہاد دین کا علم حاصل کرنا اور افضل عبادت علم دین (قرآن وسنت کے علم) کو فروغ دینے پر مال خرچ کرنا ہے اسقدر ثواب نہ ہسپتالوں پر خرچ کرنے میں ہے اور نہ کشمیر وغیرہ کے نام کے جہادوں پر اور نہ کسی نعت خوانیوں کی محفلوں کے اوپر اور نہ کسی اور رفاہی یا خیراتی کاموں پر جس قدر قرآن وسنت کے علوم کو فروغ دینے والے مدارس ومراکز اہلسنت وجماعت پر خرچ کرنے کا ثواب ہے۔

شیطان کی پیٹھ توڑیں

امام دیلمی کتاب مسند الفردوس میں اپنی سند کے ساتھ حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

مامن شیء اقطع لظهر ابلیس من عالم یخرج فی قبیلة

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۴۸)

کہ شیطان کی پیٹھ کو اس سے بڑی توڑنے والی کوئی چیز نہیں کہ کسی قوم میں ایک عالم دین پیدا ہو جائے۔

لہذا امت کا فرض ہے کہ اپنے وسائل خرچ کر کے علماء دین پیدا کرے اور شیطان کی پیٹھ توڑے۔

علماء کی تعظیم اللہ ورسول کی تعظیم ہے

امام ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ اور امام ابوبکر خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت فرمائی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

اکرموا العلماء فانهم ورثة الانبیاء فمن اکرمهم فقد اکرم الله و رسوله

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۵۰)

علماء کی تعظیم کرو کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام کے وارثین ہیں تو جس نے علماء کی تعظیم کی بے شک اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعظیم کی۔

امت میں سب سے بہتر

امام خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے اور امام قضاعی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

خیار امتی علماء ھا و خیر علماء ھا رحماء ھا الا و ان اللہ لیغفر للعالم اربعین ذنبا قبل ان یغفر للجاھل ذنبا واحدا الا و ان العالم الرحیم یجیء یوم القیامۃ وان نورہ قداضاء یمشی فیہ مابین المشرق و المغرب کما یضیء الکوکب الدری

ترجمہ:۔

میری امت میں سب سے افضل وسب سے بہتر اس کے علماء ہیں اور اس کے علماء میں سب سے افضل وسب سے بہتر مہربان علماء ہیں خبردار یقیناً اللہ تعالی قیامت کے دن بے علم کا ایک گناہ بخشنے سے پہلے عالم کے چالیس گناہ بخشے گا اور سنو! بے شک عالم مہربان قیامت کے دن اس شان سے آیگا کہ اس کے نور نے جسمیں وہ چل رہا ہوگا مشرق ومغرب کے درمیان کی سب فضا کو روشن کیا ہوا ہوگا جیسے ایک نہایت ہی روشن ستارہ فضا کو روشن کرتا ہے۔

اس حدیث سے ایک تو عالم دین کی شان کا مزید پتہ چلا کہ وہ امت میں سب سے اعلی درجہ رکھتا ہے دوسرا یہ کہ علماء میں پھر اس کا درجہ سب سے اونچا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی امت پر بہت مہربان ہو ان کی اصلاح کی فکر کرتا اور ان کو پیش آنے والی الجھنوں کو اپنے علم کی روشنی اور تحقیق وبصیرت کے نور سے حل کر کے انہیں سکون و آرام پہنچاتا ہو ان کے لئے دین کو قرآن وسنت کی روشنی میں آسان کر کے پیش کرتا ہو جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا

بشروا ولا تنفروا کہ دین کے معاملہ میں لوگوں کو خوشخبری کی باتیں سناؤ کہ ان سے خوش ہو کر غیر مسلم بھی مسلمان ہو جائیں نفرت دلانے اور گھبرا دینے والی باتیں نہ سناؤ کہ جن سے غیر مسلم اسلام کو ایک مشکل مذہب سمجھ کر اسلام سے دور ہو جائیں۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ پیغمبروں کے بعد کوئی بھی خطاء وگناہ سے پاک نہیں ہے مگر دوسروں کے مقابلہ میں علماء کی خطایئں زیادہ بخشی جائیں گی کیونکہ علماء دیدہ دانستہ کم ہی خطا کا ارتکاب کرتے ہیں اگر ارتکاب ہو جائے تو اس پر قائم نہیں رہتے بلکہ فوراً اللہ تعالی کے حضور رجوع وتوبہ کرتے ہیں جس سے نہ صرف ان کی بخشش ہو جاتی ہے بلکہ کثرت ندامت وافسوس سے ان کے روحانی درجات میں بھی ترقی ہو جاتی ہے اور ان کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ

ازاں محبوب تر مابشی کہ بودی

چوتھا یہ کہ عالم کا ظاہر اگرچہ بشر ہے لیکن علم وتقوی اور شریعت پر عمل اور رسول اللہ ﷺ کے جانشین ہونے کی برکت سے اس کا باطن نور ہی نور ہو جاتا ہے جس کا ظہور قیامت کے دن ہوگا جسکا ذکر اس حدیث مبارک میں ہوا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے جسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند شریف میں اور امام طبرانی وغیرہ نے اپنی اپنی سندوں سے حضرت درۃ بن ابی لھب ؓ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

خیر الناس اقرؤھم و افقھھم فی دین اللہ و اتقا

هم لله و آمرهم بالمعروف و انهاهم عن المنكر و او صلهم للرحم

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۵۳)

اللہ کے نزدیک سب سے اونچے درجے والا وہ شخص ہے جو قرآن کو تجوید کے ساتھ دوسروں سے بہتر طور پر پڑھنے والا (قرآن وسنت کی روشنی میں) شریعت کے احکام زیادہ جاننے والا، اللہ سے زیادہ ڈرنے والا لوگوں کو شریعت کے احکام کا زیادہ حکم دینے والا، انکو برائیوں سے زیادہ روکنے والا اور رشتہ داروں کے حقوق زیادہ ادا کرنے والا ہو۔

﴿رشتہ دار﴾

رشتہ دار تین قسم کے ہیں ایک نسبی جیسے ماں باپ، دادا نانا، دادی نانی، اور ماموں چچا اور ان کی اولادیں، بہن بھائی، خالائیں پھوپھیاں اور آگے ان کی اولادیں۔ ہر ایک کے ساتھ ان کی شان کے لائق بہتر سلوک کرنا فرض ہے۔

دوسرا سسرالی رشتہ ہے بیوی کے ماں باپ بہن بھائی اور دیگر رشتہ داروں سے ان کی شان کے لائق بہتر سلوک کرنا۔

تیسرا دینی رشتہ مرشد واستاذ جو دینی اور روحانی تعلیم دیتے ہیں۔ مرشد عالم دین ہونا چاہئے جو عالم دین (عربی زبان کا ماہر قرآن وسنت کا علم رکھتا) ہو طبرانی کی معجم کبیر میں حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من علم عبدا آية من كتاب الله فهومولاه لا

ينبغى ان يخذله ولا يستا ثر عليه

(مجمع الزوائد ج ا ص ۱۲۸)

کہ جس نے کسی بندہ خدا کو قرآن کی ایک آیت سکھائی کہ اس کو پڑھنا اور اس کا معنی سکھایا یا ایک آیت کے الفاظ ومعنی کے ساتھ تعلیم دی وہ اس کا استاذ وسردار ہے اب اسے جائز نہیں کہ اپنے سردار کو بے یار ومددگار چھوڑ دے یا اس سے تعلق نہ رکھے اور نہ ہی وہ اس کے مقابلہ میں کسی کو ترجیح دے۔

اس سے علماء نے ارشاد فرمایا کہ مرشد واستاذ دینی کا درجہ غیر عالم ماں باپ سے اونچا ہے کیونکہ عالم دین کا درجہ تو رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے اونچا ہے کہ وہ انبیاء کا وارث اور جانشین ہے۔

﴿قراءت قرآن﴾

اس حدیث میں لفظ **اقرؤهم** سے واضح ہوا کہ مسلمانوں کو قرآن کریم کی قراءت کا باقاعدہ علم سیکھنا چاہئے آج قرآن کو صحیح پڑھنے والے شاید سو میں سے ایک کی نسبت رکھتے ہوں حتی کہ مشیخیت وپیری مریدی کرنے والوں کا یہ حال ہے کہ قرآن کریم صحیح نہیں پڑھتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ پہنچے ہوئے ہیں یا مرید انہیں اپنے زمانہ کا غوث سمجھتے اور ان کے قطب اور قبلہ عالم ہونے کے نعرے لگواتے ہیں۔

جبکہ وہ مسکین قرآن تک صحیح نہیں پڑھ سکتے مگر لوگ قرآن سے اور علم سے اس قدر دور ہیں کہ ان کے نزدیک شیخ ومرشد اور پیر ہونے کے لئے کسی علمی صلاحیت و قابلیت حتی کہ قرآن کی صحیح تلاوت تک کرسکنا بھی ضروری نہیں بس اتنا کافی ہے کہ وہ

کسی پیر صاحب کا صاحبزادہ ہو یا کسی خانقاہ کا گدی نشین (**فالی اللہ المشتکی** اللہ ہی سے ان کا شکوہ ہے)

جبکہ تمام آئمہ مجتہدین اور فقہاء دین متین واکابر صوفیائے ربانیین کا اس پر اتفاق ہے کہ مرشد و شیخ طریقت پیر وہ ہو سکتا ہے جو قرآن کی قراءت صحیح کر سکتا ہو اور عربی زبان کا اس قدر علم رکھتا ہو کہ براہ راست قرآن و حدیث کو جانتا ہو اور کسی کے ترجمہ کا محتاج نہ ہو۔

علم کی دولت

امام ابن عساکر و امام دیلمی نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

خیر سلیمان بین المال و الملك و العلم فاختار العلم فاعطی الملك والمال لاختیار ہ العلم

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۵۳)

سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالی کی طرف سے اسبات کا اختیار دیا گیا کہ تین چیزوں میں سے ایک چیز چن لیں ایک مال دوسرا ملک اور تیسرا علم ۔ تو انہوں نے علم کو چن لیا تو علم کی برکت سے مال بھی مل گیا اور ملک بھی مل گیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو عربی گرائمر اور عربی زبان پر پوری طرح عبور حاصل کر کے قرآن و سنت کا عالم ہو گیا ملک و مال اس کے قدموں میں ہوں گے کیونکہ قرآن و سنت کے علم کی بدولت اسکی دلوں پر حکمرانی ہوگی اور جب دلوں پر حکمرانی

ہوگی تو وہ عالم دین ہونے کے طفیل حاکم بھی ہوگا اور مالدار بھی ہوگا۔ کہ اللہ اسے معاشی طور پر بھی بے نیاز کر دے گا۔

عالم کی ایک رکعت

امام شیرازی القاب میں اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

رکعة من عالم باللہ خیر من الف رکعة من متجاهل باللہ

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۵۴)

اللہ کے (دین، قرآن و سنت کے) عالم کی ایک رکعت اللہ کے (دین قرآن و سنت سے) جاہل کی ایک ہزار رکعت سے بہتر ہے۔

حضور ﷺ کی ایک حدیث کا علم

امام رافعی اپنی تاریخ میں سند کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

سارعوا فی طلب العلم فالحدیث من صادق خیر من الدنیا وما علیها من ذهب و فضة

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۵۴)

علم دین کے حاصل کرنے میں جلدی کرو (سستی نہ کرو) سچے نبی ﷺ کی ایک حدیث کا علم دنیا سے اور جو دنیا کے اوپر سونا چاندی ہے اس سے بہتر ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جس نے میری دو حدیثیں سیکھیں ان پر عمل کر کے اپنے آپ کو فائدہ پہنچایا ہے اور آگے دوسروں کو بھی سکھاتا ہے اور وہ اس پر عمل کرتے ہیں تو اس کی یہ خدمت ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۶۴)

سبحان اللہ کیا ہی شان ہے قرآن وسنت کے علم کی۔ لیکن افسوس کہ علم کے مقام سے بے خبر مالدار علم کے مقابلہ میں سونے اور چاندی کو زیادہ عزیز سمجھتے ہیں اور اسے علم کو فروغ دینے پر خرچ نہیں کرتے یا خرچ کرنے کا حق ادا نہیں کرتے۔

علماء کا حشر

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

العلماء یحشرون مع الانبیاء

(کشف الخفاء ج ۲ ص ۸۳، الفوائد المجموعة ص ۲۰۰، التذکرة ۱۸۶)

ترجمہ:۔

کہ علماء دین نبیوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔

سبحان اللہ! کیا ہی شان ہے علماء کی اور یہ حقیقت ہے کہ پیغمبروں کے بعد انہیں کا درجہ ہے اور وہ پیغمبروں کے خلفاء، جانشین اور ان کے وارث ہیں تو ان کا حشر بھی ان کے ساتھ ہی ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ مومن کا عالم دین سے ایک مسئلہ سیکھ لینا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور اولاد اسماعیل سے ایک غلام کو آزاد کرنے سے بہتر ہے اور

بے شک دین کا علم سیکھنے والا اور اپنے خاوند کی فرمانبردار بیوی اور اپنے ماں باپ کی (جائز کاموں میں) فرمانبرداری کرنے والی اور ان سے اچھا سلوک کرنے والی اولاد نبیوں کے ساتھ کسی حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوگی۔

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۶۰)

ایک حدیث کی تبلیغ کا ثواب

امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

من ادی الی امتی حدیثا لتقام به سنة او تثلم به بدعة فهو فی الجنة

جس عالم دین نے میری امت تک ایک حدیث پہنچائی تا کہ اس سے میری کوئی سنت قائم ہو جائے اور بدعت کا راستہ بند ہو جائے وہ عالم دین (یہاں ہوتے ہوئے بھی) جنت میں (بیٹھا) ہے۔ یعنی اس کے لئے قطعاً اور یقیناً جنت ہی جنت ہے بس وہ سمجھ لے کہ وہ جنت میں پہنچ ہی گیا ہے۔

ایک درجہ کا فرق

امام ابن نجار نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس ؓ سے امام طبرانی نے اوسط میں سند کے ساتھ ابن عباس ؓ سے۔ امام ابن عسا کر نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حسن ؓ سے۔ امام ابوبکر خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعید بن مسیب اور ابن عباس ؓ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

من جاء ه الموت و هويطلب العلم ليحيىَ به الاسلام لقى الله تعالى و لم يكن بينه و بين النبيين الا درجة النبوة

(کنز العمال ج۱۰ ص ۱۲۰ حدیث نمبر ۲۸۸۲۹،۳۰،۳۱،۳۲)

جس شخص کو اس حال میں موت آئے کہ وہ دین کا علم حاصل کر رہا ہوتا کہ اس سے اسلام کو زندہ کرے وہ اللہ سے اس شان سے جا ملے گا کہ اس کے اور پیغمبروں کے درمیان صرف ایک نبوت کے درجہ کا فرق ہوگا۔

ماشاء اللہ۔ سبحان اللہ علم دین، طالب علم اور علماء دین کا کیا ہی مقام ہے جن کا علمی محنتوں اور کاوشوں سے واحد مقصد یہی ہے کہ وہ اپنے علم کے ذریعے اسلام کی مٹی ہوئی قدروں کو زندہ کریں، دین کو فروغ دیں، گمراہی کا خاتمہ کریں، اسی مشن کے لئے وہ طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے ہیں، علم کی قدر و منزلت سے بے خبر مالداروں کی بے رخی اور ناقدری کو رضائے الٰہی کے لئے برداشت کرتے ہیں اور یہی انبیاء علیہم السلام کا طریقہ رہا ہے اور اسی پر علماء دین چل رہے ہیں اور طرح طرح کی مخالف قوتوں کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر قدم آگے بڑھاتے رہے ہیں اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو دین کے علوم کو فروغ دینے اور دین کی مٹی ہوئی قدروں کو پھر سے زندہ کرنے میں علماء دین کا ساتھ دیتے ہیں اور دے رہے ہیں۔

بڑی عمر میں علم حاصل کرنا

امام ابن النجار نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت کی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من لم يطلب العلم صغيرا فطلبه كبيرا فمات مات شهيدا

(کنز العمال ج۱۰ ص ۱۶۲)

جس نے چھوٹی عمر میں علم حاصل نہ کیا پھر بڑی عمر میں حاصل کرنا شروع کیا پھر اسے موت آگئی تو وہ شہادت کی موت پا گیا۔

لہٰذا بڑی عمر میں بھی دین کے علم کے سیکھنے کا شوق ہو جائے تو اسے غنیمت سمجھیں اور سیکھنا شروع کر دیں تاکہ اگر موت آجائے تو شہادت کا درجہ پائیں۔

بخشش ہی بخشش

امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے، امام طبرانی نے اوسط میں اور امام ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ابوالطفیلؓ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ما انتعل عبد قط ولا تخفف ولا لبس ثوبا ليغدو فى طلب العلم يتعلمه الا غفرت له ذنوبه حيث يخطو عتبة باب بيته

(کنز العمال ج۱۰ ص ۱۶۳)

جونہی کسی بندۂ خدا نے علم حاصل کرنے کی نیت سے تیاری کی کہ جوتا پہنا اور موزے پہنے اور کپڑے پہنے تاکہ صبح صبح علم حاصل کرنے روانہ ہو جونہی اس نے اپنے گھر کی

چوکھٹ پر قدم رکھا اس کے (پچھلے) گناہ بخشے گئے۔

سبحان اللہ! ابھی تو اس نے قدم اٹھایا اور بخشا گیا تو جب وہ مدرسہ میں پہنچ کر عالم دین کی خدمت میں بیٹھ کر بسم اللہ کرے گا تو اس وقت اللہ کے ہاں اسکی کیا قدر و منزلت ہوگی۔

﴿باپ کی بخشش ہوگئی﴾

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی حاملہ تھی اس شخص کا انتقال ہونے لگا تو اس نے بیوی کو وصیت کی کہ جب بچہ پیدا ہو اور بیٹا ہو تو اسے عالم دین بنانا۔ حسن اتفاق سے بیٹا ہوا۔ وہ گناہ گار شخص تھا اسے قبر میں عذاب شروع ہوگیا۔ ادھر سے بیٹا بڑا ہو کر پڑھنے کے قابل ہوا تو اسکی ماں نے خاوند کی وصیت کے مطابق بیٹے کو ایک عالم دین کے ہاں لے گئی کہ اسے بھی عالم دین بنادیں۔ عالم دین نے جوں ہی بچے کو "بسم اللہ" شروع کرائی اور بچے نے پڑھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس بچے کے باپ کو چھوڑ دو عذاب دینا بند کردو۔ میں نے اسے معاف کردیا ہے کیونکہ مجھے شرم آتی ہے کہ اس کا بیٹا عالم دین بن رہا ہو اور میں اس کے باپ کو عذاب دوں۔

(تفسیر کبیر ج ۱)

یہ شان ہے عالم دین ہونے کی اور علم حاصل کرنے کی تو جب کوئی بچہ قرآن کا علم سینے میں جمع کرلیتا ہے تو اس کے ماں باپ کے سروں پر قیامت کے دن ایسا تاج رکھا جائیگا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی۔ (مشکوۃ فضائل القرآن)

﴿عظیم ہستی﴾

امام دیلمی مسند الفردوس میں سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من تعلم لله و علم لله كتب فی ملكوت السموات عظيما

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۶۴)

جس نے اللہ کی رضا کے لئے علم حاصل کیا اور اللہ کی رضا کے لئے دوسرں کو تعلیم دی آسمانوں کے جہان میں اس کا نام عظیم ہستی لکھا جاتا ہے اور فرشتے اسے عظیم ہستی کے نام سے پکارتے ہیں۔

﴿غیب سے روزی اور مقصد میں کامیابی﴾

امام رافعی سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے اور امام ابوبکر خطیب بغدادی و امام ابن النجار سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جزز بیدیؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

من تفقه فی دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب

(کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۶۵)

جس نے اللہ کے دین میں (قرآن وسنت کے) احکام کا علم حاصل کیا اللہ

اس کے ہر مقصد میں اس کو کافی ہوگا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا وھم وگمان بھی نہیں ہوگا۔

الحمدللہ! یہ دین اور دین کے علم کی برکت ہے کہ اس کے علم والوں سے اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ وہ ان کو دنیا وآخرت کے تمام مقاصد میں کافی ہوگا اور یہ کہ اسے غیب سے روزی دے گا۔ لہذا علم دین پڑھنے پڑھانے والوں کو اللہ تعالی پر توکل رکھتے ہوئے اپنے دین کے کام میں پوری دل جمی اور بے فکری کے ساتھ مصروف و مشغول رہنا چاہئے۔

شہیدوں سے ہوں گے

امام ابوبکر خطیب بغدادی اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

حملة العلم فی الدنیا خلفاء الانبیاء و فی الاخرة من الشهداء

(کنز العمال ج۱۰ ص۱۷۰)

ترجمہ:۔

علماء دنیا میں نبیوں کے جانشین اور قائم مقام ہیں اور آخرت میں شہیدوں سے ہوں گے۔

اھل جنت، جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے

امام ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

ان اهل الجنة ليحتاجون الى العلماء فى الجنة و ذلك انهم يزورون الله تعالى فى كل جمعة فيقول لهم :تمنوا على ما شئتم فيلتفتون الى العلماء فيقولون :ماذا نتمنى ؟ فيقولون تمنوا عليه كذا وكذا فهم يحتاجون اليهم فى الجنة كما يحتاجون اليهم فى الدنيا

(کنز العمال ج۱۰ ص۱۵۰)

ترجمہ:۔

بے شک جنت والے جنت میں علماء کے محتاج ہوں گے اور یہ اس طرح کہ وہ ہر جمعہ اللہ تعالی کا دیدار کریں گے تو اللہ تعالی ان سے فرمائے گا جو تمہاری آرزو ہو مجھے بتاؤ میں پوری کروں تو وہ علماء کی طرف متوجہ ہوں گے اور ان سے پوچھیں گے کہ ہم اللہ تعالی سے کیا آرزو کریں؟ تو علماء ان کی راہنمائی کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم اللہ تعالی سے یہ آرزو کرو اور یہ یہ مانگو۔

لہذا جنت والے جنت میں علماء کے ایسے ہی محتاج ہوں گے جیسے دنیا میں محتاج ہیں (کہ کوئی مشکل ہوتی ہے تو علماء سے مشورہ لیتے اور دعائیں کراتے ہیں اور ان سے دین سیکھتے ہیں اور جو لوگ علماء سے دور ہوتے ہیں وہ ذہنی اور روحانی طور پر چکنا چور ہوتے ہیں)

﴾اچھے حکمران وامراء﴿

حکمران ہوں یا امراء جب تک یہ علماء سے رابطہ نہیں رکھیں گے وہ مملکت کا اور اپنے ادارہ کا صحیح نظام نہیں چلا سکیں گے۔ اس لیے حدیث میں فرمایا گیا کہ

خیار الامراء الذین یاتون العلماء

(تذکرہ ص ۲۴)

ترجمہ:۔

سب سے بہتر حکمران اور امراء وہ ہیں جو علماء کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں (اور ان سے راہنمائی لے کر اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں)

دوسری حدیث میں ہے کہ

خیر الامراء الذین یاتون العلماء

(اتحاف السادۃ المتقین ج۲ ص۱۲۵)

ترجمہ:۔

سب سے بہتر امراء وہ ہیں جو علماء کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں اور ان سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

پہلی حدیث میں **خیار** کا لفظ ہے اور دوسری حدیث میں اس کی بجائے **خیر** کا لفظ ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حکمرانوں کو اور امراء کو علماء سے رابطہ رکھنا چاہیے اور ان کے مشوروں پر چلنا چاہیے تا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب رہیں۔

مغلیہ کے دور کے بادشاہ جو عرصہ دراز تک باشاہت پر فائز رہے انکی وجہ ان

کی علماء سے نیازمندی اور محبت و دوستی تھی جس حکمران نے علماء سے دوستی کی اور ان کے کہنے پر چلا اس کا اقتدار طویل ہوا اور جس نے علماء سے دوری اختیار کی اس کا اقتدار تھوڑا ہی عرصہ رہا۔

﴾اللہ کی طرف بلانا﴿

خیار امتی من دعا الی اللہ تعالی

(کنزالعمال ج۱۰ ص۱۵۲ حدیث نمبر ۵۱، ۴۳، ۲۴۰۶۹، ۲۸۷۷۹)

ترجمہ:۔

میری اُمت میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو اللہ تعالی کی طرف بلائے۔

یعنی اللہ کے دین کی طرف بلائے اور دین کی تبلیغ کرے اور ظاہر ہے کہ دین کی تبلیغ علماء ہی کرتے ہیں اس لئے علماء ساری امت میں سب سے بہتر اور سب سے افضل ہیں۔

﴾تبلیغ کا کام﴿

تبلیغ کا کام بہت اہمیت رکھتا ہے اس لئے یہ علماء کا ہی کام ہے اور عوام جو تبلیغ کرتے ہیں وہ محدود تبلیغ ہے۔

﴾تبلیغ یا تلقین﴿

بلکہ یہ تبلیغ نہیں تلقین ہے تبلیغی جماعت کے سادہ لوح مسلمان تبلیغ کے شوق

میں نکل کر وطن سے دور بستی بستی ، گاؤں گاؤں اور شہر شہر پھرتے ہیں بیوی اور
بچوں کو اکیلے چھوڑ جاتے ہیں مہینوں سالوں باہر رہتے ہیں ، بلکہ کئی لوگوں کے عزیز و
اقارب حتی کہ ماں باپ تک ان کے پیچھے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں ، کئی لوگوں کی
بیویاں اور کئی ایک کے بچے تک بے یار و مددگار اور طرح طرح کی پریشانیوں کا شکار
ہوتے ہیں مگر ان کے گھر کا سہارا اپنے گھر کی ذمہ داریوں سے بے نیاز تبلیغ کے شوق
میں وطن سے دور مارا مارا پھرتا ہے یہ کوئی تبلیغ نہیں ایسی تبلیغ جس سے گھر کے زیر
کفالت لوگ پیچھے پریشانیوں میں مبتلا ہو جائیں ، تبلیغ نہیں بلکہ زیر کفالت افراد کو بے
یار و مددگار چھوڑنے پر گناہ ہے پھر تبلیغ تو علماء کا کام ہے جو وہ اپنے اپنے مراکز میں
کر رہے ہیں ، یہ مسجدوں میں نمازیوں کو تبلیغ کا فلسفہ نا قابل فہم ہے بلکہ حدیث شریف
میں ہے کہ **تعلموا العلم وعلموه الناس** کہ علم پڑھو اور اسے دوسروں کو
پڑھاؤ۔ پر تبلیغی لوگ عمل نہیں کرتے علم دین حاصل کرنا جوان پر فرض ہے اس کے
تارک ہیں اور تبلیغ جوان پر فرض نہیں ہے اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں یہ کیسی عقل اور
کیسی سمجھ ہے۔

اللہ کی رحمت ہو

امام حافظ ابن عبد البر نے اپنی سند کے ساتھ حدیث روایت کی ہے رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا

علی خلفائی رحمة الله

کہ میرے خلیفوں جانشینوں پر اللہ کی رحمت ہو۔

عرض کی گئی آپ کے خلیفے کون ہیں؟ فرمایا علماء جو میری سنت کو زندہ کریں
گے اور اللہ کے دوسرے بندوں کو میری سنت اور میرے طریقے کی تعلیم دیں گے۔

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۲)

ثمرۂ ایمان

امام حاکم نے اپنی تاریخ نیشاپوری میں سند کے ساتھ حضرت ابو درداءؓ سے
روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

الایمان عریان و لباسه التقوىٰ و زینته الحیاء و ثمرته العلم

(احیاء علوم الدین للغزالی ج ۱ ص ۱۲)

ترجمہ:۔

کہ ایمان بے لباس ہے اور اس کا لباس تقوی ، پرہیز گاری اور خدا خوفی ہے
اور اس کی زینت و خوبصورتی شرم و حیاء ہے اور اس کا پھل علم ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک متقی و پرہیز گار اور صاحب شرم و حیاء (باطن میں
اللہ سے ڈرنے والا) اور علم قرآن و سنت رکھنے والا انسان ہی انسان کامل ہے۔

فقیہ

امام حافظ ابن عبد البر نے اپنی سند کے جامع بیان العلم والعلماء میں حضرت
عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میری سنت کو
(عمل) سے (تعلق رکھنے والی) چالیس حدیثیں محفوظ کر کے انہیں آگے میری امت

کے لوگوں تک پہنچائیں **كنت له شفيعا و شهيدا يوم القيامة** تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کرونگا اور اس (کے دین وایمان) کا گواہ ہوگا۔

(احیاء العلوم ج ا ص ١٦)

ایک دوسری حدیث میں جیسے امام حافظ ابن عبد البرؒ نے سند سے روایت کیا یوں ہے کہ جس نے میری امت (کے علماء) سے چالیس حدیثیں اٹھائیں یعنی انہیں یاد کیا وہ قیامت کے دن اللہ تعالی سے شریعت کے احکام سے باخبر عالم کی حیثیت سے ملے گا۔

(احیاء العلوم ج ا ص ١٦)

امراء علماء کے دروازہ پر

حضرت سالم بن ابی الجعدؒ فرماتے ہیں کہ میرے مالک نے مجھے تین سو درھم میں خریدا پھر آزاد کردیا۔ میں نے آزاد ہونے کے بعد سوچا کہ میں کونسا کمال حاصل کروں تو میں نے سوچ کر علم حاصل کرنا شروع کردیا اور بڑا عالم ہوگیا ابھی ایک سال نہ گزرا کہ مدینے کا گورنر بھی مجھے ملنے کے لئے میرے دروازہ پر آیا اور مجھ سے ملنا چاہا مگر میں نے اسے ملاقات کا وقت نہ دیا اور وہ چلا گیا۔

(احیاء العلوم ج ا ص ١٩)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمانہ کے حکمران علم دین اور علماء دین کی کس قدر قدر کرتے تھے کہ ان کے دروازوں پر حاضر ہوتے ان سے علم کے موتی حاصل کرتے اور آج اس کے برعکس ہے کہ علماء کو اپنے ہاں بلوایا جاتا ہے اس لئے تو

ان حکمرانوں کی عوام میں کوئی قدر ومنزلت نہیں ہے۔

حکمرانوں کے حکمران

امام ابو الاسود استاذ امام حسنؓ وحسینؓ فرماتے ہیں کہ

علم سے بڑھ کر کوئی عزت والی چیز نہیں اور بادشاہ لوگوں کے حکمران ہیں اور علماء باشاہوں کے حکمران ہیں۔

الملوك حكام على الناس و العلماء حكام على الملوك

(احیاء العلوم ج ا ص ١٨)

ترجمہ:۔

یعنی بادشاہ لوگوں کے حکمران ہیں اور علماء بادشاہوں کے حکمران ہیں۔

حضرت زبیر بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ میں عراق میں تھا میرے والد نے مجھے خط لکھا کہ ہر صورت علم حاصل کرو کیونکہ اگر تمہیں مال کی ضرورت ہوگی تو یہ علم تیرے لئے مال ہوگا (کہ اس کی برکت سے لوگ خود بخود تمہیں مال پیش کریں گے) اور اگر تمہیں مال کی حاجت نہ ہوگی تو علم تیرے لئے جمال (حسن) ہوگا

(احیاء العلوم ج ا ص ١٩)

عالم کو دیکھنا عبادت ہے

امام العارف عمدة المحققين مجدد الملة والدین شاہ احمد رضا خانؒ کے والد ماجدؒ نے امام غزالیؒ کے حوالہ سے حدیث نقل فرمائی کہ

نظرة الى العالم خير من صلوة عام و صيامه۔

(فضل العلم و العلماء ص ۶۸)

ترجمہ:۔

عالم کو ایک نظر دیکھنا سال بھر کی نماز و روزہ سے بہتر ہے۔

امام سمعان بن المہدی محدثؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

نظرة فی وجه العالم احب الی الله تعالی من عبادة ستين سنة صياما وقياما

ترجمہ:۔

عالم دین کے چہرے پر ایک نگاہ ڈالنا ساٹھ سال کی نمازوں اور روزوں اور رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرنے سے بڑھ کر اللہ تعالی کو پسند ہے اور امام دیلمی نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً ان لفظوں سے حدیث نقل کی ہے۔

النظر الی وجه العالم عبادة

کہ عالم دین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے پھر فرمایا

وكذا الجلوس معه و الكلام

کہ اسی طرح عالم دین کے ساتھ بیٹھنا اور اس سے بولنا بھی عبادت ہے

(مسند الفردوس دیلمی ج۴ص ۲۹۴) (اما قول العجلونی لایصح شئی من ذلک كله فالمراد كونه صحيحا لذاته على شرائط المحدثين فلا يلزم منه نفی كونه صحيحا لغيره .قادری) كشف الخفاج ۲ص۳۱۸)

علماء کا انجام

صحیح بخاری و ترمذی شریف میں ہے کہ اللہ تعالی جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے شریعت (قرآن وسنت کے احکام) کا علم دیتا ہے۔

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۶)

الاشباہ والنظائر میں امام ابن نجیم مصریؒ لکھتے ہیں کہ قرآن وسنت کے عالم کے سوا کوئی بھی اپنے انجام سے واقف و باخبر نہیں ہوتا کیونکہ عالم کا انجام حضرت محمد ﷺ نے بتا دیا کہ باخیر و عافیت اور سلامتی و ایمان کے ساتھ ہے کیونکہ اللہ نے اسے قرآن وسنت کا علم عطا فرما کر اسے بہت بڑی خیر و برکت عطا فرما رکھی ہے۔

(الاشباہ و النظائر ص ۳۸۹)

ایک خواب

فضل العلم والعلماء میں فتاوی درمختار کے حوالہ سے امام اسمٰعیل بن ابی رجاءؒ سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد رشید امام محمدؒ کو خواب میں دیکھا حال پوچھا، فرمایا مجھے اللہ تعالی نے بخش دیا اور فرمایا کہ اگر میں نے تجھے عذاب دینا ہوتا تو تجھے عالم دین نہ بناتا۔

(فضل العلم و العلماء، ص ۶۸)

عالم دین کی مجلس میں حاضری

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

حضور مجلس عالم افضل من صلوة الف ركعة و عيادة الف مريض و شهود الف جنازة

ترجمہ:۔

عالم دین کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت نفل، ایک ہزار بیمار کی بیمار پرسی اور ایک ہزار جنازوں کی نماز میں حاضر ہونے سے بہتر ہے۔

پھر عرض کی گئی اے اللہ کے رسول ﷺ! عالم دین کی مجلس میں حاضر ہونا قرآن کریم کی قراءت (تلاوت) سے بہتر ہے (زیادہ ثواب ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا

وهل ينفع القرآن الا بالعلم ؟

ترجمہ:۔

اور کیا قرآن علم کے بغیر نفع دیتا ہے؟

یعنی پورا نفع نہیں دیتا۔ قرآن سے پورا نفع حاصل کرنے کے لئے عالم دین کی مجلس میں حاضری ضروری ہے اس کے بغیر قرآن سے نفع نہیں اٹھایا جاسکتا۔

(احیاء علوم الدین ج ۱ ص ۱۹ .فضل العلم و العلماء ۱۹)

انسان کامل

امام طبرانی نے معجم کبیر میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اور امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اور امام ابونعیم نے حضرت ابوالدرداء سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

الناس عالم و متعلم ولا خير فيما بينهما من الناس

(مسند الفردوس ج۴ ص۲۹۸)

الناس رجلان عالم و متعلم ولاخير فيما سواهما

(فيض القدير ج۶ ص ۲۹۲)

انسان کامل عالم ہے اور طالب علم اور ان دو کے سوا دوسرے لوگوں میں (کامل) بھلائی نہیں ہے

الناس ثلاثة عالم و متعلم والثالث همج لاخير فيه

(حلية الاولياء ج۱ ص۲۱۲ و فيض القدير شرح جامع صغير ج۳ ص۹۳)

ترجمہ:۔

• لوگ تین (قسم) ہیں عالم اور طالب علم (یہ تو کامل عقل والے لوگ ہیں)

اور جو تیسرے ہیں کہ نہ عالم ہیں اور نہ طالب علم وہ کامل عقل والے نہیں ہیں اور اس

میں بھلائی نہیں ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یوں مروی ہے کہ

الناس رجلان مؤمن و جاهل فلا تردوا المؤمن ولا تجاوروا الجاهل

(مسند الفردوس ج۴ ص۳۰۴)

لوگ دو ہی ہیں ایک مومن (عالم) اور دوسرا (مومن) جاہل یعنی غیر عالم۔ تو تم مومن عالم کو نہ ٹھکراؤ (اسے اپنے سے دور نہ کرو بلکہ اس سے عقیدت و محبت رکھو اور اس کی ھدایت پر عمل کرو) اور مومن غیر عالم سے دور رہو یعنی اس سے مشورے نہ لو اور نہ ہی اسے قابل بھروسہ سمجھو۔

عالم دین کے پیچھے نماز پڑھنے کا درجہ

ایک حدیث میں ہے کہ

من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی۔

(فتاوی شامی ج ۱ ص ۵۶۲ و نصب الرایه للزیلعی ج ۲ ص ۲۶)

ترجمہ:۔

جس نے پرہیزگار عالم دین کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے اللہ کے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔

پرہزگار عالم سے مراد صحیح العقیدہ اہل سنت مسلک کا عالم دین ہے، اس کے

پیچھے نماز پڑھنا ایسے ہے جیسے اللہ کے نبی کے پیچھے نماز پڑھنا اس لئے علماء دین کو خود امامت کرانا چاہئے تا کہ ان کو امامت کا ثواب ملے اور قوم کو بھی زیادہ ثواب ملے ۔ایک حدیث میں ہے عالم دین امامت کرائے تو اسے ایک نماز کی امامت کا ثواب ایک سو نمازوں کے برابر ثواب ملتا ہے

(طحطاوی شرح مراقی الفلاح)

علماء اللہ اور بندوں کے درمیان وسیلہ ہیں

حدیث شریف میں ہے کہ

ان سرکم ان یقبل الله صلوتکم فلیئو مکم خیارکم فانهم و فدکم فیما بینکم و بین ربکم

(المستدرك للحاكم ج۳ ص۲۲۲ و جمع الجوامع ۷۱۵۱)

ترجمہ:۔

اگر تمہیں یہ بات اچھی لگے کہ اللہ تمہاری نماز قبول کرے تو تم میں بہتر لوگ (علماء) تمہارے امام ہوں بے شک علماء تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان وسیلہ ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امامت کا منصب علماء کے لئے ہی ہے اور اگر عالم دین نہ ہو تو مجبوری کی صورت میں کوئی بھی باشرع آدمی امامت کرا سکتا ہے جبکہ اس کا عقیدہ صحیح ہو لیکن جہاں عالم دین موجود ہو وہاں امامت کرانے کا حق اسی کا ہے اور اگر مقامی امام بھی عالم دین ہے تو دوسرے عالم دین کے مقابلہ میں اس کا حق زیادہ ہے

ہاں وہ باہر کے عالم کو اس کی عزت افزائی کے لئے اپنا حق دے سکتا ہے یا باہر کا عالم بڑا ہو تو بڑے عالم کا امامت کرانا افضل ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ

خیار کم من تعلم القرآن و علمه

(مسند امام احمد ج ا ص ۱۵۳)

ترجمہ:۔

تمہارے خیار (بہترین لوگ) وہ ہیں جو قرآن کا علم پڑھیں اسے دوسروں کو پڑھائیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ

خیار امتی علماء ها

(کنزالعمال حدیث نمبر ۲۸۷۷۸ و حلیة الاولیاء ج۸ص۱۸۸)

ترجمہ:۔

میری امت میں بہترین لوگ ان کے علماء ہیں۔

لہذا جو نمازیں علماء دین کے پیچھے پڑھی جائیں وہ مقبول ہوتی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ

الشیخ فی جماعته کالنبی فی قومه

(کشف الخفاء ج۳ ص۲۲، تذکرة الموضوعات ۲۰، الاسرار المرفوعة ۲۲۹)

ترجمہ:۔

قرآن وسنت کا ماہر عالم اپنی جماعت میں ایسے ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔



شیخ کا معنی ہے بزرگ اور بڑا، اور بڑا وہ ہے جسے اللہ تعالی نے قرآن وسنت کے علم کی دولت ونعمت دے کر بڑائی بخشی ہے ایسا شخص اپنے شاگردوں، مریدوں اور عقیدتمندوں کی جماعت میں ایسے ہے جیسے نبی امت میں یعنی جیسے نبی امت میں محبوب اور واجب الاتباع ہے ایسے نبی ﷺ کے طفیل آپ ﷺ کی امت کا عالم اپنے شاگردوں، مریدوں اور عقیدتمندوں میں محبوب اور واجب الاتباع ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ

الشیخ فی اهله کالنبی فی امته

(کنز العمال ۴۲۱۳۲، کشف الخفاء ج۲ ص۲۲)

ترجمہ:۔

قرآن وسنت کا عالم اپنے پیروکاروں میں ایسے ہے جیسے اللہ کا نبی اپنی امت میں۔

اور ایک حدیث میں

کالنبی فی قومه بھی آتا ہے

(اتحاف السادة المتقین ج ا ص ۳۵۰)

حضرت ابراهیم علیہ السلام کو اللہ تعالی کا حکم ہوا کہ ابرهیم میں علیم (علم والا) ہوں اور علم والے کو پسند کرتا ہوں یعنی علم میری صفت ہے اور جو میری صفت رکھتا ہے وہ میرا محبوب ہے۔

صدقہ جاریہ

حدیث شریف میں ہے جب انسان کا انتقال ہوتا ہے تو اس کے بعد اس کی نیکیوں کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے مگر تین نیکیاں ایسی ہیں جن کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے ایک صدقہ جاریہ مثلاً کنواں کھدوانا یا نلکا لگوانا یا نہر جاری کرنا جس سے لوگ پانی حاصل کریں یا سڑک بنوانا یا ھسپتال یا مسجد یا مدرسہ بنوانا جہاں دین کی تعلیم دی جائے یا دینی لائبریری قائم کرنا جس سے علماء وطلباء اور دوسرے مسلمان فائدہ اٹھائیں یا مسجد یا مدرسہ کے لئے دوکان یا زمین یا کوئی ایسی جائداد وقف کرنا جس سے مدرسہ کے اخراجات پورے ہوتے رہیں یہ سب سے افضل صدقہ جاریہ ہے کیونکہ دینی مدرسوں کا قائم رکھنا اور وہاں سے حافظ، قاری اور عالم پیدا کرنا ایک ایسا نیک کام ہے کہ اس کے برابر کوئی نیک کام نہیں مگر لوگ اس بڑی شان والے نیک کام سے باخبر نہیں ہیں۔

دوسرا اپنے پیچھے علم چھوڑ جانا جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں مثلاً کتابیں لکھنا ان کو چھپوانا اور لوگوں تک پہنچانا یا شاگرد علماء پیدا کرنا یہ بھی صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب انسان کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہے گا۔

تیسرا نیک بچہ چھوڑ جانا جو دین کا کام کرتا ہو۔

(مشکوۃ کتاب العلم و فضل العلم و العلماء ۲۹ و صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۱)

حضرت علی کرم اللہ وجھہ فرماتے ہیں کہ عالم دین روزہ دار شب بیدار مجاھد سے افضل و بہتر ہے (احیاء علوم الدین ج ۱ ص ۱۸)

تلاوت قرآن یا درس قرآن

کسی نے مجتہد ابو بکرؒ سے پوچھا کہ قرآن کریم کی تلاوت بہتر ہے یا قرآن و سنت کی روشنی میں فقہی مسائل و احکام شریعت کا درس دینا؟ فرمایا امام ابو مطیع کا فرمان منقول ہے کہ احکام شریعت کا درس دینا یا سننا تو بڑی بات ہے فقہ کی کتابوں کی محض زیارت کرنا بھی ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

(فضل العلم و العلماء ۲۹)

صحابی رسول ﷺ حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ

لان اتعلم مسئلة احب الی من قیام لیلة (احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۰ و فضل العلم الشریف ۵۱)

ترجمہ:۔

مجھے شریعت کا ایک مسئلہ سیکھنا رات بھر کی عبادت کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

عالم کی موت

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں

موت الف عابد قائم الیل صائم النھار اھون من موت عالم بصیر بحلال اللہ و حرامہ

(احیاء علوم الدین ج ۱ ص ۲۰)

ساری رات کھڑے ہوکر عبادت کرنے اور دن بھر روزے رکھنے

والے ایک ہزار عبادت گزاروں کا مرنا ایک عالم دین جو قرآن وسنت کی روشنی میں اللہ کے حلال وحرام کو جانتا ہے، کی موت کے برابر نہیں۔

یعنی ایسے ایک ہزار عبادت گزار کی موت اس قدر بڑی بات نہیں جس قدر قرآن وسنت کی روشنی میں حلال وحرام کے جاننے والے عالم کی موت بڑی بات ہے۔

برادران اسلام! ہمیں علماء کی قدر کرنی چاہئے اور ان کے وجود کو اللہ کی نعمت عظمیٰ جاننا چاہئے اور اپنے بچوں کو اسقدر عربی زبان اور دیگر ضروری علوم کی تعلیم ضرور دلوانی چاہئے جس سے ہمارے بچے قرآن وسنت کی روشنی میں اللہ تعالی کے حلال وحرام سے اچھی طرح واقف ہوجائیں اور بہتر ہے کہ بچے کو درس نظامی کی پوری تعلیم دلائی جائے تا کہ وہ عظیم الشان عالم ہوجائے۔

الغرض:۔ آخر میں غرض ومقصد کلام یہ ہے کہ علم دین کی شان میں بڑی بڑی فضیلت والی اور بھی حدیثیں اور بے شمار فضائل ہیں بات اتنا ہے علم کی فضیلت وعظمت میں اسقدر حدیثیں کافی ہیں یہ اللہ تعالی کی اور اس کے فضل سے اس کے رسول ﷺ کی صفت ہے۔ دونوں جہانوں کی ترقی، سعادت اور دونوں جہانوں کا کمال علم سے ہی حاصل ہوتا ہے جو شخص قرآن وسنت اور شریعت کے علم سے خالی ہے وہ بہت بڑے کمال سے خالی ہے وہ بدقسمت ہے ہاں اس کے لئے اس کمال میں سے حصہ لینے اور اپنی بدقسمتی کو خوش قسمتی میں بدلنے کا طریقہ بھی ہے وہ یہ کہ علماء سے محبت کرنا شروع کریں اور محبت کا تقاضا انکی

مجلس، محفل میں حاضری اور ان کے ساتھ اللہ ورسول ﷺ کے مشن قرآن وسنت کی تعلیم کو فروغ دینے میں بھرپور مدد کرنا۔

بھاری بھرکم فیسوں والے لوگ اور کمرشل تعلیمی ادارے

آج ایک ایسا دور آگیا ہے کہ تعلیمی ادارے کمرشل بنیاد پر چلائے جاتے ہیں اور لوگوں کو سبز باغ دکھا کر بھاری بھرکم فیسیں وصول کر کے تعلیم دے رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ تعلیمی ادارے فیکٹریوں کی طرح مالکوں کو انکم (نفع) دے رہے ہیں یہ قوم کے ساتھ بڑی زیادتی بلکہ ظلم ہے سب کو معلوم ہے کہ قوم کی اکثریت غربت و افلاس کی زندگی گزار رہی ہے اکثر لوگوں کی آمدنی دو تین ہزار سے زیادہ نہیں ہے یہ لوگ بھاری بھرکم فیسیں ہرگز برداشت نہیں کر سکتے سوال یہ ہے کہ ان کے لئے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے کا کیا راستہ ہے؟ اللہ تعالی بھلا کرے علماء دین کا جنہوں نے دینی مدرسے قائم کر کے تعلیم کا مفت انتظام کر کے قوم کی اکثریت کے لئے بچوں کو تعلیم دلوانے کا راستہ کھول دیا بلاشبہ قوم کے غریبوں کو مفت تعلیم دے کر انہیں جہالت کے اندھیروں سے نکالنا سب سے بڑا جہاد ہے۔

اس افضل جہاد میں اپنی استطاعت وتوفیق خداوندی کے مطابق بھرپور حصہ لینا نہ صرف بہت بڑا اجر ہے بلکہ سب سے افضل صدقہ جاریہ بھی ہے کیونکہ قرآن و سنت کی مکمل تعلیم دینا قوم پر اللہ تعالی کا اہم فریضہ ہے اور قرآن وسنت کا مکمل نصاب (syllabus) درس نظامی (مکمل عالم کورس, Complete Alim Course) ہی ہے جو صرف اور صرف دینی مدرسوں میں پڑھایا جاتا ہے فیسیں لے

کرتعلیم دینے والے سکولوں میں نہیں پڑھایا جاتا اور نہ ہی حکومتی سکولوں ۔کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے۔

درس نظامی کیا ہے؟

سوال یہ ہے کہ درس نظامی کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے یہ درس نظامی مڈل کے بعد آٹھ سال کا کورس ہے جو ایم اے عربی، ایم اے علوم اسلامیہ (ڈبل ایم اے) کی حیثیت سے حکومت پاکستان یونیورسٹی گرانٹس کمشن کی طرف سے منظور شدہ ہے اس کے بعد (کسی بھی یونیورسٹی سے) پی ایچ ڈی کر سکتے ہیں سکولوں کالجوں اور یونیورسٹوں میں استاذ، لیکچرار اور پروفیسر لگ سکتے ہیں اور لگے ہوئے ہیں نیز مقابلہ کا امتحان پاس کر کے انتظامیہ میں بھی جاسکتے ہیں۔ اور اس تعلیم میں ڈبل فائدہ ہے دین (قرآن وسنت) کے علوم پر مکمل عبور بھی اور دنیا کی تعلیم بھی کیونکہ درس نظامی کے ساتھ میٹرک، ایف اے، بی اے، بھی کیا جاسکتا ہے۔

جبکہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی تعلیم میں صرف دنیاوی تعلیم دی جاتی ہے دینی تعلیم یا عربی کی تعلیم برائے نام ہے اس سے نوکری تو مل سکتی ہے قرآن وسنت کے علوم پر عبور حاصل نہیں ہوتا جبکہ مسلمانوں کے لئے یہ تعلیم انتہائی ضروری ہے چنانچہ شاعر امت جناب اکبر الہ آبادی کہتے ہیں۔

یہ بات تو کھری ہے ہر گز نہیں کھوٹی
عربی میں ہے نظم ملت، بی اے میں صرف روٹی

آج یہ حقیقت آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ کالجوں اور

یونیورسٹیوں کے سند یافتہ بے شمار لوگ بے روزگار اور فارغ و بے کار پھر رہے ہیں ان کو نوکری نہیں ملتی لیکن ان کے مقابلہ میں آپ کو ایک پختہ حافظ، قاری یا عالم ایسا نہیں ملے گا جو بیکار پھر رہا ہو الحمد اللہ اس علم والوں کو دنیا میں جو عزت حاصل ہے اور جو آخرت میں حاصل ہوگی وہ دنیاوی تعلیم والوں کو کبھی نصیب نہیں ہوسکتی نیز حدیث گزرچکی کہ

من طلب العلم لكفل الله برزقه

ترجمہ:۔

جس نے دین (قرآن وسنت) کا علم حاصل کیا اللہ اس کی روزی کا ذمہ دار ہے۔

گویا عالم دین کے مستقبل (فیوچر) کی خود اللہ نے ضمانت (گارنٹی) دی ہے۔

رزق کریم

کس کی روزی کا اللہ ذمہ دار نہیں ہے؟ سب کی روزی کا ذمہ دار اللہ ہی ہے لیکن اس دین کے علم کی برکت سے جو روزی ملتی ہے وہ احترام وعزت ووقار کی روزی ہے کہ مسلمان جس طرح ایک عالم دین کا احترام کرتے ہیں اس طرح کا کسی کا نہیں کرتے۔

علماء نہ ہوں تو؟

سیدنا امام حسنؓ نے فرمایا کہ

لولا العلماء لصار الناس مثل البهائم

ترجمہ:۔

اگر علماء نہ ہوں تو لوگ جانوروں کی طرح ہو جائیں

یعنی علماء دین کی تعلیم دے کر لوگوں کو جانوریت سے انسانیت کی طرف نکالتے ہیں۔ (احیاء العلوم ج ا ص ۲۰)

ماں باپ سے بڑھ کر مہربان

امام یحیی بن معاذؒ فرماتے ہیں کہ

العلماء ارحم بامة محمد ﷺ من آباء هم و امهاتهم۔

ترجمہ:۔

علماء کرام حضور نبی پاک ﷺ کی امت پر ان کے ماں باپ سے بڑھ کر مہربان ہیں۔

آپ سے پوچھا گیا وہ کیسے؟

آپ نے فرمایا کہ

لان آباء هم و امهاتهم يحفظونهم من نار الدنيا و

هم يحفظونهم من نار الاخرة

ترجمہ:۔

کیونکہ ان کے ماں باپ ان کو دنیا کی آگ سے بچاتے ہیں اور علماء کرام انہیں آخرت کی آگ (جہنم) سے بچاتے ہیں۔

اس لئے کہ علماء انہیں شریعت کی تعلیم دیتے اور ان پر عمل کراتے ہیں۔

خلافت الھیہ

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ انسان اشرف المخلوق ہے جو انسان اشرف المخلوق کو علم دیتا ہے وہ اشرف المخلوق کے دل و دماغ کی تکمیل کر رہا ہے اور انہیں پاک بنا رہا ہے تاکہ انسان اس کے ذریعے اللہ کے قرب کے قابل ہو جائے تو علم سکھانا بالخصوص قرآن و سنت کا علم جو اللہ کی وحی ہے اور اس کا اتارا ہوا ہے انسان کو یہ علم دینا ایک طرح سے عبادت ہے اور ایک طرح سے اللہ کی خلافت و نیابت اور قائم مقامی ہے بلکہ سب سے بڑی خلافت الھیہ ہے کیونکہ اللہ تعالی نے عالم کے دل پر علم کی صفت کو کھول دیا اور علم اس کی سب سے خاص صفت ہے تو عالم اللہ کا خزانچی ہے جو اس کی سب سے بڑھ کر خاص اور نفیس نعمت کا خزانہ اسکی اشرف المخلوق پر لٹاتا ہے تو اللہ تعالی کی طرف سے عالم کو اجازت ہے اور حکم بھی ہے کہ وہ اسکی یہ نعمت ہر شخص کو عطا فرمائے جو اس کا طلب گار ہو۔

(احیاء العلوم ج ا ص ۲۴)

پہلے قرآن وسنت کا علم پھر تصوف

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میرے مرشد حضرت سری سقطیؒ نے مجھے دعا دی اور فرمایا کہ

جعلك الله صاحب حديث صوفيا لا صوفيا صاحب حديث

ترجمہ:۔

اللہ تجھے حدیث کا عالم (پھر) صوفی بنائے۔ صوفی (پھر) حدیث کا عالم نہ بنائے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس نے پہلے حدیث اور علوم عربیہ پڑھے پھر تصوف کا علم پڑھا ''**افلح**'' وہ کامیاب ہوگیا اور جس نے حدیث اور دیگر علوم عربیہ سے پہلے تصوف پڑھا وہ بھٹک گیا۔

(احیاء العلوم ج ا ص ۳۲)

حضرت شاہ عبدالحقؒ محدث دھلوی اللمعات میں امام مالک کا فرمان نقل فرماتے ہیں۔

من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن جمع بينهما فقد تحقق۔

جس نے شریعت کا علم حاصل کیا اور تصوف نہ پڑھا تو بے شک وہ فاسق ہوگیا اور جس نے تصوف کا علم پڑھا اور شریعت کا نہ پڑھا وہ بے دین ہوگیا اور جس نے اپنے اندر دونوں علموں کو (ترتیب کے مطابق) جمع کرلیا اس نے حق ادا کردیا

صاحب تحقیق ہوگیا اور حق کو پالیا۔

فاسق

یہ جو فرمایا گیا ہے کہ جس نے فقہ (شریعت) کا علم پڑھا اور تصوف نہ پڑھا وہ فاسق ہوگیا یہاں فاسق سے مراد نافرمان ہے وہ نافرمان ہوگیا یعنی اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بندے کو عمل واخلاص کے راستہ پر چلنے کا حکم دیتے ہیں اور عمل واخلاص کا بہترین سبق تصوف سے ملتا ہے رہا یہ سوال کہ تصوف کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ

تصوف

تصوف ,,صفا'' سے ہے اور صفا کا معنی صاف ستھرا ہونا ہے یعنی دل کو اور دماغ کو پہلے غیر شرعی خیالات سے پاک کرنا، حرص سے، ہوس سے حسد سے سب ناجائز خیالات وغلط تصورات سے مکمل طور پر پاک کرنا۔

اس کے بعد دوسرا قدم ہے اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کو اپنے اوپر غالب کرنا اس کے بعد تیسرا قدم احسان کا ہے کہ جو عبادت کرے اس طرح کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور کم از کم یہ تو سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے جب ایک مسلمان کوئی عبادت کرے خواہ قولی عبادت ہو یا بدنی عبادت ہو اس اخلاص کے ساتھ کرے تو اس عبادت سے اسکی ترقی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوجاتا ہے اور قرب ہی مقصود عبادت ہے اور اس طرف مکمل طور پر

مرشد ہی لگاتا ہے اس لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے

و ابتغوا الیه الوسیلة

(المائدہ)

کہ اللہ کے عرفان اور اس کے قرب کے حصول (مرشد) کا وسیلہ ڈھونڈو

اور فرمایا

کونوا مع الصادقین

کہ صدق وصفا والے بندوں کے ساتھ ہو جاؤ اور ان کا دامن پکڑ لو اور فرمایا

ومن یضلله فلن تجد له ولیا مرشدا

کہ جسے اللہ تعالی بھٹکائے تو تم اس کا کوئی مرشد ہرگز نہ پاؤ گے۔

معلوم ہوا بھٹکتا وہی ہے جس کا کوئی (قرآن وسنت کا ماہر عالم وفاضل صحیح العقیدہ) ولی مرشد نہ ہو

بلکہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ

من لا شیخ له فالشیطان شیخه

ترجمہ:۔

جس کا مرشد نہ ہو شیطان اس کا مرشد ہے

یعنی اس کا مرشد نہ پکڑنا یہ بھی ایک ایسی بات ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی قرآن وسنت کے عالم وفاضل صاحب سلسلہ کو مرشد بنائے کیونکہ جب کوئی ایسا مرشد بنائے گا تو مرشد اسے سیدھا راستہ پر چلائیگا اور یہ شیطان کے مشن کے خلاف ہے اس لئے صوفیہ فرماتے ہیں

من بایع شیخا عارفا فأیس منه الشیطان

کہ جس نے قرآن وسنت کے عالم وفاضل اور صاحب سلسلہ ہستی کو مرشد بنالیا شیطان اس سے ناامید ہوگیا۔

یہ بھی قطعا ایک حقیقت ہے کہ مرشد ہونے کے لئے عالم ہونا ضروری ہے عالم ہی اس قابل ہوتا ہے کہ اسے مرشد بنایا جائے جبکہ وہ صاحب سلسلہ ہو صحیح العقیدہ اہل سنت ظاہر شرع کا پابند ہو ایسے عالم سے بہتر کوئی ہستی نہیں ہے۔

﴿سب سے افضل﴾

امام جمال الدین محمد بن عبدالرحمن متوفی ۸۰۷ھ اپنی کتاب

نشرطی التعریف فی فضل حملة العلم الشریف میں فرماتے ہیں کہ

قد شرف الله سبحانه - وله الحمد العلم والعلماء و جعلهم افضل من تحت ادیم السماء

(ص ۱۳)

ترجمہ:۔

بے شک اللہ تعالی نے علم اور علماء کو عظمت وبزرگی دی اور ان کو آسمان کی چھت کے نیچے سب مخلوق میں افضل بنایا۔

﴿واجب الاطاعت﴾

پھر لکھتے ہیں کہ

واوجب الله تعالی علی جمیع عباده و علی الملوك الذین مکنهم الله فی بلاده طاعة العلماء و الانقیاد لامرهم و جعلهم حجة علی خلقه باسرهم و هم خلفاء الله و خلفاء رسله فی ارضه

(نشرطی التعریف ص۱۴)

اللہ تعالی نے اپنے تمام بندوں پر اور ان کے بادشاہوں اور حکمرانوں پر جنہیں اس نے اپنی زمین پر حکومت بخشی سب پر علماء کی فرمانبرداری اور ان کے حکم کی پیروی فرض کی اور ان کو اپنی ساری مخلوق پر حجت بنایا اور علماء اللہ کی زمین پر اس کے رسولوں کے نائب وقائم مقام ہیں۔

﴿ہر قدم پر سال کی عبادت کا ثواب اور جنت کا شہر﴾

امام ابواللیث نے اپنی سند کے ساتھ حدیث روایت فرمائی کہ جب کوئی شخص قرآن وسنت کا علم سیکھنے کے لئے عالم دین کے دروازہ پر جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے ہر قدم پر ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے اور اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے لئے جنت میں ایک شہر بناتا ہے اور وہ زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لئے بخشش کی دعا کرتی ہے اور صبح وشام اس حال میں کرتا ہے کہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہے اور فرشتے اس کے لئے گواہی دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ قرآن وسنت کا علم حاصل کرنے والے دوزخ

سے آزاد ہیں۔ (نشرطی التعریف ص۳۴)

﴿تعظیم﴾

امام ابونعیم نے حلیۃ میں اپنی سند کے ساتھ حدیث روایت کی ہے حضور علیہ ﷺ نے فرمایا

لیس منا من لم یجل کبیرنا و یرحم صغیرنا و یعرف لعالمنا حقه

(نشرطی التعریف ص۳۴)

جو ہمارے بڑوں کی تعظیم اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم دین کو نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں ہے

﴿عالم کا حق﴾

عالم کا حق کیا ہے؟ پچھلی احادیث کی روشنی میں واضح ہو چکا کہ عالم دین کا حق یہ ہے کہ بحیثیت اللہ ورسول کے نائب ہونے کے اسکی اطاعت وفرمانبداری کی جائے اور اس کا فرمان مانا جائے اور اس سے محبت کی جائے اس کو سب سے مقدم سمجھا جائے سب سے افضل مانا جائے اور اسے سب پر ترجیح دی جائے کہ انبیاء کے بعد اسی کا مقام ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ

علماء ہی اولیاء ہیں

فالعلماء هم ورثة الانبياء و هم قدوة الاتقياء بل هم صفوة الاولياء

(نشرطی التعریف ص۳۵)

ترجمہ:۔

پس علماء ہی پیغمبروں کے وارث ہیں علماء ہی پرہیزگاروں کے امام ہیں بلکہ علماء ہی اللہ کے چنے ہوئے اولیاء ہیں۔

امام نوویؒ اپنی کتاب ''**التبیان**'' میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ

ان لم یکن العلماء اولیاء الله فلیس لله ولی

ترجمہ:۔

اگر علماء اولیاء اللہ نہیں ہیں تو اللہ کا کوئی بھی ولی نہیں ہے۔

(نشرطی التعریف ص۳۵)

اور امام حافظ خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام خلیل بن احمدؒ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ

ان لم یکن اهل القرآن و الحدیث اولیاء الله فلیس لله فی الارض ولی

(نشرطی التعریف ص۳۵)

ترجمہ:۔

اگر قرآن وحدیث کے علم والے اولیاء اللہ نہیں ہیں تو زمین پر اللہ کا کوئی ولی نہیں ہے۔

اس کے بعد امام جمال الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن عمر حبیشیؒ متوفی ۷۸۰ھ فرماتے ہیں۔

عالم دین رسول ﷺ کی امت میں اللہ کا نائب وخلیفہ ہے اور وہ اللہ کے اور اس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہے وہ اللہ کی طرف سے لوگوں کو حرام وحلال اور غلط اور صحیح بتاتا ہے اور اللہ کا نمائندہ ومبلغ ہے اور رسول اللہ ﷺ کا بھی نمائندہ ہے یہ سب مرتبوں سے اونچا اور انتہائی بلند رتبہ ہے۔

(نشرطی التعریف ۳۶)

حضرت معاویہؓ

سیدنا امیر معاویہؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں حج کے لئے وادی بطحا میں اترے آپ کے ساتھ آپ کی بیوی فاختہ بنت قرظہ بھی تھیں لوگ جا رہے تھے آپ کا گذر ایک عالم کے پاس سے ہوا جسے لوگوں نے گھیرا ہوا تھا اور وہ اس عالم سے اپنے اپنے ایسے دینی مسائل پوچھ رہے تھے جن میں وہ الجھے ہوئے تھے اور وہ عالم انہیں جواب دیتے تھے حضرت معاویہؓ نے اپنی بیوی سے فرمایا تیرے باپ (کے رب) کی قسم یہ ہے شرف وعظمت اور اونچا مقام ومرتبہ۔ اللہ کی قسم عالم دین ہونا دنیا وآخرت دونوں جہانوں کا سب سے بلند مرتبہ ہے۔

(نشر طی التعریف ص۳۷)

امام چیشتیؒ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

بے شک حضرت معاویہؓ نے سچ فرمایا کیونکہ عالم دین دنیا میں پیغمبروں کے قائم مقام ہے بے شک عالم دین امت کا چراغ اور بالاتفاق امت کی روشنی ہے جوان کے لئے احکام بیان فرماتا ہے اور حلال وحرام بتاتا اور لوگوں کو اپنے فتوے کے ذریعے گناہوں سے نکالتا اور شریعت کے احکام ان کے لیے واضح فرماتا ہے۔

(نشرطی التعریف۳۷)

امام ابوعمرو بن صلاحؒ اپنی سند کے ساتھ امام حضرت سھل بن عبداللہ تستریؒ سے روایت کرتے ہیں حضرت سھل بن عبداللہ تستریؒ اولیاء اللہ میں سے تھے صاحب علم وکرامت تھے انہوں نے فرمایا۔

جس نے پیغمبروں کی مجالس ومحافل کو دیکھنا ہو تو وہ علماء کی مجالس ومحافل کو دیکھے۔ایک شخص آتا ہے اور عالم دین سے عرض کرتا ہے، حضرت جی! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فتوی دیتے ہیں جس نے اپنی بیوی پر طلاق کی اس طرح قسم کھائی تو وہ فرماتے ہیں اس کی بیوی کو طلاق ہوئی (اسی طرح کے طرح طرح کے مسائل لوگ پوچھتے ہیں اور عالم دین ان کو جواب دیتا ہے) اور یہ تو پیغمبروں کا درجہ ہے لوگو! تم علماء کے درجہ کو اوران کے حق کو پہچانو!

(نشرطی التعریف ص۳۷)

امام ابواللیث

امام ابواللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں۔

علماء زمین کے چراغ ہیں اور ہر عالم اپنے زمانہ کا چراغ ہے جس سے اس کے زمانہ والے روشنی حاصل کرتے ہیں عالم ایک میٹھے چشمے کی طرح ہے جس کا نفع دائمی ہے، اور عالم رحمت کی بارش کی طرح ہے کہ وہ جہاں پڑی نفع دیا عالم چراغ کی طرح ہے جو اس سے گذرا اس نے روشنی حاصل کی اور عالم ایک شفاء بخش پانی کے چشمہ کی طرح ہے جس سے دور والے فائدہ اٹھاتے اور قریب والے غفلت میں رہ کر اس کو چھوڑے رکھتے ہیں اور اسکی پرواہ نہیں کرتے پھر چشمہ کا پانی زمین کے نیچے چلا گیا جبکہ ایک قوم اس سے فائدہ اٹھا چکی اور دوسری قوم افسوس کے ہاتھ ملتی رہ گئی۔

(نشرطی التعریف۳۸)

علماء کی موت لوگوں کی موت ہے

امام ثعالبیؒ نے اللہ تعالی کے فرمان

اولم یروا انا ناتی الارض ننقصہامن اطرافھا

(سورۃ رعد آیت ۴۱)

ترجمہ:۔

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اس کے اطراف (کناروں) سے کم کرتے آرہے ہیں کی تفسیر میں حضرت عطاءؒ کا قول روایت فرمایا اس سے روئے زمین کے علماء وفقہاء کی موت مراد ہے حضرت سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے انہوں نے

فرمایا کہ

علامة هلاك الناس هلاك علماء هم فان بهم صلاح الدين و قمع المعتدين و معرفة رب العالمين

(نشرطی التعریف ۳۹)

ترجمہ:۔

لوگوں کے ہلاک ہونے کی نشانی ان کے علماء کی موت ہے کیونکہ علماء کے ذریعے ہی دین کی بہتری اور (دین کے ساتھ) زیادتی کرنے والوں کی بربادی اور اللہ رب العالمین کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

علماء کے ساتھ ہونے کا حکم

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری کی کتاب الاعتصام میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو یہ حکم دیا کہ" **علیکم بالجماعة** " کہ جماعت کا ساتھ نہ چھوڑنا" اس سے مراد" **هم العلماء** " علماء ہیں یعنی علماء کا ساتھ نہ چھوڑنا ان کے ساتھ رہنا اور ان کے قریب رہنا جو وہ کہیں ویسے کرنا اور سنن ابی داؤد شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه

ترجمہ:۔

کہ جس نے جماعت سے ایک بالشت بھی علیحدگی اختیار کی اس نے اپنے

گلے سے اسلام کا طوق اتار پھینکا۔ اس جماعت سے مراد علماء ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس نے علماء سے تھوڑی لاتعلقی بھی اختیار کی اس کا ایمان رخصت ہوگیا۔

اور ترمذی میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عین جنت کے درمیان کی جگہ لینا چاہے وہ جماعت کو نہ چھوڑے اس سے مراد علماء اہلسنت ، جماعت ہیں اور آپ کا یہ فرمان بھی ہے کہ" **ید الله مع الجماعة** "اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے اس سے مراد علماء اہلسنت کی جماعت ہے ایک حدیث میں ہے اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو جماعت سے الگ وہ جھنم میں گیا اس سے مراد علماء ہیں یعنی جو علماء اہلسنت سے علیحدہ ہوا وہ جھنم میں علیحدہ ہوگیا۔

(نشرطی التعریف ص ۳۲،۳۳)

حکم والے

اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا کہ

یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

(سورۃ نساء آیت ۵۹)

ترجمہ:۔

اے ایمان والوں! کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو اللہ کے رسول ﷺ کا اور اپنے میں سے حکم والوں کا۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ یہاں حکم والوں سے علماء مراد ہیں وہ

جہاں بھی ہوں کیونکہ وہ جو حکم دیں گے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق دیں گے اس لئے ان کا کہنا ماننا عوام پر فرض ہے ۔ یہی حضرت جابرؓ، حضرت مجاہدؒ، حضرت عطاءؒ، حضرت حسنؒ، حضرت ضحاکؒ، حضرت مبارکؒ بن فضالہ اور حضرت اسمٰعیلؒ بن ابی خالد نے فرمایا ان کا ذکر امام ثعالبی نے فرمایا اور امام واحدی نے اللہ کے فرمان

ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم

(النساء ۸۳)

ترجمہ:۔

اگر وہ اس معاملہ کو رسول اللہ ﷺ اور ان میں سے حکم والوں کی طرف لوٹاتے (تو اچھا ہوتا)

کی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں ''امر والوں یعنی حکم والوں'' سے مراد فقہ وحکمت کے حامل علماء کرام ہیں ۔ حضرت جابرؓ، حضرت ضحاکؒ، حضرت ابن عباسؓ سے یہی مروی ہے

(نشرطی التعریف ۴۳)

بچے

حضرت امام ربیعہ بن عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے علماء کے نزدیک ایسے ہیں جیسے بچے اپنی ماؤں کی گودوں میں ۔ عوام پر فرض ہے کہ وہ وہی کریں جو علماء فرمائیں اور جس سے علماء ان کو روکیں رک جائیں ۔

(نشرطی التعریف ۴۴)

علماء کی غیبت وتوھین

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں اور حدیثوں کے حوالے بھی گذرے ہیں کہ علماء کی تعظیم فرض اور توھین حرام بلکہ کفر ہے ائمہ دین متین فرماتے ہیں کہ

لحوم العلماء مسمومة

(نشرطی التعریف ۴۶)

ترجمہ:۔

علماء کے گوشت زہریلے ہیں (جو انہیں کاٹے گا ہلاک ہوجائے گا، کاٹنے سے مراد انکی عزت پر حملہ کرنا اور ان کو تکلیف پہنچانا ہے)

پھر لکھتے ہیں۔

اور اللہ کی عادت ہے کہ جو شخص علماء کی تنقیص وتوھین کرتا ہے اللہ تعالی اسے ذلیل ورسوا کرتا ہے اور مرنے سے پہلے اس کے دل کو مردہ کردیتا ہے۔

چنانچہ قرآن میں فرمایا کہ

فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم

(النور)

جو لوگ رسول ﷺ کے فرمان کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس بات سے ڈریں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے۔

پہلے بیان ہو چکا کہ علماء دین اللہ اور رسول ﷺ کے خلفاء و نائب اور قائم مقام ہیں انکی مخالفت کر کے ان کو تکلیف پہنچانا ہی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنا اور آپ کو تکلیف پہنچانا ہے، لہذا قرآن کی یہ تنبیہ علماء کی مخالفت کر کے انہیں تکلیف پہنچانے والوں کے لئے بھی ہے۔

(نشرطی التعریف ۳۹)

﴿عالم سے برکت حاصل کرو﴾

حضور ﷺ نے فرمایا (بروایۃ حضرت رتن المعمر)

تبرك بالعالم ان عمل و ان لم يعمل فتبرك به فللعالم حرمة العلم الشريف وان لم يعمل و يرجى له ببركة العلم صلاحه فى المستقبل ومن احب عالما لاجل العلم الذى فى قلبه ولم ينظر الى ما يتخيل من زلته و ذنبه فقد ادى مايجب من حق العالم لاجل ربه

(نشرطی تعریف ص۴۸)

ترجمہ:۔

عالم سے برکت حاصل کرو اگرچہ وہ عمل کرتا ہو یا عمل نہ کرتا ہو تم بہر صورت اس سے برکت حاصل کرو (قرآن وسنت کے) علم شریف کی وجہ سے اس کا احترام فرض ہے اگرچہ وہ عمل نہ کرتا ہو اور اس علم کی برکت سے اس بات کی امید رکھی جائے کہ مستقبل میں سنور جائے گا اور اپنے علم پر عمل کرنے لگ جائے گا اور جس نے عالم کا

اس کے علم کی وجہ سے احترام کیا جو اس کے دل میں ہے اور اس سے محبت کی اور اس کے گناہ و خطا اور بھول چوک کی طرف نہ دیکھا اسے نظر انداز کر دیا بلا شبہ اس نے عالم کے اس حق کو ادا کر دیا جس کا ادا کرنا اس کے رب کیوجہ سے اس پر فرض تھا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ

من احب العلم و العلماء لم تكتب عليه خطيئة ايام حياته ومن مات على محبة العلم و العلماء فهو رفيقى فى الجنة

(نشرطی التعریف ص۴۸)

ترجمہ:۔

جس نے علم اور علماء سے محبت کی اس کی زندگی بھر کی (گناہ صغیرہ جیسی) خطائیں نہیں لکھی جائیں گی اور جو (قرآن وسنت کے) علم اور علماء کی محبت پر مرا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔

سبحان اللہ! کیا ہی شان ہے علم قرآن وسنت کی اور اس علم کے رکھنے والے علماء کی۔ آیئے اپنے بچوں کو قرآن وسنت کا عالم بنایئے اور اسے اس عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہونے کا موقع دیجئے اور اس علم پر کھل کر خرچ کیجئے بلکہ اپنی آمدنی و انکم کا زیادہ سے زیادہ قرآن وسنت کے علم حاصل کرنے والے طالب علموں اور دینی مدرسوں اور علماء پر خرچ کیجئے اس سے بڑھ کر کوئی مصرف نہیں ہے یہ افضل جہاد بھی ہے اور یہ قیامت تک رہنے والا صدقہ جاریہ بھی ہے۔

قرآن کا علم حاصل کرنا جہاد سے افضل ہے

امام حمیدی جمالی کہتے ہیں کہ میں نے امام سفیان ثوریؒ سے پوچھا کہ آپ کا کیا فرمان ہے کہ آپ کے نزدیک کونسا شخص آپ کو زیادہ پسند آتا ہے (اور اللہ کو بھی؟) جو کافروں سے جہاد کرتا ہے یا جو قرآن کا علم حاصل کر رہا ہے اور عالم بن رہا ہے؟ فرمایا جو قرآن کا عالم بن رہا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "**خیر کم من تعلم القرآن وعلمه**"

(مشکوۃ و بخاری و ابوداؤد)

ترجمہ:۔

یعنی تم سب میں اللہ کے ہاں وہ شخص افضل اور بہتر ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو پڑھائے۔

امام ابن عساکر

حضرت امام ابن عساکرؒ کے دو شعر مع ترجمہ ملاحظہ فرمایئے

وتجنب العلماء و ان هم خلطوا

فالعلم يغفر زلة العلماء

ترجمہ:۔

علماء کی شان کے خلاف بات کرنے سے بچو اگر چہ وہ ملائیں یعنی نیک و بد عمل کو ملائیں۔

تو یقین رکھو کہ علم کی برکت سے ان کی لغزشیں اور خطائیں بخشی جائیں گی۔

فلحو مهم مسمومة و باكلها

يخشى هلاك الشعر والشعراء

ترجمہ:۔

بلاشبہ علماء کے گوشت زہریلے ہیں اور ان کے کھانے سے شعر اور شعراء ہلاک ہو جائیں گے۔

یعنی جو شاعر لوگ بھی اپنی شاعری میں علماء کی شان میں توھین و تنقیص کریں گے وہ تباہ ہو جائیں گے نہ خود رہیں گے اور نہ ان کے شعر رہیں گے۔

(نشرطی التعریف ۴۶)

امام سہروردی

سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے امام اور شیخ الشیوخ اور سیدنا غوث اعظمؒ کے براہ راست فیض یافتہ امام شہاب الدین سہروردیؒ اپنی کتاب "**عوارف المعارف**" شریف کے شروع میں ارشاد فرماتے ہیں۔

والعالم ان لم يعمل بعلمه ترجى له التوبة فان العلم فى الاسلام لا يضيع اهله ويرجى عود العالم ببركته

(نشرطی التعریف ۴۷)

ترجمہ:۔

اور عالم دین اگر اپنے علم پر عمل نہ کرتا ہو اس کی توبہ کی امید ہے کیونکہ قرآن و

سنت کا علم عالم کو ضائع نہیں ہونے دیتا بہر صورت عالم کے اپنے علم پر عمل کرنے کی طرف لوٹ آنے کی امید ہے۔

امام جمال الدین محمدؒ بن عبدالرحمٰن بن عمر حبیشی متوفی ۷۸۰ھ اپنی معرکۃ الآراء کتاب "**نشرطی التعریف فی فضل حملة العلم الشریف**" میں فرماتے ہیں۔

عالم اگرچہ اپنے علم پر عمل نہ کرتا ہو کم ازکم یہ تو مسلم بات ہے کہ اس کے سینے میں ایک ایسی دولت تو ضرور ہے جس کے برابر کائنات کی کوئی دولت نہیں ، اسے اس عظیم ترین لافانی دولت کو سینے میں محفوظ کر لینے اور اسے اٹھائے پھرنے کا شرف تو حاصل ہے اور جو اس قدر عظیم ترین نعمت اور عظیم دولت کو اٹھائے ہوئے ہو کوئی بعید نہیں کہ وہ اس پر عمل کرنا بھی شروع کردے۔ اور بلاشبہ جسے کسی چیز سے محبت ہوگی وہ اس چیز کے رکھنے اور اٹھانے والے سے بھی محبت کرے گا اگرچہ اس کے اٹھانے والے کا عمل سردست اچھا نہیں مگر اسے اپنا عمل اچھا کرتے دیر نہیں لگے گی۔

﴿تشبیہ﴾

اور نبی پاک ﷺ نے اپنی حدیث پاک میں جسے امام ترمذی ونسائی نے روایت کیا اس شخص کی جو قرآن وسنت کا علم سینے میں محفوظ کرلے لیکن اس پر عمل نہ کرے اس مشک کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو مشک وعنبر اور عطر گلاب سے بھری ہوئی ہے مگر اس کا منہ بندھا ہوا ہو۔

یقیناً وہ منہ بند ہونے کے باوجود بھی جہاں پڑی ہوگی وہ جگہ اور اس کا آس

پاس ضرور خوشبودار ہوجائیگا اسی طرح وہ عالم اگرچہ عمل نہ کرتا ہو مگر جہاں ہوگا اور جو اس کے پاس بیٹھے گا اس علم کی مہک سے خوشبو پائے بغیر نہیں رہے گا۔

(نشرطی التعریف ۴۷)

امام حبیشیؒ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عالم کی کیا ہی پیاری تشبیہ ومثال دی ہے، کہ اس سے عالم اور جاھل میں فرق واضح ہوگیا اور کیوں نہ فرق ہو کہ ایک وہ جس نے مشک وعنبر اور عطر گلاب کی مشک اٹھا رکھی ہے اور دوسرا وہ جس نے جہالت کی بھری ہوئی بدبودار مشک اٹھا رکھی ہے اسے نہ قرآن کی سمجھ ہے اور نہ حدیث کی خبر ہے اور نہ قرآن وحدیث کے آداب وعلوم سے واسطہ ہے، نہ علماء سے محبت وعقیدت اور نہ ان کی صحبت مبارکہ کا شرف حاصل ہے کہ اس کی برکت سے اسکی جہالت کی بدبو ختم ہوکر علماء سے عقیدت ومحبت وصحبت کے فیضان سے اسمیں خوشبو جمع ہوتی۔

﴿طالب علم دین کی محبت﴾

بے شک علم دین (قرآن وسنت کے علوم کے) طالب وعالم کی محبت ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے اور ایمان اس کے بغیر کامل ہو ہی نہیں سکتا بلکہ ان کی محبت نبی ﷺ کی محبت اور ان سے بغض نبی ﷺ سے بغض ہے چنانچہ امام موسی بن احمد وصابیؒ نے اپنی کتاب "**الحجة**" میں اپنی سند کے ساتھ پانچ حدیثیں روایت فرمائی ہیں۔

﴿پہلی حدیث﴾

ترجمہ:۔

جس نے علم اور علماء سے محبت کی اس کی عمر سے اس کے (صغیرہ) گناہ نہیں لکھے جائیں گے اور جو علم دین کی اور علماء کی محبت پر مرا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔

﴿صغیرہ وکبیرہ﴾

صغیرہ گناہ چھوٹے گناہوں کو کہتے ہیں جن میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہو اور نہ ہی شریعت نے اسکی دنیا یا آخرت میں نہ کوئی سزا بیان فرمائی ہے اور اگر اس سے کسی کی حق تلفی ہو یا دنیا یا آخرت میں اسکی سزا بتائی گئی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے۔

(کتب فقه و عقائد)

﴿دوسری حدیث﴾

دوسری حدیث میں ہے کہ

من احب طالب العلم فقد احب الانبیاء ومن احب الانبیاء کان معهم و من ابغض طالب العلم فقد ابغض الانبیاء ومن ابغض الانبیاء فجزاء ه جهنم ۔

ترجمہ:۔

جس نے (قرآن وسنت کا) علم حاصل کرنے والے سے محبت کی (اور اسپر خرچ کیا) تو بے شک اس نے انبیاء علیہم السلام سے محبت کی (اور ان پر اور ان کے

مشن پر خرچ کیا) وہ قیامت کے دن ان کے ساتھ ہوگا اور جس نے طالب علم سے بغض رکھا تو اس نے انبیاء سے بغض رکھا اور جس نے انبیاء سے بغض رکھا اس کی سزا جہنم ہے۔

﴿محبت کے تقاضے﴾

محبت کے تقاضے اور محبت کی علامتیں ہیں وہ یہ کہ جس سے محبت ہوگی اس کی ضروریات کا بھی خیال رکھے گا اور اس کی ضروریات پر خرچ بھی کرے گا تو طالب علم (اور علماء کہ وہ بھی حقیقت میں علم کے طلب گار ہی ہیں ان کی) محبت کا تقاضا ہے کہ ان پر خرچ کریں خواہ طالب علم ہو یا علم پڑھانے والا ہو ان پر خرچ کرنا ان کی ضروریات کا انتظام کرنا ان کو دوسروں کے مقابلہ پر ترجیح دینا جیسے رسول اللہ ﷺ ترجیح دیا کرتے تھے، اسی سنت پر چلنا اور اسی مشن کو آگے بڑھانا تاکہ قرآن وسنت کے نور کے پھیلنے سے جہالت کے اندھیرے دور ہوں سب سے بڑی نیکی اور سب سے بڑا جہاد ہے۔

﴿تیسری حدیث﴾

تیسری حدیث میں ہے کہ

من حقر عالما فهو منافق ملعون فی الدنیا و الآخرة۔

ترجمہ:۔

جس نے عالم دین کی توهین اور بے عزتی کی اس پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے (وہ

اللہ کی رحمت سے دور ہے)

چوتھی حدیث

چوتھی حدیث میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عالم کی شان کے بارے میں پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا

هو سراج امتی فی الدنیا والآخرة طوبی لمن عرفهم و احبهم و ویل لمن انکر معرفتهم و ابغضهم ومن احبهم شهدنا له انه فی الجنة و من ابغضهم ابغضناه و شهدنا انه فی النار ۔

ترجمہ:۔

میری امت کا عالم دنیا اور آخرت میں میری امت کا چراغ ہے ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جنہوں نے انہیں جانا اور ان سے محبت کی اور ان کے لئے بربادی ہے جنہوں نے انہیں نہ جانا اور ان سے بغض رکھا اور جس نے ان سے محبت کی ہم نے اس کے لئے گواہی دی کہ وہ جنت میں ہے اور جس نے ان سے بغض رکھا ہم نے گواہی دی کہ وہ دوزخ میں ہے۔

پانچویں حدیث

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اکتبوا العلم فان لله سبحانه و تعالی ملائکة فی

السماء السابعة یستغفرون للفقهاء والمتعلمین و یعظیهم الله تعالی بکل حرف ثواب نبی من الانبیاء و یکتب لهم کل یوم الف حسنة ۔

ترجمہ:۔

علم کو لکھو بے شک اللہ تعالی کے فرشتے جو ساتویں آسمان میں ہیں وہ قرآن و سنت کے احکام کے علم رکھنے والے علماء کے لئے اور اس علم کو سیکھنے والے طالب علموں کے لئے اللہ تعالی سے بخشش کی دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالی ان کو ہر حرف جسے وہ پڑھاتے ہیں کے بدلے اللہ کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کا ثواب دیتا ہے اور ان کے لئے روزانہ ایک ہزار نیکی لکھی جاتی ہے۔

بلا حساب شفاعت

امام عمرؓ بن عبدالمجید میانشی اپنی کتاب ''الایضاح'' میں اپنی سند کے ساتھ دو حدیثیں روایت فرمائی ہیں

پہلی حدیث

پہلی یہ ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

یوزن حبر العلماء ودم الشهداء فیرجح ثواب حبر العلماء علی ثواب دم الشهداء ویقال للعالم اشفع فی تلامذتك ولو بلغ عددهم عدد نجوم السماء و من تقلد

مسئلة واحدة قلده الله يوم القيامة الف قلادة من نور و غفر له الف ذنب و بنى له مدينة من ذهب۔

(نشرطی التعریف ۴۹)

ترجمہ:۔

قیامت کے دن علماء کے قلم کی سیاھی اور شہیدوں کے خون کو تولا جائے گا تو علماء کی سیاھی کا ثواب شہیدوں کے خون کے ثواب سے بھاری ہو جائے گا اور عالم دین سے کہا جائے گا کہ تم ان لوگوں کے بارے میں شفاعت کرو اور ان کو بخشواؤ جنہوں نے تم سے شریعت کے احکام (قرآن وسنت) کا علم سیکھا اگرچہ ان کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہو۔

اور جس نے عالم دین سے شریعت کا ایک مسئلہ گلے میں ڈالا یعنی سیکھا اور یاد رکھا قیامت کے دن اللہ اس کے گلے میں نور کے ایک ہزار ہار ڈالے گا اور اس کے ایک ہزار گناہ بخشے گا اور اس کے لئے جنت میں سونے کا ایک شہر بنائے گا۔

(اس حدیث کے شروع کے حصہ دیگر محدثین نے بھی روایت کیے ہیں)

غور فرمایئے یہ تو ایک مسئلہ سیکھنے کی جزاء ہے اور جس نے قرآن وسنت کے احکام پر عبور حاصل کرلیا اس کی جزاء کیا ہوگی۔

(نشرطی التعریف ۴۹)

دوسری حدیث

اسے بھی امام عمر بن عبدالمجید میانشی نے اپنی کتاب "الایضاح" میں اپنی

سند کے ساتھ روایت کیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

افضل العبادة طلب العلم

(نشرطی شریف ۴۹)

ترجمہ:۔

سب سے افضل عبادت علم حاصل کرنا ہے۔

جب علم دین حاصل کرنا سب سے افضل عبادت ہے تو اس پر مال خرچ کرنے کا ثواب بھی سب سے بڑھ کر ہے لہذا دینی مدرسوں پر مال خرچ کرنا جہاں طلباء دین کا اور قرآن وسنت علم کا حاصل کرتے ہیں سب سے افضل و اعلی ثواب حاصل کرنا ہے اس کے برابر کوئی نیک کام نہیں جس پر خرچ کرنے سے اس قدر ثواب ملے کیونکہ حضور ﷺ نے اسی کو ہی سب سے افضل عبادت قرار دیا ہے۔

علم حاصل کرنے میں جلدی کرو

امام خطیب بغدادی نے اپنی کتاب میں سند کے ساتھ روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

سارعوا فی طلب العلم فلحدیث عن صادق خیر من الارض وما علیها من ذهب و فضة

(نشرطی التعریف ۵۰)

ترجمہ:۔

قرآن وسنت کے علم حاصل کرنے میں جلدی کرو (سستی وغفلت نہ کرو)

رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث (کا علم حاصل کرنا اسے یاد کر لینا) زمین اور زمین پر موجود تمام سونے اور چاندی سے بہتر ہے۔

﴿ستر سال کی عبادت سے بہتر﴾

امام ثعالبیؒ سورۂ آل عمران کی شروع کی تفسیر میں اور امام حسین طبری اپنی کتاب "الدرر" میں اور امام ابن الجوزی اپنی کتاب "المنتخب" میں روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

ساعة من عالم يتكئى على فراشه وينظر فى علمه خير من عبادة العابد سبعين سنة ۔

(نشرطی التعریف ۵۰)

ترجمہ:۔

عالم دین جو ایک گھنٹہ تکیہ لگا کر فرش پر بیٹھتا اور اپنے (قرآن وسنت و شریعت کے) علم میں نظر ڈالتا ہے اس کا یہ عمل عبادت گذار کی ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

ایک شخص نے حضرت ابوھریرہؓ سے عرض کی کہ میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یہ خوف ہے کہ میں اس پر عمل نہ کر سکوں گا جس سے وہ ضائع ہو جائے گا آپ نے فرمایا تمہارا اس خوف سے اس کو حاصل نہ کرنا بھی اسے ضائع کرنے کو کافی ہے۔

آپ کا مقصد یہ تھا کہ سب سے بڑا نقصان علم حاصل نہ کرنا ہے علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل نہ کرنا کوئی بڑا نقصان نہیں کیونکہ عمل کرنے میں کوئی دیر نہیں

لگتی جب عمل کرنا شروع کر دیں گے تو علم ضائع ہونے سے بچ جائے گا اور علم کی برکت یہ ہے کہ علم بالآخر علم والے کو عمل کی طرف لے آتا ہے جیسا کہ پہلے گذرا۔

ایک شخص نے حضرت ابوذرؓ سے عرض کی میں علم حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر مجھے خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس پر عمل نہ کروں اور وہ ضائع ہو جائے آپ نے فرمایا کہ تمہارا علم کو تکیہ بنا کر سونا تمہارے جہالت کو تکیہ بنا کر سونے سے بہر حال بہتر ہے۔

(نشرطی التعریف ۵۱)

﴿علم پر خرچ کرنے کا ثواب﴾

حضرت امام جمال الدینؒ محمد بن عبدالرحمٰن بن عمر حبیشی متوفی ۷۰۱ھ فرماتے ہیں کہ ائمہ دین وعلماء وفقہاء شرع متین کی طرف سے یہ بات وثوق سے کہی جاتی ہے کہ

نفقة درهم فى طلب العلم خير من عشرة آلاف درهم ينفقهافى سبيل الله

(نشرطی التعریف ۵۱)

ترجمہ:۔

علم دین کے حاصل کرنے اور اسے فروغ دینے پر ایک درہم خرچ کرنا فی سبیل اللہ (دوسرے نیکی کے تمام کاموں میں) دس ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

﴿مامون﴾

مامون نے اپنے چچا ابراھیم بن مہدی سے کہا کہ آپ کو علم دین حاصل کرتے ہوئے موت آئے وہ قرآن وسنت سے جاہل رہتے ہوئے زندہ رہنے سے بہتر ہے، چچا نے پوچھا کہ مجھے کب تک علم حاصل کرتے رہنا چاہئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب تک صحت وسلامتی کے ساتھ زندہ رہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم ہونے کے باوجود بھی علم میں اضافہ کرتے رہنا چاہئے جس کا طریقہ کتابوں کا مطالعہ جاری رکھنا ہے۔

﴿امام غزالی﴾

مثلاً امام غزالیؒ کا جب وصال ہوا اس وقت وہ صحیح بخاری کا مطالعہ کر رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرما رہے تھے کاش کہ میں نے منطق و فلسفہ کی کتابوں کی تعلیم وتدریس اور ان میں بہت زیادہ تجربہ حاصل کرنے میں جو وقت خرچ کیا وہ قرآن وسنت میں ہی خرچ کرتا کہ جو سکون قرآن وسنت کے مطالعہ میں حاصل ہوتا ہے وہ اور کہیں سے حاصل نہیں ہوتا یہ فرما کر کلمہ پڑھتے ہوئے جاں بحق ہوگئے (رضی الله عنه و به عنا)

﴿امام شعبی﴾

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص نے مشرق کے آخری کونے سے مغرب کے آخری کونے تک سفر کیا اور وہاں جا کر قرآن وسنت کے علوم میں سے

صرف ایک ہی مسئلہ سیکھا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس نے عمر ضائع نہ کی۔

حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک "آن وسنت کا ایک مسئلہ سیکھ لینا ساری رات کی عبات سے بہتر ہے، امام یحیی بن کثیرؒ ما ہیں کہ فقہ کی کتاب کا مطالعہ کرنا نفلی نماز سے بہتر اور "آن رس ینا بھی نفلی نماز سے بہتر

﴿اللہ کے محبوب ترین﴾

امام ابن جریجؒ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ اللہ کے سب سے محبوب ہیں جو قرآن وسنت کا علم حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلتے ہیں۔

(نشرطی التعریف ۵۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ "علم حاصل کرو اور علم پڑھو اور علم پر عمل کرو بے شک عالم اور طالب علم کا اجر وثواب برابر ہے" عرض کی گئی کہ ان کے لئے کیا اجر ہے؟ فرمایا کہ

مائة مغفرة و مائة درجة فی الجنة

(نشرطی التعریف ۵۲)

ترجمہ:۔

ایک سو بخشش اور جنت میں ایک سو درجے۔

﴿ہر مسلمان پر فرض﴾

حضور اکرم ﷺ سے حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں آپ نے فرمایا

التفقه فی الدین حق علی کل مسلم الا فتعلموا و علموا ولاتموتوا جهالا۔

(نشرطی التعریف ۵۲)

شریعت کا علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سنو! پس تم علم حاصل کرو اور دوسروں کو پڑھاؤ اور جاہل نہ مرو۔

اس میں علم دین کے حاصل کرنے کو فرض قرار دیا گیا ہے اور فرض کا ثواب سب سے زیادہ ہوتا ہے لہٰذا اس پر خرچ کرنے اور اس کو فروغ دینے کا ثواب بھی سب سے زیادہ ہے۔

امام ثعالبیؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

مامن مؤمن ذکر اوانثی ولا مملوك الا و لله علیه حق واجب ان یتعلم من القرآن و یتفقه ثم تلا هذه الأیة ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب و بما کنتم تدرسون

(آل عمران ۷۹ بحوالہ نشرطی التعریف ۵۲)

ترجمہ:۔

ہر مومن مرد وعورت اور غلام پر اللہ کے لئے قرآن پڑھنا (اور اسے سمجھنا) اور شریعت کے احکام سیکھنا فرض ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) تم قرآن وسنت کے عالم وفاضل اور اللہ والے ہو جاؤ اس لئے کہ تمہاری شان یہ ہے کہ تم اللہ کی کتاب کی تعلیم اور اس کا درس دینے میں مشغول رہو اور اس کو اپنا نصب العین اور مشن بنالو۔

﴿علماء کے ساتھ رہو﴾

قرآن کریم میں ہے کہ

واصبر نفسك مع الذین یدعون ربهم بالغداة و العشی

(سورة الکهف ۲۸)

ترجمہ:۔

اپنے آپ کو ان کے ساتھ پابند رکھو جو صبح وشام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔

امام یحیی بن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن وحدیث کے احکام سیکھتے اور سکھاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو صبح وشام علماء کے ساتھ پابند رکھو ان کی مجالس جو قرآن وسنت کی تبلیغ کے لئے ہوں ان میں جاؤ ان سے دور نہ رہو کیونکہ جو علماء سے دور ہوگا وہ شیطان کے بہکاوے میں آسکتا ہے جس سے

اس کے ایمان یا عمل یا دونوں میں خرابی پیدا ہو سکتی ہے۔

شارح مسلم امام نوویؒ نے کتاب ''**الاذکار**'' میں لکھا ہے کہ حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ مجلس ذکر یا محفل ذکر وہی ہے جس میں قرآن وسنت کے احکام بیان ہوں کہ کیا چیز حلال اور کیا حرام ہے، خرید وفروخت کیسے کریں گے نماز کیسے پڑھیں گے اور روزہ کیسے رکھیں گے، نکاح اور طلاق کے احکام کیا ہیں حج اور عمرہ کے فرائض وواجبات کیا ہیں؟ وغیرہ

﴿عالم کو دیکھنا﴾

امام ابو نعیم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عطاءؓ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ

النظر الی العالم عبادة

ترجمہ:۔

عالم دین کو دیکھنا عبادت ہے۔

امام ابو اللیث نے ''**تنبیه الغافلین**'' میں حضرت عمرؓ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ

ان اللہ لم یخلق علی وجه الارض اکرم من مجلس العلماء

(نشر طی التعریف ۵۴)

ترجمہ:۔

اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر علماء کی مجلس سے زیادہ عظمت وعزت والی کوئی

مجلس نہیں پیدا کی۔

﴿ایک عجیب پیشگوئی﴾

امام حافظ ابو نعیمؒ نے اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب ''**ریاضة المتعلمین**'' میں حدیث روایت کی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ

اصبحتم فی زمان کثیر فقهاءه قلیل خطباءه قلیل سواله کثیر معطوه العمل فیه خیر من العلم و سیاتی زمان قلیل فقهاءه کثیر خطباءه کثیر سواله قلیل معطوه العلم فیه خیر من العمل

(نشر طی التعریف ۵۵)

ترجمہ:۔

تم ایسے زمانہ میں ہو جس کے علماء فقہاء بہت ہیں اس کے خطباء (تقریر کرنے والے) یعنی مقررین تھوڑے ہیں اور مانگنے والے تھوڑے اور دینے والے بہت ہیں اور اس زمانہ میں عمل علم سے بہتر ہے (کیونکہ سرچشمہ علم حضور ﷺ تو موجود ہیں) اور عنقریب ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں علماء وفقہاء بھی کم ہوں گے اور بے عمل مقررین (تقریر کرنیوالے) زیادہ ہوں گے مانگنے والے زیادہ اور دینے والے تھوڑے ہوں گے اس زمانہ میں علم عمل سے بہتر ہوگا۔

علماء ومقررین

حضور ﷺ کی پیشگوئی صحیح ثابت ہورہی ہے آج بالکل وہی زمانہ ہے کہ پوری دنیا کے امراء اور حکمران طبقوں نے دولت سمیٹ سمیٹ کر بینکوں میں جمع کررکھی ہے جس کے نتیجے میں غربت پھیل گئی اور مانگنے والے زیادہ ہوگئے پہلے زمانہ میں لوگ دولت جمع نہیں کرتے تھے ان کے ایمان مضبوط تھے اللہ پر توکل اور بھروسہ کرتے تھے اپنی ضرورت کے لئے رکھ کر باقی دولت راہ خدا میں خرچ کردیتے اور ہر حاجت و ضرورت والے کو گھر بیٹھے اسکی ضرورت و حاجت کی چیز مل جاتی لہذا اسے کہیں جاکر مانگنے کی تکلیف نہیں اٹھانا پڑتی تھی بلکہ آج دولتمندوں اور امیروں نے اپنی دولت سے بنک بھردیے روپیہ بنکوں میں منجمد ومرتکز ہوگیا اس میں حرکت نہ رہی اس لئے مہنگائی بڑھی اور غربت پھیلی لوگ مانگنے اور سوال کرنے پر مجبور ہوگے اور اسی طرح علماء وفقہاء کم ہیں اور مقررین شعلہ بیان تقریریں کرنے والے زیادہ ہیں۔

عالم وہ ہوتا ہے جسے عربی زبان پر اس قدر عبور ہو کہ وہ عربی کے حرفوں زبر پیش وزیر لکھے بغیر عربی عبارت صحیح صحیح پڑھ سکے، لکھ سکے اور بول سکے اگر دیکھا جائے تو ایسے علماء کم ہیں اور جو عربی نہ بول سکیں نہ پڑھ سکیں اور نہ لکھ سکیں وہ مقررین کثرت کے ساتھ ہیں۔ علم کا سرچشمہ حضور ﷺ نے چونکہ پردہ فرمالیا اس لئے علم کی بہت ہی ضرورت واقع ہوگئی لہذا آج علم عمل سے بہتر ہے۔

حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ کے عطا کردہ علوم قرآن و سنت کی روشنی میں بہت سے علوم نے زمانوں کے تقاضوں کے مطابق الگ الگ

مستقل علوم وفنون کی شکل اختیار کرلی ہے اور وہ الگ الگ مستقل علوم ہوگئے جن کا حاصل کرنا قرآن وسنت کی روشنی میں اسلام کے احکام اور ان کی تحقیق وتبلیغ کے لئے ضروری ہوگیا ہے فرائض وواجبات کے بعد ان علوم کا سیکھنا بہت ضروری ہے حتی کہ نفلی عبادات سے بھی بدرجہا افضل ہے اس لئے فرمایا گیا کہ اس زمانہ میں علم عمل سے بہتر ہے۔

تنبیہ الغافلین میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے مروی ہے آپ نے فرمایا تم ایک ایسے زمانہ میں ہو جسمیں عمل، علم سے بہتر ہے (کہ علم کا سرچشمہ موجود ہے) اور عنقریب ایسا زمانہ آیئگا جسمیں علم عمل سے بہتر ہوگا۔

اور امام خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام ابن ابی شیبہ (استاذ امام بخاری) نے حدیث پڑھنے پڑھانے والے علماء وطلباء میں سے کسی کے بارے میں سنا کہ وہ غیر شرعی عمل کا مرتکب ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا

اما ان فاسقهم خير من عابد غيرهم

ترجمہ:۔

سنو! ان کا گنہگار (ہونا) دوسرے (جاہل) عبادت گذار سے بہتر ہے۔

امام خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمرؓ بن حفص بن غیاث سے روایت کی ہے ان سے کسی نے حدیث پڑھنے پڑھانے والوں میں سے کسی کی شکایت کی کہ اس نے غیر شرعی کام کیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ

هم على ماهم خيار القبائل

ترجمہ:۔

اس کے باوجود وہ سب لوگوں سے بہتر ہیں

﴿حدیث کا مطلب﴾

مطلب یہ ہے کہ گناہوں سے معصوم اور پاک تو اللہ تعالی کے رسول اور اسکے نبی ہیں باقی کوئی کتنا ہی اونچے درجہ والا ہو اس سے سہواً خطا اور غلطی ہوسکتی ہے گناہ سرزد ہوسکتا ہے لیکن علم والوں سے اگر خطا و گناہ سرزد ہوتو وہ بے علموں کی طرح اس پر ڈٹے نہیں رہتے بلکہ جلدی یا کچھ عرصہ بعد بالآخر وہ تائب ہوکر سیدھے راستہ پر چل پڑتے ہیں۔علم ان کو بہر حال سیدھے راستہ پر لے آتا ہے۔

﴿عالم کا احترام ہر حال میں فرض ہے﴾

عالم کا احترام ہر حال میں فرض ہے چنانچہ امام جمال الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن عمر الحبیشیؒ متوفی ۷۸۰ھ فرماتے ہیں

فيعرف بهذا ان حرمة العلم لا تسقط بالزلل و لا يبيح عوض العالم بترك العمل فبركة العلم ترده الى التواب و يرجى لحامله التوفيق للمتاب لطفا من الله الرحيم الوهاب۔

(نشرطی التعریف ۵۲)

ترجمہ:۔

یعنی گذشتہ دلائل سے معلوم ہوا کہ بھول چوک اور خطاؤں سے علم کا احترام ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی عملی کمزوری سے عالم کی بے عزتی جائز ہے علم کی برکت ہر صورت اسے ٹھیک راستے پر لوٹا دے گی اور بالآخر اللہ اپنے لطف وکرم سے ضرور اسے توبہ کی توفیق دے گا۔

امام ابواللیث سمرقندیؒ نے اپنی کتاب "**تنبيه الغافلين**" میں اپنی سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من طلب العلم لغير الله لم يخرج من الدنيا حتى يأبى عليه العلم فيكون لله و ان بابا من العلم يتعلمه الرجل خير له من ان لو كان له ابو قبيس ذهبا فانفقه في سبيل الله

(نشرطی التعریف ۵۱)

ترجمہ:۔

جس نے غیر اللہ (دنیا کے حصول) کے لئے یہ علم حاصل کیا وہ دنیا سے باہر نہیں نکلے گا یہاں تک کہ اس کا علم دنیا کی بجائے اللہ کے لئے ہوجائے گا اور بلاشبہ انسان کا قرآن وسنت کے احکام کا ایک باب علم پڑھنا مکہ کے سب سے اونچے ابوقبیس نامی پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے زیادہ ثواب ہے۔

﴿امام ابن شنبوذ کا عجیب واقعہ﴾

امام ابن شنبوذؒ جو بہت بڑے قاری وعالم وفاضل تھے ان سے ایک غلطی

ہوگئی کہ انہوں نے قراءات شاذہ غیر مشہورہ کے کچھ حروف قرآن کے اندر شامل کردیے جبکہ اس پر اجماع ہے کہ قرآن میں قراءات شاذہ غیر مشہورہ میں سے کوئی چیز بھی قرآن میں شامل نہیں کی جائیگی کیونکہ قرآن میں جو قراءتیں ہیں وہ سات متواتر قراءتیں ہیں مگر امام شنبوذؒ سے غلطی ہوئی کہ انہوں نے قراءت شاذہ غیر مشہورہ جن پر باجماع قرآن کا اطلاق نہیں ہوسکتا، کے کچھ حروف قرآن میں شامل کردیے اور قراءت کرتے اور پڑھاتے وقت ان حروف کو آیتوں میں شامل کرلیتے اور ملادیتے اس زمانہ کے علماء وقراء حضرات نے ان کی سخت مخالفت کی تو ابن مقلہ نامی وزیر نے انہیں گرفتار کرا کر جیل بھیجدیا اور ان پر سختی کی اور مار پیٹ کا حکم دیا یہاں تک کہ امام ابن شنبوذ نے اپنی غلطی کا علانیہ اقرار کرکے توبہ کی اور سب حاضرین کو اپنی توبہ پر گواہ بنایا یہ واقعہ ۳۲۳ھ کا ہے۔

جب وزیر ابن مقلہ کے حکم سے انہیں مارا پیٹا جارہا تھا تو انہوں نے ابن مقلہ کو بددعا دی کہ "یا اللہ اس ابن مقلہ نامی وزیر کے ہاتھ کاٹ دے اور اس کے کام کو بگاڑ دے تو اللہ نے ان کی بددعا قبول فرمائی تو بادشاہ نے ابن مقلہ کو ۳۲۴ھ وزارت سے علیحدہ کردیا اور ایک الزام پر اسکی مار پٹائی بھی کی اور اس کی زبان اور ہاتھ بھی کاٹے گئے حالانکہ ابن مقلہ کی نیت ابن شنبوذ کو صحیح راستے پر لانے کی تھی کیونکہ انہوں نے جو قراءات شاذہ کے بعض حروف کو قرآن میں داخل کرنے کی جسارت کی تھی ہر دیندار کو اس کا دکھ پہنچا کہ اجماع امت کے خلاف ایک غلط کام تھا۔

لیکن چونکہ وہ بہت بڑے قاری وحافظ اور عالم دین تھے قرآن وسنت کا علم رکھتے تھے ان کی غلطی کے باوجود ان کا علمی ودینی احترام ختم نہیں ہوگیا تھا کہ عالم دین

ہر صورت واجب الاحترام ہے انہیں سیدھے راستے پر لانے کے لئے دلائل اور علم کے طریقے اور شفقت ونرمی سے انہیں سمجھا کر سیدھے راستہ پر لانا ہی ان کی شان کے لائق تھا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ "**نزلوا الناس علی قدر منازلهم**" کہ لوگوں کے ساتھ ان کی شان کے لائق سلوک کرو۔ ابن مقلہ نے جوان کے ساتھ توھین آمیز سلوک کیا وہ درست نہ تھا۔

اس لئے ایک عالم دین کے ساتھ اس طرح کے تشدد اور ان کی توھین سے اللہ تعالی ابن مقلہ پر جو ناراض ہوا اور امام ابن شنبوذ کی بددعا پر ابن مقلہ کو دنیا میں ہی سخت سزا دے کر لوگوں پر واضح کردیا کہ وہ اپنے قرآن اور اپنے محبوب ﷺ کی سنت کے علم رکھنے والوں (علماء دین) کی شان وعظمت اور ان کی تعظیم وتکریم کا محافظ ہے امام ابن ابی شامہ نے اپنی کتاب "**المرشد**" میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا اور امام ابن عبدالسلام نے "**قواعد الاحکام**" میں ذکر فرمایا کہ امام ابن شامہ نے فرمایا کہ اگر علماء دین کی چھوٹی موٹی غلطیاں حکمرانوں کے پاس لائی جائیں تو حکمرانوں کے لئے یہ ہدایت ہے کہ "**لم یجز تعزیرهم علیها بل تقال عثرتهم وتغفر زلتهم**" وہ علماء دین کو انکی چھوٹی موٹی خطاؤں پر کوئی سزا نہ دیں بلکہ ان کی خطائیں معاف کردی جائیں۔

(نشر طی التعریف ۵۷،۵۸)

علم کی باتیں کرنا جہاد ہے

امام ابواللیث سمرقندی نے تنبیہ الغافلین میں اور زہرۃ العیون کے مصنف
نے ''زهرة العيون'' اور دیگر محدثین نے اپنی تصانیف میں حضرت معاذ بن
جبلؓ سے اور امام ثعالبی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت کیا رسول اللہ
ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

علم حاصل کرو بے شک علم حاصل کرنا بڑی نیکی ہے اسکی طلب وشوق بھی
عبادت ہے اس کا سنانا سننا تسبیح ہے اور علم کی باتیں کرنا جہاد ہے اور ان پڑھ کو پڑھانا
سخاوت اور اس کے لائق لوگوں کو علم سکھانا خدا کی نزدیکی ہے سنو، علم قرآن وسنت
جنت والوں کے ٹھکانوں کا راستہ ہے یہ قرآن وسنت کا علم تنہائی میں انس دینے والا اور
سفر میں اچھا دوست اور اکیلے میں باتیں کرنے والا اور خوشیاں دکھانے والا اور تنگیوں
سے نکالنے والا اور دوستوں کے ہاں زینت اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہتھیار ہے اللہ
تعالی اس کے ذریعے قوموں کو ترقی دیتا ہے تو انہیں دین ودنیا میں پیشوا بناتا ہے جنکے
نقش قدم پر چلا جاتا ہے اور ان کے کردار کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کی رائے کو
آخری بات سمجھا جاتا ہے فرشتے علماء سے دوستی کرتے اور ان کے جسم سے پروں کو
لگا کر برکت حاصل کرتے ہیں۔

اور علماء دین پر ہر خشک وتر چیز اور دریا کی مچھلیاں اور زمین کے جانور کیڑے
مکوڑے چیونٹیاں اور جنگلی اور دریائی جانور اور چوپائے سب درود بھیجتے اور ان کے
لئے بخشش کی دعائیں کرتے ہیں کیونکہ علم سے انسان جہالت کی موت سے نکل کر حقیقی
زندگی پاتا ہے، اور علم کے ذریعے اندھے پن سے نکل کر آنکھوں کا حقیقی اور ابدی نور

پاتا ہے اور علم کے ذریعے بدن کو بشری کمزوری سے نجات حاصل ہو کر ابدی قوت اور
روحانی طاقت نصیب ہوتی ہے اور علم انسان کو دنیا وآخرت میں اخیار وابرار کے
مقامات اور بلند درجات پر پہنچاتا ہے۔

قرآن وسنت میں غور وفکر کرنا روزوں کی عبادت اور اس کے احکام
میں مذاکرہ وگفتگو کرنا رات بھر کھڑے ہو کر نوافل پڑھنے کے ثواب کے برابر ثواب
ہے اسی علم سے رشتوں کے حقوق کی پہچان ہوتی اور ادائیگی کی جاتی ہے اور اسی علم سے
حلال وحرام کا پتہ چلتا ہے اور علم امام اور عمل اس کا پیروکار ہے علم دین کے سیکھنے کا جذبہ
اللہ ان کو ہی عطاء کرتا ہے جو نیک بخت اور خوش قسمت ہوتے ہیں اور بدقسمت اس
سے محروم رہتے ہیں۔

(نشرطی التعریف ۵۳)

یہ علم حاصل کرنے والے چونکہ سعادتمند اور خوش قسمت ہوتے ہیں ان کے
درجے دوسروں سے بہت اونچے اور بلند ہوتے ہیں، اس لئے اللہ کے ہاں یہ انتہائی
محترم ہوتے ہیں جیسا کہ گذرا ہے کہ نبیوں کے بعد علماء کا ہی مقام ورتبہ ہے۔

احترام علماء

جیسا کہ گذرا ہے کہ علماء کا ہر صورت احترام فرض ہے اس لئے ان کے صغائر
(چھوٹی موٹی خطاؤں) سے درگذر کرنا ضروری اور انکی توھین وتنقیص حرام ہے، وہی
اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کے صغائر سے درگذر کیا جائے چنانچہ حدیث
شریف میں ہے کہ

اقیلوا ذوی الھیئات عثراتھم

ترجمہ:۔

شریفوں کی خطاؤں کو معاف کردو۔ بلاشبہ قرآن وسنت کے علم والوں سے بڑھ کر کوئی شریف نہیں ہوسکتا۔

فاھل العلم اشرف ذوی الھیئات اذھم الاولیاء بقول الثقات

(نشر طی التعریف ۵۸)

ترجمہ:۔

لہذا علماء سب سے بڑھ کر شریف لوگ ہیں کیونکہ بقول علماء محققین و محدثین علماء دین اللہ کے اولیاء ہیں۔

مذکورہ تمام حوالہ جات قرآن وسنت اور ارشادات علماء محققین ومحدثین کی روشنی میں ثابت ہوا کہ قرآن وسنت کا علم اس قدر بلند واس قدر اونچا درجہ رکھتا ہے کہ اس کے حامل (علماء دین) کی توہین وتنقیص نہیں کی جاسکتی۔ (نشر طی التعریف ۵۸)

امام ابومنصور ثعالبیؒ کتاب " **الفرائد و القلائد** " میں لکھتے ہیں کہ علم دین اور علماء کی بے ادبی وہی کریگا جو متکبر جاہل ہوگا یا رذیل گھٹیا شخص ہوگا۔ یہ بات حجۃ الاسلام امام غزالیؒ بھی " **احیاء علوم الدین** " میں ارشاد فرمائی اور حضرت حذیفہؓ سے حدیث روایت فرمائی انہوں نے فرمایا: لوگو! تم اس وقت تک خیر وعافیت سے رہو گے جب تک تم حق والوں کا حق پہنچاتو گے اور تم میں علماء کا احترام ہوتا رہے گا

(نشر طی التعریف ۶۰)

عالم کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے

سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین کی حدیث ہے جسے امام ماوردیؒ نے اپنی کتاب میں سند کے ساتھ روایت کیا کہ

من وقر عالما فقد وقر ربه

(نشرطی التعریف ۵۸)

ترجمہ:۔

جس نے عالم دین کی تعظیم کی اس نے اپنے رب کی تعظیم کی۔

عالم دین کی تعظیم اللہ کی تعظیم اس لیے ہے کہ وہ زمین پر اللہ کا نمائندہ ہے اور اس کا سفیر (Ambassador) ہے۔

علماء کے آگے چلنا گناہ کبیرہ ہے

امام موسی بن احمد وصابیؒ نے اپنی کتاب " **الحجة** " میں اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

المشی بین یدی الکبراء من الکبائر ولایمشی بین یدی الکبراء الا ملعون قیل یا رسول الله من الکبراء ؟ قال " العلماء و الصالحون "

(نشرطی التعریف ۵۸)

ترجمہ:۔

بڑوں کے آگے چلنا کبیرہ گناہوں میں سے (ایک گناہ) ہے اور بڑوں کے آگے لعنتی ہی چلے گا۔عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ بڑے کون ہیں؟ فرمایا علماء اور شریعت کے پابند لوگ۔

اس سے علماء کی عظمت کا پتہ چلا

نیز اس سے ثابت ہوا کہ قوم پر فرض ہے کہ اپنے دینی و دنیاوی اور سیاسی معاملات میں علماء کو ہی آگے رکھیں، ان سے مشورے لے کر چلیں اور اگر قوم ایسا نہ کرے گی تو گناہ کبیرہ میں پڑیگی اور یوں اللہ کی رحمت سے دور ہوگی اور وہ نہیں سدھر سکے گی، آج پاکستان کے حالات اس لئے ہی خراب ہیں بلکہ خراب ہی چلے آرہے ہیں کہ قوم نے اور حکمرانوں نے علماء کو ان کا وہ مقام نہیں دیا جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کے مطابق دینا چاہیے تھا

علماء کا کمال ادب

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین باتیں اللہ تعالی کی تعظیم ٹھہرتی ہیں ایک اس شخص کی تعظیم جو اسلام کے احکام کی پیروی اور اسلام کی خدمت کرتے کرتے بوڑھا ہوگیا دوسرا وہ جو جس کے سینے میں قرآن ہے اور تیسرا وہ کہ جس کے پاس قرآن وحدیث اور شریعت کا علم ہے خواہ وہ عمر میں بڑا ہو یا چھوٹا یہ حدیث امام میانشیؒ نے اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب "مجالس" میں روایت فرمائی

(نشرطی التعریف ۵۹)

عالم کو تکلیف پہنچانا رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچانا ہے

امام خطیب بغدادیؒ نے اپنی کتاب "الفقیه و المتفقه" میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ کی ایک حدیث روایت کی ہے کہ

من اذٰی فقیها فقد آذٰی رسول الله ﷺ و من آذٰی رسول الله ﷺ فقد آذٰی الله عزو جل

(نشرطی التعریف ۵۹)

ترجمہ:۔

جس نے عالم دین کو ایذاء (تکلیف) دی اس نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایذاء دی اور جس نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایذاء دی (تکلیف پہنچائی) تو بے شک اس نے اللہ کو ایذاء دی اور اللہ تعالی نے ان لوگوں کے بارے میں جو اس کے رسول ﷺ کو ایذاء دیں یہ فرمایا ہے۔

بے شک جو لوگ اللہ کو اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(احزاب ۵۷.نشرطی التعریف ۵۹.۶۰)

تکلیف پہنچانے کے طریقے

عالم دین کو تکلیف پہنچانے کے کئی ایک طریقے ہیں

☆ (۱) ایک یہ کہ اس کی شان میں کوئی ایسا لفظ بولنا جس سے اس کی شان میں واضح توھین ہوتی ہو یا توھین کا پہلو نکلتا ہو۔

☆ (۲) دوسرا یہ کہ کوئی ایسی حرکت یا کوئی ایسا کام کرنا جس سے عالم دین کی توھین ہوتی ہو یا توھین کا پہلو نکلتا ہو۔

☆ (۳) تیسرا یہ کہ عالم دین کو اپنا راھنما نہ ماننا اور انکو یا ان کی بات کو اہمیت نہ دینا۔

☆ (۴) چوتھا یہ کہ ملکی یا ملی یا معاشرتی معاملات یا مشکلات میں علماء کے ہوتے ہوئے غیروں سے راھنمائی حاصل کرنا۔

☆ (۵) پانچواں یہ کہ ان معنوں یا ان طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ سے علماء کی توھین کرنے والوں سے جان بوجھ کر دوستانہ تعلق رکھنا

☆ (۶) چھٹا یہ کہ انکی ضرورت کے مقابلہ میں دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینا۔

علماء کا ادب

مسلمان شروع سے ہی اپنے علماء کا ادب واحترام کرتے اور ان سے تواضع وانکساری سے پیش آتے رہے ہیں اگرچہ وہ خاندان کے لحاظ سے ان سے ظاہر کم درجے کے ہوتے لیکن وہ جانتے تھے کہ علم کا مرتبہ خاندان کے مرتبہ سے بلند تر ہے اس لئے وہ ان سے نہایت ادب واحترام اور تواضع وانکساری سے پیش آتے چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ جو حضورﷺ کے خاندان میں سے تھے اور آپ کے چچازاد بھائی

تھے اور عالم وفقیہ تھے مگر وہ اپنے سے بڑے عالم حضرت زید بن ثابت خزرجی کا بہت ادب کرتے تھے حتی کہ جب حضرت زیدؓ سواری پر سوار ہوتے تو حضرت ابن عباسؓ ان کی سواری کی رکاب پکڑ لیتے تا کہ حضرت زیدؓ سوار ہو جائیں۔ کسی نے ان سے عرض کی کہ آپ تو اونچے خاندان کے ہیں اور رسول اللہﷺ کے چچازاد بھائی ہیں پھر بھی آپ حضرت زیدؓ کا اس قدر ادب کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ

"انا ھکذا نصنع بالعلماء"

ترجمہ:۔

ہم علماء کا ایسا ہی ادب کرتے ہیں۔

یعنی ہمیں شریعت کی طرف سے علماء کا اسی طرح ادب کرنے کا حکم ہے۔

سونا چاندی تانبا

صاحب "زھرة العیون" نے اپنی سند کے ساتھ حدیث روایت کی رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ

العالم من ذهب و المتعلم من فضة و الثالث من نحاس

(نشرطی التعریف۲۹)

ترجمہ:۔

عالم سونا اور طالب علم چاندی اور دوسرے لوگ تانبا ہیں۔

﴿ہمیشہ حق پر قائم رہنے والا گروہ﴾

صحیح بخاری و مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

لایزال من امتی امۃ قائمۃ بامرہ اللہ لایضرھم من خذلھم و لا من خالفھم حتی یأتی امر اللہ و ھم علی ذلک

(صحیح بخاری کتاب المناقب و مسلم)

ترجمہ:۔

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم کو قائم رکھے گا انہیں وہ شخص نقصان نہیں پہنچا سکے گا جو ان کو چھوڑ جائے گا اور نہ وہ جو ان کی مخالفت کرے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یوم آخر قریب) آجائیگا اور وہ بدستور اللہ کے دین پر ڈٹے ہوئے ہوں گے

امام نوویؒ نے اپنی کتاب ”**تھذیب الاسماء و اللغات**“ میں فرمایا ہے کہ محققین نے فرمایا کہ یہ حدیث علماء دین کے بارے میں ہے۔

﴿طالب علم قرآن میں﴾

امام ثعالبیؒ نے اپنی تفسیر میں سند کے ساتھ حضرت عکرمہؓ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے قرآن میں کئی ایک جگہ علم کے پڑھنے پڑھانے والوں کا ذکر فرمایا (مثلا **فی سبیل اللہ** کا ذکر مصارف زکوۃ میں جہاں وارد ہوا وہاں طالب علم دین مراد ہیں نیز سورۃ توبہ آیت ۱۱۲ میں

”**السائحون**“ کا ذکر ہے اس سے مراد بھی علم دین سیکھنے کے لئے سفر کرنے والے حضرات مراد ہیں

(نشرطی التعریف ۵۰)

﴿جلدی کرو﴾

امام خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث روایت فرمائی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

سارعوا فی طلب العلم فلحدیث عن صادق خیر من الارض وما علیھا من ذھب و فضۃ

ترجمہ:۔

علم حاصل کرنے میں جلدی کرو سستی و غفلت نہ کرو بے شک سچائی کی جان نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث کے پڑھنے پڑھانے کا ثواب ساری زمین سے اور ساری زمین کے سونے اور چاندی کے اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالنے سے بھی زیادہ۔

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ مال و دولت کی محبت محض اپنے عیش و آرام اور محض نفسانی خواہشوں کی تحصیل و تکمیل کے لئے ہی ہو تو مال و دولت کی محبت نہ صرف گناہ بلکہ تمام گناہوں کی بھی جڑ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں کہ

حب الدنیا رأس کل خطیئۃ

ترجمہ:۔

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔

اور حدیث شریف میں فرماتے ہیں کہ

الدینا زور لا یحصل الا بالزور

ترجمہ:۔

دنیا جھوٹ ہے اور جھوٹ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

دنیا جھوٹ ہے یعنی جیسے جھوٹ کو کوئی ٹھیراؤ نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی اعتبار ہے یوں ہی دنیا کو بھی کوئی ٹھیراؤ نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی اعتبار ہے یہ ڈھلتی چھاؤں ہے اس کو اکثر لوگ جھوٹ سے ہی کماتے ہیں بہت کم لوگ ہیں جو کاروبار میں یا لین دین میں سچ بولتے ہوں پھر سچ بولنے والوں میں سے بھی اکثر لوگ کاروبار میں طرح طرح کی پریشانیاں اٹھاتے ہیں جبکہ جھوٹ بولنے والے اپنی دنیا آباد اور آخرت برباد کر لیتے ہیں۔

لیکن اگر کوئی شخص اس نیت سے دنیا جمع کرے کہ وہ اس کے حاصل کرنے کے بعد یا اس کا معقول ذریعہ آمدن بنانے ۔کے بعد بے فکری سے دین کا کام کرے گا اور دین پر خرچ کرے گا تو اس کی دنیا بلاشبہ دنیا نہیں دین ہے اور وہ شخص ارب پتی ہو کر بھی دنیا دار نہیں بلکہ دین دار ہے زاھد اور تارک الدنیا ہے کہ اس کے ذرائع آمدنی جو اسے کروڑوں کی انکم دے رہے ہیں وہ کروڑں روپے دین پر بھی خرچ کرتا جا رہا ہے وہ اللہ تعالی کہ اس فرمان پر کہ

قل العفو الخ

جو تمہاری ضرورت سے زائد ہے اسے جمع رکھنے کی بجائے اللہ کی راہ میں

اور اس کے دین پر خرچ کرو

دل کھول کر عمل کرتے ہیں، یہ دنیا نہیں دین سے محبت ہے

صاحب علم وعرفان

جو شخص صاحب علم وعرفان اور صاحب ایمان وایقان ہے وہ دنیا سے دنیا کے لئے نہیں دین کے لئے اور اللہ کے لئے محبت کرتا ہے وہ دنیا سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ اسے دین کی حفاظت اور دین کی ترقی کا ذریعہ بنا تا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

المال ترس المؤمن

ترجمہ:۔

مال مؤمن کی ڈھال ہے

یعنی مومن مال کے ذریعے اپنی غیرت وآبرو اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کرتا ہے۔

دشمنان دین جو دین پر حملے کرتے ہیں وہ اپنے مال خرچ کر کے ان کے حملوں کا جواب دیتا ہے دینی کتابیں چھاپ چھاپ کر، دینی مدرسے قائم کر کے اور علماء پیدا کر کے دین کے دشمنوں کے مقابلہ میں اپنے محاذ کو مضبوط کرتا ہے۔

امام شافعی

اس لئے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ

يحتاج طالب العلم الى سعة ذى اليد و الذكاء

(نشرطی التعریف ۹۳)

ترجمہ:۔

علم پڑھنے پڑھانے والوں پر کھلے ہاتھ سے مال خرچ کرنے کی ضرورت ہے تا کہ وہ بےفکری سے علم کو فروغ دیں جو رسول اللہ ﷺ کا مشن ہے۔

﴿امام عبداللہ بن مبارک﴾

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید امام عبداللہ بن مبارک جو اپنے زمانہ کے ابدالوں (خاص اولیاء) میں سے تھے اور صاحب کشف و کرامات اور مستجاب الدعوات تھے، اپنا تمام سرمایہ علماء کے حوالے کرکے فرماتے تھے لو اس سے دین کا کام کرو۔ ان سے کہا گیا کہ آپ دوسرے ضرورتمندوں کو بھی کچھ دیا کرو آپ فرماتے کہ

انی لا اعرف بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء

(نشرطی التعریف ۹۳)

ترجمہ:۔

میں نہیں جانتا کہ نبوت کے بعد علماء کے مقام سے کسی کا اونچا مقام ہو اس لئے میں ان کو ہی اپنا سرمایہ دیتا ہوں گویا نبوت کے بعد سب سے بڑی نیکی یہی ہے کہ علماء کو بڑھ چڑھ کر وسائل دیے جائیں تا کہ وہ دین کو مضبوط کریں اور دین مضبوط ہوگا

تو امت مضبوط ہوگی اور اسلام غالب ہوگا۔

﴿عمر بن عبدالعزیزؒ﴾

امام خطیب بغدادیؒ تاریخ بغداد میں سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے "**حمص**" کے گورنر کو لکھا کہ

مر لاهل الصلاح من بيت المال مايغنيهم لئلا يشغلهم شيء عن تلاوة القرآن وما حملوا من الاحاديث

(نشرطی التعریف ۹۳)

ترجمہ:۔

کہ علماء کو بیت المال سے اس قدر وظائف دینے کا حکم دو جو ان کی تمام ضروریات کے لئے کافی ہو جائیں تا کہ فکر معاش انہیں قرآن و حدیث کے علم کو پھیلانے میں رکاوٹ نہ ڈالے۔

﴿امام شاطبیؒ﴾

امام شاطبیؒ جو بڑے قاری و عالم و فقیہ و محدث ہوئے ہیں ارشاد فرماتے ہیں

ولا بد من مال به العلم يعتلى وجاه من الدنيا يكف المظالم

ترجمہ:۔

علم دین کی ترقی کے لئے مال کا خرچ کرنا انتہائی ضروری ہے اور ظالموں

کے ظلم کو روکنے کے لئے اہل دین کے ہاتھ میں قدرت ہونی چاہئے۔

امام غزالی

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کے دین کی بھلائی کے لئے مال سے محبت یا کسی انسان سے محبت بھی اللہ ہی سے محبت ہے چنانچہ جو عالم دین اپنے طالب علموں سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ ان کی وجہ سے اسے قرآن وسنت کو پڑھانے کا موقع مل رہا ہے تو اس کی یہ محبت اللہ ہی سے محبت ہے نیز فرماتے ہیں کہ اسی طرح ایک عالم دین اُپنے خدمت گار سے جو اس کے کپڑے دھوتا، اس کے گھر میں جھاڑو پھیرتا صفائی کرتا اور اس کے لئے کھانا تیار کرتا ہے، اس لئے محبت کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ بے فکر ہو کر اپنا وقت دینی کتابوں کے پڑھنے پڑھانے پر خرچ کرتا ہے تو اس نیت سے اس خادم کی محبت بھی اللہ ہی کی محبت ہے اسی طرح جو شخص اپنے بچوں سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ بچے باپ کی اس محبت سے متاثر ہو کر اس کے کہنے پر چلتے ہوئے دین سیکھیں گے اور دین پر عمل کریں گے اور اس کے معاون ہو کر دین کے کاموں میں اس کے دست وبازو بنیں گے اور اسی طرح وہ اپنی بیوی سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ اس کی بیوی اسے دین ودنیا کے کاموں میں مدد دیتی ہے اوداس کے دینی مشن میں اس کا تعاون کرتی ہے تو یہ ساری محبتیں درحقیقت اللہ ہی سے ہیں غیر سے نہیں ہے۔

(نشرطی التعریف ۹۴)

(راقم عرض کرتا ہے کہ اس نیت سے کسی سے بھی محبت اللہ ہی سے محبت ہے چنانچہ حدیث میں ہے **الحب للہ و البغض للہ** ۔یعنی اللہ ہی کے لئے محبت ہو اور

اللہ ہی کے لئے نفرت ہو۔)

حضرت معاویہ بن قرۃ

حضرت معاویہ بن قرۃؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کا بیٹا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ۔

نعم الابن ، کفانی امر دنیای فغرغنی لآخرتی

ترجمہ:۔

کیا ہی اچھا بیٹا ہے، اس نے میری دنیا کے معاملات اپنے ذمے لے کر مجھے آخرت کے کاموں کے لئے فارغ کر دیا ہے۔

(نشرطی التعریف ۹۴ از حلیہ ابی نعیم

اسی طرح جو شخص دنیا کی کسی چیز سے اس لئے محبت کرے کہ اس سے اسے دین وآخرت کے کاموں میں اور علم کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے اور اس کی وجہ سے اس کا دل دنیا کی فکر اور دنیا کی بھاگ دوڑ سے بے نیاز ہے بلاشبہ اس کی محبت اللہ ہی کی محبت ہے۔

(نشرطی التعریف ۹۴،۹۵)

حضور اکرم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو بہت سے لوگ تجارت پیشہ تھے ،بہت سے لوگ صنعتکار تھے اور بہت سے مختلف قسم کے ہنرمند تھے اور بہت سے زمیندارہ اور کاشتکاری کرتے تھے اور دنیا کماتے تھے ان میں بعض تو انتہائی امیر وغنی اور ایسے دولتمند تھے کہ ان کی دولت کا حساب ہی نہیں تھا آپ ﷺ نے کسی کو ان کے

پیشوں کے ترک کرنے اور دنیا کمانے کے سلسلہ کو چھوڑ دینے کا حکم نہ فرمایا حتی کہ کسریٰ اور قیصر جیسے بادشاہوں کو بھی دعوت نامے بھیجے ان کو بادشاہی سے دست بردار ہونے کا حکم نہ دیا بلکہ اسلام لانے کا حکم دیا اور اسلام لانے والوں کو اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرنے کا حکم اور بروقت ضرورت عطیات کی ترغیب دی بلکہ ارشاد فرمایا کہ

نعم المال الصالح للرجل الصالح

ترجمہ:۔

مرد صالح کے لئے مال صالح کیا ہی اچھا ہے۔

یعنی نیک مال کیا ہی اچھا مال ہے جو جائز طریقے سے کمایا اور اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

قرآن کریم میں اسراف سے یعنی مال کو بے جا خرچ کرنے اور ضائع کرنے سے روکا گیا ہے۔

حضرت عثمانؓ

بلکہ حضرت عثمانؓ کو ایمان کے بعد اسی کثرت مال و دولت کی بدولت جنت میں بے حساب داخل ہونے کی خوشخبری دی گئی کہ انہوں نے دین پر اس قدر فراخ دلی سے خرچ کیا کہ دیتے وقت توقع سے بھی بڑھ کر راہ خدا میں دیتے تھے بلکہ ہر ایک سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے حتی کہ ان کی شدت سے خواہش ہوتی تھی کہ وہ اس قدر دیں کہ اس کے بعد کسی اور سے

مانگنے کی ضرورت ہی نہ رہے بلاشبہ جو لوگ عثمان غنی کی سیرت پر عمل پیرا ہیں وہ بھی ان کے طفیل جنت میں بلا حساب داخل ہونے کی سعادت حاصل کریں گے۔

زھد

صحیح ترمذی میں زھد کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان مروی ہے کہ

ليست الزهادة فى الدنيابتحريم الحلال ولا باضاعة المال ولكن الزهادة فى الدنيا ان تكون بمافى يد الله اوثق منك فى يدك و ان تكون بثواب المصيبة اذا انت اهبت بها ارغب منك فيها لو لم تصبك.

(نشر ۹۶)

دنیا میں زاھد ہونا اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو اپنے اوپر حرام ٹھہرا لینے سے نہیں اور نہ ہی مال کو ضائع کر ڈالنے سے ہے لیکن دنیا میں زاھد ہونا یہ ہے کہ (تمہارے لئے) جو اللہ کے پاس ہے اس پر تمہیں زیادہ بھروسہ ہو جو اس مال سے جو تمہارے ہاتھ میں ہے اور یہ کہ مصیبت کے ثواب کی جو تمہیں پہنچی (اس پر صبر کرنے سے تمہیں ثواب ملا) تمہیں زیادہ خوشی ہو اس سے کہ اگر وہ مصیبت تمہیں نہ پہنچتی (اور تم اس کے ثواب سے محروم رہ جاتے)

حضور اکرم ﷺ نے جو زھد کی تعریف فرمائی وہ اس سے کہیں مختلف ہے جو ہم بعض کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ زھد یہ ہے کہ انسان دنیا سے ہی کنارہ کش

ہو جائے۔ تجارت نہ کرے، مال ومتاع کی خواہش نہ کرے، بیوی بچوں سے دلچسپی نہ رکھے بس پھٹے پرانے کپڑے پہنے، ہر آسائش و آرام اور اچھے کھانے پینے اور اچھے رہنے سہنے سے دلچسپی نہ رکھے۔

اس طرح کے زھد کا اسلام میں کوئی تصور نہیں حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت عبدالرحمٰن صحابہ میں سے امیر ترین حضرات تھے اور اللہ کی ہر نعمت سے استفادہ فرماتے مگر ان کی سیرت یہ تھی کہ وہ اسلام کے لئے دین کے لئے جس قدر کھلے دل سے خرچ کرتے، دیکھنے والے حیران رہ جاتے ان کو دنیا سے محبت تھی تو اللہ کے لئے تھی یہی زھد ہے۔

امام ربیعہ بن عبدالرحمٰنؒ

امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیا میں سند کے ساتھ بیان فرمایا کہ امام ربیعہ بن عبدالرحمٰنؒ جو اولیا اللہ میں سے تھے ان سے پوچھا گیا کہ زھد کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ

جمع الاشیاء من حلھا وضعھا فی حقھا

یعنی ہر قسم کا مال جائز طریقے سے کمانا اور جہاں انہیں خرچ کرنے کا حق ہے (اللہ کی راہ میں) انہیں خرچ کرنا یہی زھد کی حقیقت ہے۔

امام ابوحازم

امام ابونعیم حلیۃ میں اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوحازم جو

اولیا اللہ میں سے تھے ان سے ایک شخص نے عرض کی کہ حضرت والا! میں آپ کی خدمت میں اس بات کی شکایت کرتا ہوں کہ میرے دل میں دنیا کی محبت ہے حالانکہ میرے پاس اپنا ذاتی مکان بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا دیکھو، اللہ تعالیٰ تمہیں جس جائز طریقہ سے بھی مال و دولت دے اسے لے لو اور اپنی ضرورت سے زائد کو اللہ کی راہ میں خرچ کئے جاؤ اس طرح دنیا سے محبت تمہیں نقصان نہ دے گی۔

(نشرطی التعریف ۹۶)

اسی طرح امام ابونعیمؒ حلیۃ الاولیاء میں اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے فرمایا کہ میں نے حضرت امام ابوحازمؒ سے عرض کی کہ میں اپنے دل میں ایک چیز محسوس کرتا ہوں جو مجھے رنج وغم میں ڈالتی ہے آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی، دنیا کی محبت آپ نے فرمایا، یقین کرو دنیا کی محبت تو میرے دل میں بھی ہے مگر مجھے اس کا کوئی رنج وغم نہیں کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ دنیا کی محبت اللہ ہی نے ہمارے دل میں ڈالی ہے لہذا یہ غم کی بات نہیں ہے لیکن رنج وغم کی بات یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی اسے ناجائز طریقہ سے حاصل کرے جب ہم دنیا کو جائز طریقوں سے حاصل کریں اور اپنی ضرورت سے زائد کو اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو دنیا کی محبت ہمیں نقصان نہیں دیتی

(نشر ۹۷)

مفتی غلام سرور قادری

راقم ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری عرض کرتا ہے کہ مزہ بھی تب ہی ہے جب

دل میں دنیا کی محبت ہو اور اسے راہ خدا میں خرچ کرے۔ ثواب بھی اس صورت میں
زیادہ ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

واتی المال علی حبه

ایک تفسیر کے مطابق "**علی حبه**" میں "**علی**" "**مع**" کے معنی
میں ہے گویا تقدیر عبارت یوں ہوگی

"**واتی المال مع حبه**"

(البقرہ)

کہ مومن وہ ہے جو مال کی محبت رکھنے کے ساتھ اسے اللہ کی راہ میں خرچ
کرے۔

نیز چوتھے پارہ کے شروع میں ہے کہ

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

ترجمہ:۔

تم (اس) نیکی کو (جو تمہیں اللہ کے قریب کرے) ہرگز حاصل نہیں کر سکتے
یہاں تک کہ تم اپنا محبوب مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

امام حبیشی

امام جمال الدین محمد بن عبد الرحمن عمر حبیشیؒ متوفی ۷۸۰ھ فرماتے ہیں کہ
خود حضور اکرم ﷺ دنیا کی کئی ایک چیزوں سے محبت فرماتے تھے چنانچہ فرمایا کہ

حبب الی من دنیاکم ثلاث النساء و الطیب و

جعلت قرة عینی فی الصلوة

ترجمہ:۔

تمہاری دنیا میں سے تین چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی ہے ایک
عورتوں کی، دوسری خوشبو کی اور تیسری یہ کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کر دی گئی
اور آپ شہد کو اور میٹھے کو پسند فرماتے بیویوں سے اور خاص کر حضرت عائشہؓ سے محبت
فرماتے امام حسنؓ و حسینؓ سے محبت فرماتے حالانکہ یہ سب دنیاوی قسم کی چیزیں ہیں

"**وکل هذا من الدنیا**"

حضرت انسؓ کے لیے دعاء

نیز آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ اس کے مال اور
اس کی اولاد کو بہت کرے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرماتے ہوئے
حضرت انسؓ کو بہت مال دیا اور اولاد دی" **وذلك كله دنيا**" اور یہ
سارا معاملہ دنیا ہے۔ اگر دنیا ہر طرح سے بری ہوتی تو حضرت انسؓ کے لئے دعا نہ
فرماتے اور ان کے لئے پسند نہ فرماتے جبکہ حضرت انسؓ آپ ﷺ کے بہترین صحابہ
کرام میں سے ہیں۔

اور آپ ﷺ نے خود اپنے لئے یوں دعا فرمائی کہ

**الهم انی اسالك من صالح ما تؤتی الناس من
المال و الولد غیر الضال والمضل۔**

ترجمہ:۔

اے اللہ میں تجھ سے اس میں سے کچھ مانگتا ہوں جو تو لوگوں کو اچھا مال اور اچھی اولاد دیتا ہے جو نہ گمراہ ہوں اور نہ گمراہ کرنے والے

(نشرطی التعریف ۹۸)

اس دعا میں حضور ﷺ نے اپنے رب سے مال بھی مانگا اور اولاد بھی اور یہ دونوں چیزیں دنیا ہی ہیں مگر آپ ﷺ نے "**ضال**" اور "**مضل**" کے الفاظ سے اس مال اور اولاد کی طلب کی نفی فرما دی جن میں برکت نہ ہو، جس مال سے انسان میں تکبر آجائے غرور پیدا ہو اور اسے راہ خدا میں خرچ نہ کیا جائے وہ مال "ضال" ہے بے برکت ہے اور جو اولاد دین سے دور ہو وہ اولاد بھی "ضال" اور "مضل" (گمراہ اور گمراہ کن) ہے ایسا مال اور ایسی اولاد مومن کی مطلوب و آرزو نہیں ہو سکتی۔

﴿دنیا﴾

حدیث شریف ہے جسے امام ترمذی ونسائی نے اپنی سنن میں، امام مالک نے مؤطا میں اور امام واحدی نے اپنی تفسیر "**وسیط**" میں روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

ان اللہ یعطی الدنیا من یحب ومن لا یحب ولا یعطی الأخرة الا من احب

(ترمذی و نسائی و مؤطا)

ترجمہ:۔

بے شک اللہ دنیا اسے بھی دیتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے اور اسے بھی جس سے محبت نہیں فرماتا یعنی فرمانبردار اور نافرمان دونوں کو دیتا ہے لیکن آخرت صرف اسے دیتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے۔ آخرت سے مراد دین ہے جیسا کہ **وسیط** میں ہے کہ

فمن اعطاہ الدین فقد احبہ

ترجمہ:۔

جسے اللہ نے دین دیا بے شک اسے پسند کرلیا۔

دین سے مراد قرآن وسنت کا علم اور قرآن وسنت کے علم سے محبت اور اس پر عمل کا جذبہ اور اس کی فکر کرنا اور علم دین کو فروغ دینے پر اپنے وسائل خرچ کرنا اور دین کے کام کو دنیا کے کاموں پر فوقیت دینا اور اسے پہلے کرنا، یہی دین ہے اور یہی دینداری اور یہی محبت خداوندی کا ذریعہ اور اس کی علامت ہے دنیا میں بے شمار اللہ کے ایسے بندے گزرے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دین اور دنیا دونوں کا بادشاہ بنایا۔

حضرت یوسف علیہ السلام و حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و بادشاہت دی خزانوں کا مالک بنایا۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ مومن جو ایمان پر چلے اللہ تعالیٰ کے احکام کا پیروکار ہو سخاوت شعار اور زکوۃ گزار ہو دین اور علم دین کا جاں نثار ہو اس کی دنیا دین ہے وہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی جنت کا مکین ہے وہ شخص نہ صرف صاحب ایمان ہے بلکہ صاحب حسن ایمان ہے۔ یقیناً حسن ایمان کے ساتھ مال و دولت نہ تو ضرر ہے نہ

نقصان ہے جیسے اللہ کی نافرمانی کے ساتھ فقرو درویشی کا فائدہ نہیں ایسے ہی ایک متقی و پرہیز گار اور اللہ کے فرمانبردار دین کے طلب گار و خدمتگار ہے اس کے لئے غنی ہونا خطرناک نہیں بلکہ مفید ہے کیونکہ اس کی دولت اس کے دین کے کاموں میں معاون و مددگار رہے۔

دین و دنیا ساتھ ساتھ

امام جیشی امام وردی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب میں سند کے ساتھ حدیث روایت فرمائی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

لیس خیر کم من ترك الدنیا للأخرة ولا الأخرة للدنیا ولکن خیر کم من اخذمن هذه و هذه ۔

ترجمہ:۔

تم میں وہ شخص بہتر نہیں ہے جس نے آخرت کے لئے دنیا چھوڑ دی اور نہ ہی وہ بہتر ہے جس نے دنیا کے لئے آخرت چھوڑ دی تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے آخرت سے حصہ لیا اور دنیا سے بھی حصہ لیا یعنی بہترین انسان وہ ہے جو آخرت کو اور دنیا کو ساتھ ساتھ رکھے، دین کے کام بھی کرنے اور دنیا کے بھی لیکن یہ خیال رہے کہ دونوں کے مقابلہ کی صورت میں دین اور آخرت کے کام کو فوقیت اور ترجیح دے۔

(نشرطی التعریف ۹۸)

دعائے مصطفے

ہمارے آقا و مولا محمد مصطفے احمد مجتبے رسول خدا جل دعلا ﷺ کی یہ دعا صحیح

مسلم میں مروی ہے۔

الهم اصلح لنا دیننا الذی هو عصمة امرنا و اصلح لنا دنیانا التی فیها معاشنا و اصلح لنا آخرتنا التی الیها معادنا

(نشر۹۹)

یعنی اے اللہ ہمارے دین کو جو ہمارے ہر کام کی عصمت و حفاظت اور بچاؤ ہے ہمارے لئے بہتر کردے اور ہماری دنیا کو جسمیں ہماری گذر بسر ہے ہمارے لئے بہتر کردے اور ہماری اخرت کو جس کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے ہمارے لئے بہتر کردے۔

اس دعا میں حضور ﷺ نے دنیا کی بہتری طلب فرمائی اور دنیا کی بہتری دنیا ہی ہے لیکن دنیا کی بہتری اور ترقی مسلمان کو تقوی کے معاملہ میں مدد دیتی ہے اور تقوی آخرت میں نفع دینے اور ہر پریشانی و مصیبت سے دور کرنے والا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی کہ

اللهم انی اسالك الهدی و التقی والعفان و الغنی

(نشر۹۹)

اے اللہ میں تجھ سے ھدایت، تقوی، پاکیزگی اور اس قدر مال کا سوال کرتا ہوں جو زندگی کی ضروریات میں مجھے بے نیاز رکھے۔

اور اکثر اوقات حضور ﷺ تنگدستی، مال کی کمی اور ذلت سے پناہ مانگتے تھے، اور صحیحین کی حدیث مشہور ہے کہ کسی نے اپنے بعد اپنے مال کی تہائی سے زیادہ

راہ خدا میں خرچ کرنے کی وصیت کرنا چاہی تو حضور ﷺ نے اسے منع فرمایا اور فرمایا کہ اگر تم اپنے بعد بچوں کو دنیا کے معاملہ میں بے نیاز کر کے چھوڑ جاؤ تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تم اپنا سارا مال راہ خدا میں دے جاؤ اور اپنے بچوں کو اس طرح محتاج چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

لیکن یاد رکھئے یہ اگر کسی نے اپنی ساری آمدنی دین پر لگادی اور بچوں کو صاحب علم یا صاحب فن کر دیا کہ وہ لوگوں کے ماویٰ و مرجع ہوں کہ لوگ ان سے فیض پائیں اور ان سے دین سیکھیں یہ اعلیٰ درجہ کی خدمت ہے دین کی بھی اور اولاد کی بھی کیونکہ حدیثوں کے حوالوں سے پہلے گذرا ہے کہ جس نے اپنے آپ کو علم دین کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف کر دیا اللہ اسے دنیا کے معاملہ میں کافی ہوگا۔

الغرض

مال وسیلہ حصول کمال ہے کہ انسان اس کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرے اور اپنا وقت علم دین کے پڑھنے پڑھانے میں خرچ کرے، گویا اہل علم کے پاس اگر اپنا ذریعہ روزگار ہو تو وہ بے فکری سے دین کا کام کر سکتے ہیں جیسے امام اعظم ابو حنیفہؒ کا اپنا کپڑے کا کاروبار تھا جس سے آپؒ اپنی ضروریات پوری فرماتے اور تمام اوقات پڑھنے پڑھانے اور لوگوں کو دین سکھانے میں صرف کرتے۔

اگر کسی صاحب علم جو علم کی خدمت میں مصروف ہو کہ اس کے پاس اپنا کوئی ذریعہ انکم نہ ہو تو مالدار مسلمانوں پر فرض ہے کہ دنیا و معاش کے معاملہ میں اسے مکمل طور پر بے فکر رکھیں تا کہ وہ بے فکری سے وراثت نبوت (قرآن و سنت کے علوم) کو فروغ

دے سکے۔ جیسا کہ امام حافظ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے تھے۔

علم وحلم

علم اور حلم (حوصلہ و بردباری و متحمل مزاجی) جس شخص میں جمع ہو جائیں وہ زمین پر اللہ کا فرشتہ رحمت بلکہ فرشتوں سے بہتر ہے وہ اللہ کی نعمت ہے وہ بزرگ ہے وہ اللہ کا دوست ہے وہ اللہ کا ولی ہے۔

سیدی امام عبدالوہاب شعرانیؒ کشف الغمہ شریف میں فرماتے ہیں جو عالم دین بردبار ہو متحمل مزاج ہو درگزر کرنے والا اپنی طبیعت پر قابو پانے والا ہو وہ اللہ کا ولی ہے اور متحمل مزاج کی تعریف اور پہچان لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اس سے غصہ دلانے والی بات کرے تو وہ اس پر غصہ میں نہ آجائے بلکہ اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور معتدل (نارمل) رہے۔

سب سے بہتر علم قرآن وحدیث کا ہی علم ہے

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جس علم کی یہ شان بیان ہو رہی ہے یہ قرآن و تفسیر قرآن وحدیث انبیاء و صحابہ مصطفےٰ کا علم ہے کیونکہ یہ وہ علم ہے جس سے اللہ کی ذات وصفات کا پتہ چلتا ہے اور اس علم سے ہی اللہ کا ڈر پیدا ہوتا ہے اس علم والا آج نہیں تو کل ضرور اللہ کا محبوب و مقبول بندہ ہو کر رہے گا۔

(احیاء العلوم ج ۲ ص ۲۵۸)

جسے قرآن وسنت کا علم آگیا اسے ہر علم آجائے گا۔

(احیاء العلوم ج ا ص ۲۵)

﴿سب سے بہتر﴾

امام ماوردیؒ نے اپنی کتاب میں اور امام ابن بطال نے الاربعین فی لفظ الاربعین میں یہ حدیث روایت کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ

خیار امتی علماء ھا و خیار علماء ھا فقھاء ھا و خیار فقھاء ھا حلماء ھا ۔

میری امت میں سب سے بہتر اس کے علماء ہیں اور علماء میں سب سے بہتر اس کے فقہاء ہیں اور فقہاء میں بہتر اس کے بردبار اور حوصلہ والے ہیں ۔امام ابن بطال کی روایت کردہ حدیث میں ''**فقھاء ھا**'' کی جگہ ''**حلماء ھا**'' کا لفظ ہے یعنی میری امت کے علماء میں بہتر وہ علماء ہیں جن میں حوصلہ ہے۔

﴿فقیہ حلیم الطبع ہی ہوتا ہے﴾

یہ جو دونوں روایتوں میں الگ الگ لفظ ہیں ایک میں ہے کہ میری امت کے علماء میں بہتر وہ ہیں جو حلیم الطبع ہوں متحمل مزاج ہوں، جذباتی اور مشتعل ہونے والے نہ ہوں اور دوسری حدیث میں ہے کہ میری امت کے علماء میں بہتر وہ ہیں جو فقہ (قرآن وسنت کے احکام) میں خصوصی مہارت رکھتے ہوں ۔تو ان دونوں روایتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ جو فقہ میں خصوصی مہارت رکھتے ہوں گے وہ حلیم الطبع، متحمل مزاج اور حوصلہ والے ہوں گے گویا فقیہ وہ ہے جو علم بھی رکھتا ہو اور حلم بھی رکھتا ہو۔

چنانچہ ایک بزرگ شاعر نے خوب فرمایا

(۱) العلم و الحلم حلتا کرم

للمرء زین اذا ھما اجتمعا

(۲)صنوان لا یستتم حسنھما

الا بجمع لذا و ذاك معا

(۱)علم اور حلم دونوں کرم کے جوڑے ہیں، جب دونوں جمع ہوجائیں تو آدمی کے لئے زینت ہیں۔

(۲) دونوں حقیقی بھائی ہیں جن کا حسن اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک دونوں کسی میں جمع نہ ہوں۔

(۳)العلم زین و منجاۃ لصاحبه

من المھالك و الافات و العطب

علم،علم والے کے لئے خوبصورتی اور تباہیوں اور آفتوں اور بربادیوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔

وما تلحف انسان بملحفة

ابھیٰ و اجمل من علم و ادب

اور کسی انسان نے کوئی ایسا لباس نہیں پہنا، جو علم وادب سے بڑھ کر قیمتی اور خوبصورت ہو۔

(نشر ۶۷-۶۸)

﴿امام شافعیؒ﴾

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ

من لا یحب العلم فلا خیر فیه

ترجمہ:۔

جو شخص علم سے محبت نہیں رکھتا اسمیں کوئی بھلائی نہیں ہے۔
یعنی اسکی آخرت برباد ہوگی اور وہ خسارہ میں ہوگا۔

﴿علم سے محبت کی صورتیں﴾

علم سے محبت کی ایک صورت اسے سیکھنا ہے اور دوسری صورت اسے دوسروں کو سکھانا اور تیسری صورت علم والوں کی مجلس میں حاضر ہونا ان سے علم کی باتیں سننا اور چوتھی صورت علم والوں سے محبت کرنا اور نیک کاموں پر خرچ کرتے ہوئے دوسروں پر علم والوں کو ترجیح دینا اور زیادہ ان پر خرچ کرنا ہے۔

﴿علم کی مجلس﴾

حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ عالم کی مجلس میں حاضر ہونا اور اسکی صحبت میں بیٹھ کر علم کی باتیں سننا لہو ولعب کی ستر (غیر شرعی) مجلسوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۰)

﴿لقمان حکیم کی بیٹے کو وصیت﴾

امام مالکؒ نے مؤطا میں روایت کیا کہ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو یوں وصیت فرمائی کہ

یا بنی جالس العلماء و زاحمهم برکبتیك فان الله یحی القلوب بنور الحکمة کما یحی الارض المیتة بوابل السماء

(مؤطا امام مالک حدیث نمبر ۱۰۰۲)

ترجمہ:۔

اے میرے بیٹے علماء کی مجلس میں بیٹھا کرنا اور ان کے سامنے دوزانو ہو کر ادب کے ساتھ سامنے بیٹھا کرنا تا کہ تو ان کی باتیں سنے پس بلاشبہ اللہ تعالیٰ علماء کے ذریعے سامعین کے دلوں کو ایسے زندہ کرتا ہے جیسے بنجر اور ویران زمین کو بادل کے زوردار مینہ سے زندہ کرتا ہے اور عجلونی ” کشف الخفاء میں حدیث نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من زار العلماء فکأنما زارنی ومن صافح العلماء فکانما صافحنی و من جالس العلماء فکانما جالسنی فی الدنیا اجلس الی یوم القیامة

(کشف الخفاء ج ۲ ص ۲۵۱)

جس نے علماء کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زیارت کی اور جس نے علماء سے ہاتھ ملایا گویا اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور جو علماء کے ساتھ بیٹھا گویا وہ دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا اور وہ قیامت کے دن میرے ساتھ بٹھایا جائے گا۔

اور مصافحہ کا ذکر امام ابونعیم کی تاریخ میں مذکور حدیث میں بھی ہے

"من صافح العلماء فكانما صافحني"

ترجمہ:۔

جس نے علماء سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔

(تاریخ اصبہان ج ۲ ص ۳۶۴)

علم کے بغیر عبادت کا انجام

امام حافظ ابن عبد البرؒ نے سند کے ساتھ **"الاستذکار"** میں امام محمد بن سیرین کا فرمان نقل فرمایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ

ان قوما تركوا العلم ومجالسة العلماء واتخذوا في الصلوة والصيام حتى يبس جلد احدهم على عظمه ثم خالفوا السنة فهلكوا وسفكوا دماء المسلين فوالذى لااله غيره ما عمل احد عملا على جهل الا كان يفسد اكثر مما يصلح

(الاستذکار ج ۲۷ ص ۲۲۴)

ترجمہ:۔

بے شک کچھ لوگوں نے علم کی طلب اور علماء کی خدمت میں بیٹھنا چھوڑ دیا اور (نفلی عبادات) نماز و روزہ میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ بعض کا چمڑا اسکی ہڈی پر خشک ہو گیا پھر وہ (جہالت کی وجہ سے) سنت رسول ﷺ کے خلاف عمل کرنے لگے تو

ہلاک ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں کے خون تک بہا دیئے پس اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں جس شخص نے بھی علم حاصل کئے بغیر جہالت کی بنیاد پر عمل کیا اس نے نیکی تھوڑی اور خرابی زیادہ کی۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ جو علم دین حاصل کئے بغیر زاھد و عابد وصوفی اور پیر و مرشد بن جاتے ہیں لوگوں کو بے دھڑک بیعت کرتے چلے جاتے ہیں حالانکہ عربی زبان سے بے خبر اور قرآن وسنت کے احکام سے لاعلم ہوتے ہیں ان کا انجام یہی ہوتا ہے جو حضرت امام محمد بن سیرینؒ نے ارشاد فرمایا۔

اس لئے ضروری ہے کہ بیعت صرف اور صرف علماء کی کی جائے جو عربی زبان پر عبور رکھنے کی وجہ سے قرآن وسنت کے احکام سے واقف ہوتے ہیں جو صوفی ہو مگر عالم نہ ہو اسکی بیعت ہرگز نہ ہوں اگر چہ وہ ہوا میں اڑتا پھرے یا کوئی اور کرامت دکھاتا پھرے، کیونکہ شریعت کے مقابلہ میں کرامتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے شریعت کے علم کے سیکھنے اور اسے لوگوں کو سکھانے کے برابر نہ کوئی نیکی ہے اور نہ کوئی کرامت۔

سفیان ثوریؒ

اسلاف کو علم کے فروغ دینے سے جو دلچسپی تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ عسقلان تشریف لائے اور کچھ دن وہاں ٹھہرے اس دوران ان سے علم کی بات یا شریعت کی بات پوچھنے کے لئے کوئی بھی نہ آیا آپ نے فرمایا میرے لئے کرایہ کی سواری کا انتظام کرو، **لاخرج من هذا البلد هذا بلد يموت فيه العلم** تاکہ میں اس شہر سے نکل جاؤں کیونکہ یہ ایک

ایسا شہر ہے جسمیں رہنے سے علم والے کا علم ضائع ہو جائے گا

(احیاء العلوم ج ا ص ۲۲)

﴿علماء پر شہید رشک کریں گے﴾

امام غزالیؒ نقل فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا علم کے اٹھ جانے سے پہلے اسے حاصل کرلو اور علم علماء کے اٹھ جانے سے اٹھ جائے گا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت کے دن جب شہید حضرات اللہ کے نزدیک ایک عالم کی عزت واحترام دیکھیں گے تو اس وقت رشک کرتے ہوئے کہیں گے کہ کاش ہم علماء ہوتے

(احیاء العلوم ج ا ص ۱۸)

بلاشبہ دونوں جہانوں کی بھلائی علم سے حاصل ہوتی ہے دونوں جہانوں کی سعادت ونیک بختی اسی علم سے ہاتھ آتی ہے۔ جاہل آدمی محض ایک حیوان ہے کیونکہ انسان کی فصل (جو صفت اُسے دوسرے حیوانوں سے ممتاز وجدا کرتی ہے) ناطق ہے اور ناطق یا بندۂ معقولات کو کہتے ہیں یعنی عقل وشعور رکھنے اور اس سے کام لینے والا تو جس نے علم حاصل نہ کیا اس نے عقل وشعور سے کام نہ لیا تو وہ حیوان کا حیوان ہی رہا۔

﴿ضروری چیز﴾

لہذا انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس عظیم الشان دولت کے حاصل

کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اس کے حاصل کرنے میں جو رکاوٹیں آئیں ان کو دور کرے۔

﴿علم حاصل کرنے میں رکاوٹیں﴾

محدث کبیر فقیہ شہید رئیس المتکلمین امام اہلسنت استاذ المحققین و امام المدققین مولانا شاہ نقی علی خاں والد ماجد مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاںؒ بریلوی اپنے رسالہ ''**فضل العلم و العلماء**'' میں فرماتے ہیں کہ علم کے حاصل کرنے میں آٹھ رکاوٹیں پیش آتی ہیں ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ ان رکاوٹوں کو دور کر کے علم کی بدولت حاصل کر کے رہے۔

﴿پہلی رکاوٹ﴾

پہلی رکاوٹ شیطان ہے شیطان کو جس قدر دشمنی علم اور علم والوں سے ہے اور کسی چیز سے نہیں ہے کیونکہ شیطان نے انسانوں کو گمراہ کرنے اور انہیں اپنے ساتھ دوزخ میں لے جانے کی قسم کھا رکھی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

''**فبعزتك لا غوينهم اجمعين**''

ترجمہ:۔

یا اللہ مجھے تیری عزت کی قسم میں سب انسانوں (اور جنوں) کو گمراہ کرونگا۔

اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کے گمراہ کن حیلوں حربوں اور اسکے بھٹکانے کے تمام طریقوں کے روکنے کے لئے نبیوں رسولوں کو بھیجا اور ان پر کتابیں اتاریں تا کہ

رسولوں کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان پر نازل شدہ کتابیں لوگوں کے لئے شیطان سے بچنے اور اسکی گمراہ کن باتوں سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بنی رہیں اور حضرت محمد ﷺ نے پردہ فرمانے سے پہلے وصیت فرمائی کہ

انی تارك فيكم الثقلين

ترجمہ:۔

میں تم میں دو چیزے چھوڑیں جا رہا ہوں۔

جب تک تم ان دونوں کو تھامے رہو گے ان کو پڑھتے پڑھاتے اور ان پر عمل کرتے رہو گے تم میرے بعد ہرگز نہیں بھٹک سکو گے، ایک ان میں سے اللہ کی کتاب ہے۔(قرآن مجید) اور دوسری میری سنت (میری تعلیمات و ہدایات جو میری حدیثوں سے ثابت ہیں)

اور یقیناً اللہ کی کتاب اور حضرت محمد ﷺ کی سنت دونوں چونکہ عربی زبان میں ہیں اس لئے عربی زبان کو پڑھے اور اسے عبور حاصل کئے بغیر قرآن وسنت کو سمجھنا مشکل ہے لہذا ضروری ہوا بلکہ فرض قرار پایا کہ علماء کی خدمت میں حاضر ہو اور ان سے علم سیکھا جائے اور جب قرآن و حدیث کا علم آجائے گا تو شیطان کی گمراہ کن کاروائیوں اور اس کے بھٹکانے کے تمام راستوں کا پتہ چل جائیگا اور شیطان یہ نہیں چاہتا لہذا شیطان کو سب سے زیادہ دشمنی علم اور علماء سے ہے اس لئے وہ جس قدر وسوسے علم اور علم کو فروغ دینے سے اور اس پر خرچ کرنے سے روکنے کے لئے دل میں ڈالتا ہے اور کسی نیک کام سے روکنے کے لئے نہیں ڈالتا وہ قرآن کی تلاوت اور قرآن کے حفظ کرنے کرانے سے بھی اور نماز و روزے سے حج و عمرہ وغیرہ کسی بھی کام کا اس

قدر سخت دشمن نہیں ہے جس قدر قرآن و حدیث اور شریعت کے علوم سیکھنے کا دشمن ہے۔

شیطان کا مشن

شیطان کا مشن ہے کہ انسان کو نیکی سے روکے اگر انسان ہر صورت نیکی پر تیار ہو جائے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ پھر اسے کم ثواب یا کم درجہ والی نیکی پر راضی کرے۔ مثلاً پانچوں کی بجائے ایک یا دو نمازوں پر خوش کرنا، زیادہ سخاوت کی بجائے کم سخاوت پر تیار کرنا، ضروری کاموں کی بجائے غیر ضروری کاموں پر خرچ کرانا۔ کوئی علم دین پر خرچ کرنے کی خواہش کرے تو شیطان کہے گا نہیں ہسپتال کو دو یا فلاں رفاہی (ویلیفیئر) ادارے کو دیدو۔

غرضیکہ وہ ہر صورت کوشش کرتا ہے کہ انسان کوئی بھی نیکی کرے قرآن وسنت کا علم نہ سیکھے اور نہ ہی اس علم کو فروغ دینے پر خرچ کرے وہ یعنی شیطان علم دین کا سخت ترین دشمن ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہی علم ہے اس لئے وہ باقی نیک کاموں پر خرچ کرنے کا اس قدر سخت دشمن نہیں ہے جس قدر قرآن وسنت کے علوم کو فروغ دینے اور اس پر خرچ کرنے کا دشمن ہے اس لئے وہ اس سے روکنے کے لئے طرح طرح کے وسوسے اور غلط فہمیاں پیدا کرتا ہے اس علم کے سیکھنے والوں کو دلوں میں بھی اور اس پر خرچ کرنے والوں کے دلوں میں بھی۔

لہذا اس کے وسوسوں کو دفع کرنے کے لئے اس علم کی فضیلت وعظمت اور اس پر خرچ کرنے کا جو اجر و ثواب بیان ہوا اسکا دل میں تصور کریں گے تو شیطان کے وسوسوں کا دل پر کوئی اثر نہ ہوگا اور اس کی ایک نہیں سنیں گے بلاشبہ قرآن کی آیات

اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور ائمہ دین متین کے فرمودات وارشادات کے مقابلہ میں اس ملعون کے وسوسوں کا کیا اعتبار کیا ٹھکانا اور کیا حیثیت ہے۔

دوسری رکاوٹ

انسان کا اپنا نفس ہے جو علم حاصل کرنے کی محنت و مشقت سے نفرت کرتا اور آرام وآسائش کی طرف مائل ہے لیکن جب انسان یہ خیال کرے کہ دنیا ایک فانی گھر ہے یہاں ہمیشہ نہیں رہنا اور اس کے مقابلہ میں آخرت ایک ہمیشہ کا گھر ہے اگر میں علم کی طلب اور علم کے حاصل کرنے میں تھوڑی سی محنت ومشقت، جو ہزاروں روحانی لطف وکیفیات اور مزوں سے خالی نہیں، اختیار اور برداشت کروں گا تو اس دنیا میں بڑے بڑے درجے اور آخرت میں بڑے بڑے مرتبے پاؤں گا یہاں دنیا میں اور وہاں آخرت میں لوگ میرے محتاج ہوں گے چنانچہ امام غزالی "احیاء العلوم" میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس عالم باعمل کو آسمانوں پر عظیم یعنی بڑا شخص کہتے ہیں۔

(احیاالعلوم ج اص ۲۱)

تو اس خیال وتصور سے جو بلاشبہ ایک حقیقت ہے محنت ومشقت انسان کے لیے آسان ہوجاتی ہے، یہاں تک کہ ایک عرصہ بعد ایسا مزہ اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ اگر ایک دن کتاب نہیں دیکھتا تو اسکا دل بے چین ہوجاتا ہے۔

تیسری رکاوٹ

لوگوں سے تعلق، رشتہ داریاں، دوستیاں، ان سے کثرت سے میل ملاپ اور ان کا کثرت سے آنا جانا یہ بھی علم کے حصول میں رکاوٹ ہے، علم حاصل کرنے کے لئے تعلقات کی کمی ضروری ہے لوگوں کے تعلق میں کمی کرکے علم شروع کردیں علم کے لئے تھوڑا سا وقت مخصوص کردیں پھر جب علم کا ذوق بڑھتا جائے گا تو کتاب کے شوق اور علم کے ذوق ولطف کی برکت سے علم وکتاب کے سوا دیگر چیزوں میں دل چسپی خود بخود کم ہوجائے گی۔

همنشینے به از کتاب مخواه

که مصاحب بود گهه و بیگاه

ترجمہ:-

کتاب کے سوا کسی کو اپنا ساتھی نہ بنا۔ کیونکہ کتاب ایک ایسا دوست ہے جو ہر وقت تیرا ساتھ دے سکتا ہے اور ہر وقت تیرے ساتھ ہے۔

همچنیں همدم و رفیق که دید

که نر نجیده و هم نر نجا نید

ترجمہ:-

کتاب کی طرح کا ساتھی کس نے دیکھا ہے۔ جو نہ تو ناراض ہو اور نہ ہی ناراض کرے۔

چوتھی رکاوٹ

عزت وجاہ اور اپنی شان رکھنے رکھانے کا شوق جبکہ دنیا کی عزت آخرت کی

عزت کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی جو شخص محض دنیا کے لئے علم کو چھوڑ دیتا ہے، درحقیقت وہ اپنی جان کو ہمیشہ کی ذلت میں ڈالتا ہے اور جو دنیا کی عزت کے مقابلہ میں علم کو فوقیت اور ترجیح دیتا ہے، اور اسے محنت سے حاصل کرتا ہے اللہ تعالی اسے دنیا کی عزت بھی دیتا ہے اور آخرت کی عزت بھی عطا فرماتا ہے انگریزوں کے زمانہ میں انگریز حکمران بھی علماء کی قدر کرتے تھے جو کچھ علماء مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں لکھ دیتے انگریز حکمران اسی پر عمل کرتے تھے۔

آج پوری دنیا میں جہاں جہاں بھی مسلمان اقلیت میں ہیں ان کے بارے میں علماء جو کہتے ہیں وہاں کے حکمران اسی پر عمل کرتے ہیں اور مسلمانوں ملکوں میں بھی جو کچھ علماء لکھ دیتے ہیں حکمران اس پر عمل کرتے ہیں۔

بہرحال علم سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اسی علم کی برکت سے حضرت آدم کو فرشتوں نے سجدہ کیا اسی علم کی برکت سے حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام کے استاذ بنے اور اسی علم کی برکت سے حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے حکمران بنے۔ جو شخص علم کی قدر و منزلت جانتا ہے اس کے نزدیک علم کے مقابلہ میں روئے زمین کی بادشاہی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

آپ میرے کام کے نہیں

اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے والد ماجد محدث نقی علی خاں علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ ''فضل العلم والعلماء'' میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو ملازمت کی ضرورت تھی وہ بادشاہ کے دربار میں پہنچا بادشاہ نے کہا تو جاہل ہے ہمیں

تیری ضرورت نہیں وہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے علم حاصل کر کے عالم و فاضل ہو گیا اسے علم کی ایسی لذت آئی کہ اس نے عمر بھر علم کی خدمت پر کمربستہ ہونے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اسے یقین ہو گیا بلکہ حق الیقین ہو گیا کہ یہ دنیا فانی ہے چند روزہ ہے اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے دنیا کا گھر آفتوں اور بلاؤں اور طرح طرح کی پریشانیوں کا گہوارہ ہے یہ دولت دنیا کسی کو اطمینان و سکون نہیں دے سکتی، امیروں اور بادشاہوں کو بھی حقیقی سکون حاصل نہیں ہے۔

کیونکہ ان کے دل دنیا کی حرص و ہوس سے بھرے ہوئے ہیں ان کی صحبت سے دنیا کا ہی حرص بڑھتا ہے اور آخرت کی فکر کم ہوتی ہے ایک صاحب ایمان و یقین کے لئے جس کی فکر آخرت ہو، امراء و بادشاہوں کی صحبت خطرے سے خالی نہیں ہے لہذا جہاں تک ممکن ہو ان کی صحبت سے پرہیز کی جائے اس کے برعکس علماء و صالحین کی صحبت اختیار کی جائے۔ پھر اس علم و فضل کی برکت سے اس کی یہ کیفیت ہوئی کہ لوگ اس کی طرف آنے اور یوں اس سے فیض و برکت حاصل کر ہونے لگا اور اس کا احترام بادشاہ سے بڑھ کر کرنے لگے اللہ تعالی نے اس علم و فضل کی برکت سے اسے باعزت روزی بھی دیدی۔

ایک روز بادشاہ نے اسے اپنے دربار میں بلایا اور کچھ سوالات کئے جس کے جوابات اس نے بڑی خوبی سے دیے بادشاہ نے اس سے کہا کہ اب آپ ہماری ملازمت کے لائق ہو گئے ہیں جو عہدہ چاہیں آپ کے لئے حاضر ہے اس نے کہا اس وقت میں آپ کے کام کا نہیں تھا اور اب آپ میرے کام کے نہیں۔ اس وقت آپ نے مجھے پسند نہ کیا اب میں آپ کو پسند نہیں کرتا۔ بس یہ کہا اور اجازت لے کر چلا گیا

اور جا کر علم کی خدمت میں مصروف ہو گیا۔

﴿پانچویں رکاوٹ﴾

علم کے حاصل کرنے میں پانچویں رکاوٹ مال و دولت جمع کرنے کا شوق ہے مال و دولت جمع کرنے اور امیر سے امیر تر بننے کا شوق بھی انسان کو علم سے محروم کر دیتا ہے حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ مال دنیا فانی ہے یہ علم کی لازوال دولت کے برابر نہیں ہو سکتا۔ مال دنیا کو جس قدر بھی جمع کریں گے آخر اسے یہاں چھوڑ کر چلے جائیں گے پھر یہ دوسروں کی چیز ہو گی اس میں آپکا حصہ وہی ہے جو آپ نے اپنی زندگی میں اللہ کے لئے دیدیا۔ مگر جو جمع پڑا ہے وہ دوسروں کا ہے۔

وہ یہاں رہ جانے والی چیز ہے جبکہ علم قبر میں ساتھ جاتا ہے اور ہر وقت مدد کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ بہشت میں لے جاتا ہے لیکن اس کے برعکس مال خرچ کرنے سے گھٹتا اور کم ہوتا ہے اور علم کی دولت ایسی دولت ہے اسے جتنا خرچ کریں گے یعنی دوسروں کو دیں گے پڑھائیں گے یہ بڑھتا جائے گا۔ مالدار انسان اپنے مال کا نگہبان، نگران اور محافظ ہے جبکہ علم، عالم کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے۔ علاوہ ازیں جو شخص محض اللہ کی خوشی کے لئے مال کی بجائے علم حاصل کرتا ہے اور علم کو مال کے اوپر فوقیت و ترجیح دیتا ہے اللہ اسے محتاج نہیں رکھتا جیسا کہ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے احیاء العلوم شریف میں حدیث روایت فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من تفقه فی دین الله عزوجل کفاه الله تعالی ما اهمه و رزقه من حیث لا یحتسب

ترجمہ:۔

”جس نے اللہ کے دین (قرآن وسنت) کا علم حاصل کیا اللہ اسے ہر اس بات میں کافی ہوگا جو اسے فکر میں ڈالے گی اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہ ہوگا“

لہٰذا علم دین حاصل کرنے والوں کو اور معاش اپنی مستقبل کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جو اللہ کے دین کی فکر کرتا اور اپنی ساری فکر اس کے دین کے لئے وقف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاش میں بے فکر کر دیتا ہے بلکہ گذشتہ حدیث میں لفظ ”ما اھمہ“ آیا ہے اسمیں ”ما“ عام ہے جس کا معنی ہے اسکی ہر حاجت و ضرورت میں اللہ اسے کافی ہوگا۔

﴿چھٹی رکاوٹ﴾

علم حاصل کرنے میں چھٹی روکاٹ قلت عمر اور کثرت علم کا وھم ہے یعنی انسان جب یہ سوچتا ہے کہ عمر قلیل ہے تھوڑی ہے فرصت کم ہے علم ایک بے کنار سمندر ہے اس تھوڑے وقت میں اس قدر بہت علم حاصل کرنا مشکل ہے۔ یہ سوچ اور یہ خیال بالکل غلط اور جاہلانہ خیال ہے کیونکہ علم ایک بے کنار سمندر ہے لامحدود کا علم تو کسی کو بھی حاصل نہیں ہوتا یہاں تک کہ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا۔

قل رب زدنی علما

ترجمہ:۔

یعنی اے میرے رب میرے علم کو زیادہ کر، مگر از روئے محاورہ مشہورہ

''مالایدرک کلہ لایترک کلہ '' کہ جو چیز ساری ہاتھ نہ آئے وہ ساری ہاتھ سے نہ جائے یعنی جس قدر بھی ملے لے لی جائے۔قرآن وسنت نے علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے مگر سارے علم کے حاصل کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ جس قدر بھی زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا ممکن ہو حاصل کریں۔لہذا محنت وخلوص کے ساتھ علم حاصل کرنے والا محروم نہیں رہتا اس میں استعداد و صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے بنیادی چیز عربی گرائمر ہے عربی گرائمر سیکھنے کے بعد علوم میں غوطہ لگانے والے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے سمندر میں پھرنے والی مچھلیاں اپنی طاقت کے مطابق سمندر میں سیر کرتی ہیں مگر کوئی مچھلی سارا سمندر نہیں پھر سکتی۔

علوم دینیہ احکام شریعت ہیں جو ظاہر قرآن میں پانچ سو اور حدیثوں میں تین ہزار ہیں بس ان ساڑے تین ہزار ظاہری احکام کے علم آجانے کی برکت سے وہ علوم حاصل ہو جاتے ہیں جو انسان کے وھم وگمان میں بھی نہیں ہوتے بلکہ بنیادی چیز تو عربی گرامر صرف ونحو واصول فقہ اور علم معانی ہے درس نظامی کے ماہرین کا فرمان ہے کہ صرف میں شافیہ، نحو میں کافیہ، اصول فقہ میں حسامی اور علم معانی میں تلخیص اچھی طرح از بر وضبط کر لینا سے درس نظامی پر عبور حاصل کرنے کو کافی ہے لیکن آج کے دور میں ان کے بدلے جدید اور آسان کتابیں بھی ہیں جن کو پڑھنے سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

پھر حدیث شریف میں ہے کہ

من عمل بما علم یورثه الله علما من حیث لایحتسب

ترجمہ:۔

جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ اسے وہاں (غیب) سے علم دے گا جہاں سے اس کا وہم وگمان نہ ہوگا علم جس قدر بھی ہو نور ہے روشنی ہے نہ ہو تو اندھیرا ہے، اندھیرا بہر حال برا ہے اور روشنی بہر صورت اچھی ہے خواہ تھوڑی ہو۔اور اگر کوئی مطلوبہ حد تک علم حاصل نہیں کر سکے گا اور اسکی طلب میں مرجائے گا تو وہ قیامت کے دن علماء میں اٹھایا جائے گا۔کیا اس قدر فائدہ کم ہے؟

اللہ تعالی اسے جزاء دے جس نے یہ کہا

درراہ تو بمیرم گرچہ ترانہ بینم

بارے خلاص یابم از ننگ زندگانی

یعنی اے محبوب میری آرزو یہ ہے کہ تیرے راستہ میں مجھے موت آجائے اگرچہ میں تجھے نہ دیکھ پاؤں۔

تجھ سے دور یا تیرے بغیر میری زندگی کا جو مجھ پر قابل نفرت بوجھ ہے میں اس سے تو خلاصی پاؤں گا۔

عالم کی مجلس میں حاضری کے سات فائدے

امام ابو اللیث سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص عالم کی مجلس ومحفل میں جائے اسے سات فائدے حاصل ہوتے ہیں اگرچہ وہ اس سے علمی فائدہ نہ بھی اٹھا سکے۔

☆ (۱) ایک یہ کہ جب تک عالم کی مجلس میں رہے گا گناہوں اور فسق وفجور (اللہ کی نافرمانی) سے بچا رہے گا۔

☆ (۲) دوسرا یہ کہ طالب علموں یعنی علم کے طلبگاروں میں شمار ہوگا۔

☆ (۳) تیسرا یہ کہ علم کی طلب کا ثواب پائے گا ہے جو سب عبادتوں کے ثواب سے زیادہ ہے۔

☆ (۴) چوتھا یہ کہ عالم کی مجلس پر اللہ کی طرف سے سکون واطمینان اور رحمت و برکت نازل ہوتی ہے یہ اس میں شریک وحصہ دار ہوتا ہے۔

☆ (۵) پانچواں یہ کہ جب تک علم کی باتیں سنتا رہے گا سب عبادتوں سے افضل عبادت کا ثواب پاتا رہے گا۔

☆ (۶) چھٹا یہ کہ جب اسے عالم کی کوئی عالمانہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی تو اس کا دل ٹوٹے گا اور افسوس ہوگا اس افسوس اور اپنی کم علمی کے احساس اور دل ٹوٹنے پر بھی اسے اجر وثواب ملے گا اور دل ٹوٹنے والوں میں لکھا جائے گا اور دل ٹوٹنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”**انا عند المنکسرة قلوبهم**“ کہ میں دل ٹوٹنے والوں کے پاس ہوں۔

☆ (۷) ساتواں یہ کہ وہ علم وعلماء کی عزت اور جہل وفسق کی ذلت سے واقف ہو جاتا ہے اس پر بھی اسے ثواب ملے گا اور یہ ثواب اس ثواب کے علاوہ ہے جو عالم کی مجلس میں حاضر ہونے کی وجہ سے ملتا ہے۔

ہوا میں پرندے علماء کا ذکر کرتے ہیں

امام غزالی احیاء العلوم میں بعض حکماء کے حوالہ سے فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جب عالم کا انتقال ہوتا ہے تو مچھلیاں پانی میں اور پرندے ہواؤں پر روتے

ہیں پھر گو وہ کی صورت تو نہیں دیکھتے مگر اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں یوں عالم کا تا قیامت چرچا باقی رہے گا۔

(احیاء العلوم ج ا ص ۱۹)

ساتویں رکاوٹ

علم کے حصول کے میں بعض اوقات استاذ کی بے جاسختی یا سخت مزاجی بھی رکاوٹ بن جاتی ہے بلاشبہ ایسے استاذوں کی کمی ہے جو طالب علموں کو اپنے بیٹے اور بچے سمجھ کر پڑھائیں عام استاذہ بے جاسختی کرتے اور سخت مزاجی برتتے ہیں اس کی وجہ سے بھی طالب علم، علم سے متنفر ہوکر بھاگ جاتے ہیں اور علم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ استاذوں کو چاہیے کہ وہ طالب علموں کے ساتھ اپنے بیٹوں اور بچوں کا سا سلوک کیا کریں شفقت ومحبت سے پڑھائیں۔ ان کو پورا وقت دیں۔

اچھی طرح سمجھائیں بلکہ ان سے کہلوائیں اور اپنے سامنے دھروائیں، ان کی علمی ترقی کی فکر کریں، پچھلا سبق سنکر آگے کا سبق دیا کریں، ہفتہ وار پھر ماہ وار پھر تین ماہ بعد پچھلے سارے پڑھے ہوئے اسباق کا امتحان لیا کریں۔ جس قدر ہو سکے تعلیم میں سختی کریں مگر مار پیٹ اور جسمانی تشدد کرنے سے بچیں کیونکہ یہ بھی طلباء کے لئے علم کے حصول میں رکاوٹ ہے۔

آٹھویں رکاوٹ

آٹھویں رکاوٹ معاش (روزی) کی فکر ہے معاش کی فکر سے مراد ضرورت کی حد تک مال کا حصول ہے یعنی بعض اوقات تنگدستی اور اس قدر مالی وسعت کا نہ ہونا

کہ جس کی وجہ سے گھر کا خرچ بھی چلے اور علم بھی حاصل کرے۔ پھر بھی کوشش کریں کہ گھر کی ضرورت کے مطابق کمانے کے بعد جو بھی وقت ملے اس میں عالم کی خدمت میں حاضر ہوکر علم سیکھنا شروع کریں تو انشاء اللہ تھوڑا تھوڑا کرکے سیکھتے رہنے سے مکمل عالم ہوجائے گا۔ بہرصورت پہلے روزی کا انتظام بقدرت ضرورت ضروری ہے اس کے بغیر تعلیم وتعلم پر دل نہیں لگے گا جیسا کہ کہتے ہیں

پراگندہ روزی پراگندہ دل

کہ جس کو روزی کی فکر ہوگی اس کا پڑھنے پڑھانے پر دل بھی نہیں لگے گا۔

کسب حلال

بے شک کسب حلال ضروری ہے جس کے ذریعے انسان روزی سے بے فکر ہوکر علم حاصل کرے لیکن جہاں کوئی اسکی کفالت کرنے کو تیار ہو کوئی شخص ہو یا ادارہ اسے غنیمت سمجھتے ہوئے تحصیل علم میں مصروف ومشغول ہوجائے۔

حدیث شریف میں ہے جسے امام ابواللیث سمرقندیؒ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ

افضل الاعمال علی وجه الارض طلب العلم و الجهادو الکسب

(نشرطی التعریف ۱۰۲)

ترجمہ:۔

روئے زمین پر سب سے افضل اور سب سے بہتر کام علم دین حاصل کرنا اور

جہاد اور کسب حلال ہے۔

اس حدیث میں علم کا پہلے ذکر فرماکر اس کے افضل سے افضل عمل ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔

امراء سے گذارش

اعلحضرت بریلویؒ کے والد ماجد حضرت نقی علی شاہ محدث بریلویؒ لکھتے ہیں کہ مسلمان امیروں اور رئیسوں اور مالداروں پر دین کے علم کو پڑھنے پڑھانے والے علماء ومدارس کی امداد واعانت کرنا فرض ہے مدرسین کی تنخواہیں دیں طلبہ کے اخراجات اٹھائیں بلکہ ان کو وظائف دیں تاکہ انہیں علم حاصل کرنے کا شوق ہو فقیر غلام سرور قادری عرض کرتا ہے جیسا کہ امام ابوعبید فرماتے ہیں کہ **"ان عمر بن الخطاب کتب الی بعض عماله ان اعط الناس علی تعلم القرآن**

(کتاب الاموال ص ۲۶۱)

ترجمہ:۔

یعنی حضرت عمرؓ نے اپنے بعض گورنروں کو لکھا کہ طالب علموں کو قرآن کے علم حاصل کرنے پر وظائف دیا کرو اسی طرح ہر زمانہ میں علماء اور علم دین کے طالب علموں کو معاش کے معاملہ میں بے فکر رکھنے کی کوشش ہوتی رہی ہے۔

اعلحضرت کے والد ماجد محدث محمد نقی علیؒ فرماتے ہیں کہ امراء واغنیاء اور مالداروں کو اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ اس نیکی یعنی دین کے پڑھنے پڑھانے کا

ثواب سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور یہ کہ جس قدر ثواب پڑھنے پڑھانے والے طلباء وعلماء کرام کو ملے گا اسی کے برابر ثواب ان پر خرچ کرنے والوں کو بھی ملے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ

الدال علی الخیر کفاعله

(مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۶۶)

ترجمہ:۔

جو شخص کسی کو نیکی کے راستہ پر چلائے گا اسے نیکی کے راستے پر چلنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔

اس کے علاوہ صحاح ستہ (حدیث کی چھ مشہور کتابوں) میں اس مضمون کی اور بھی حدیثیں ہیں اور سمجھ لیجئے کہ اوقات اور حالات کے اعتبار سے انسان کے نیک کاموں کا ثواب مختلف ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام جنہوں نے ابتداء اسلام میں دین یعنی قرآن وسنت کے علم کو رواج وفروغ دینے میں اور (اس علم) کو گھر گھر پہنچانے میں بے حد اور انتھک کوشش کی اور دین کے غلبہ کے لئے جاں نثاری کی ان (صحابہ) کا ثواب دوسرے لوگوں کے ثواب کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے اور ان کا درجہ بھی اور لوگوں کے مقابلہ میں بڑا ہے لہذا جو لوگ اس زمانہ میں جسمیں دین غریب ومسکین ہو کر رہ گیا ہے علم دین کی ترویج وتائید میں کوشش کریں گے اپنے وسائل، اپنے مال اور اپنے اوقات کے ذریعے اس علم کو گھر گھر پہنچائیں گے اور قرآن وسنت اور شریعت کے علوم کو پھیلانے میں خود بھی کوشش کریں گے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بھی اس طرف لائیں گے بلاشبہ وہ اگلے بادشاہوں اور امیروں

اور مالداروں سے جنہوں نے اس طرح دین کی خدمت کی زیادہ اجر وثواب پائیں گے۔

کیونکہ وہ ان کی بہ نسبت زیادہ مالی طاقت اور وسائل رکھتے تھے اور ان کے وقت وزمانہ میں علم کی روز بروز ترقی تھی لیکن اس کے برعکس آج کے دور میں اسلام کی محبت لوگوں کے دل میں ویسی نہیں اور نہ ہی قرآن وسنت یعنی دین کا علم پڑھنے کا شوق ہے لوگوں میں دنیا کمانے کی ہوس انتہاء کو پہنچ چکی ہے جس کے نتیجے میں دین کا علم کم ہوتا جا رہا ہے نہ کوئی اسے شوق سے پڑھتا ہے اور نہ پڑھاتا ہے مگر بہت تھوڑے لوگ ہیں جن میں اس کے پڑھنے اور پڑھانے کا شوق ہے اور ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اگر یہی صورت رہی تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک میں علم دین کا نشان بھی نہیں رہے گا اور جب علم نہ رہے تو دین بھی نہ رہے گا پھر عوام فرائض وواجبات اور نماز وروزے کے احکام کس سے پوچھیں گے، شیطان کے وسوسوں اور شیطانوں کے جو دین پر اعتراضات ہیں یا ہوں گے وہ کس سے پوچھیں گے اور ان کے جوابات کن سے لیں گے آخر کار گمراہ ہو جائیں گے اور جو لوگ محض تقلید میں (باپ دادا کی رسم سمجھتے ہوئے) دین پر رہ جائیں گے وہ برائے نام مسلمان ہوں گے۔

علماء کا اٹھ جانا

علماء کا اٹھ جانا بہت بڑی مصیبت ہے اور علم دین کا ختم ہو جانا قیامت کے آنے کی علامت ہے امام محی السنہ بغویؒ معالم التنزیل میں حضرت سعد بن جبیرؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ علماء کی موت لوگوں کی ہلاکت وبربادی کی علامت ہے یعنی جب

علماء اٹھ جائیں گے تو لوگ ھلاک ہو جائیں گے حضرت عطا خراسانیؒ کے فرمان "**ناتی الارض ننقصها من اطرافها**" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ زمین کی کمی اور تنگی سے مراد علماء وفقہاء کی موت ہے

(الدرالمنثور ج۴ص۶۸)

یعنی جب علماء نہ رہیں گے تو لوگ بیلوں اور گدھوں کی طرح عقل سے خالی اور بے مہار اونٹ کی طرح بے باک اور دین سے آزاد ہو جائیں گے جس کے نتیجے میں سارا نظام تباہ و برباد ہو جائیگا اور قتل وغارت شروع ہو جائیگی اور طرح طرح کی خطرناک وبائیں اور بلائیں زیادہ ہوں گی جس کا منظر ہم آج دیکھ رہے ہیں تو زمین چاروں طرف سے ویران ہو جائیگی اور مخلوق روز بروز کم ہوتی جائے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائیگی۔

تخلیق عالم کا مقصد

اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ تخلیق عالم کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ومعرفت ہے اور جب عالم نہ رہیں گے عبادت ومعرفت کی تعلیم کون دے گا پھر جب تعلیم نہ ہوگی تو عبادت ومعرفت بھی نہ ہوگی اور جب عالم نہ ہوں گے اور عبادت و معرفت بھی نہ ہوگی اور یوں دونوں نہیں ہوں گے اور یہ جہاں دونوں سے خالی ہو جائیگا اور اس کا مقصد باقی نہ رہے گا تو (یہ جہان) نکما اور مٹانے کے قابل ہو جائیگا لہذا قیامت آکر اس جہان کو مٹادیگی۔ یہاں سے ظاہر و واضح ہوا کہ جس طرح دین کا باقی رہنا علم دین کے بغیر ناممکن ہے اسی طرح اس کے بغیر جہان کا باقی رہنا بھی بے کار

ہے لہذا علم کی دولت کو کھونا دونوں جہانوں کی دولت زندگی سے ہاتھ دھونا ہے۔

اعلیٰحضرت کے والد ماجد محدث نقی علی خاں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

اپیل

از والد ماجد اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ

"لہذا مسلمانو! خدا کے لئے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور علم دین جو سفر آخرت کا سرمایہ ہے کو مٹ جانے سے روکو۔ تم شب و روز دنیا کے جھگڑوں میں مشغول رہتے ہو کسی وقت تو علم دین کی طرف توجہ کرو، ہزاروں روپے بلکہ لاکھوں روپے اس فانی دنیا کے آرام وآسائشوں کے لئے خرچ کرتے ہو کچھ تو ہمیشہ کی زندگی یعنی آخرت کے لئے بھی خرچ کرو اور علم دین کو فروغ دینے میں فراخ دلی کے ساتھ مال خرچ کرو کہ یہ وہاں تمہارے اپنے کام آئے گا اور یہاں تمہیں اس کی برکت سے اللہ ہر بلا سے بچائے گا ورنہ بعد میں ندامت اور افسوس کے ہاتھ ملوگے پھر حسرت کروگے کہ ہم علم دین پڑھتے یا پڑھنے والوں سے محبت کرتے اور ان پر خرچ کرکے اسے فروغ دینے کی سعادت حاصل کرکے علماء کی رفاقت اور ان کے گروہ میں اٹھتے، آج موقع ہے اس سے فائدہ اٹھالیں۔" ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ بعض لوگ علم دین کو فروغ دینے پر خرچ کرنے کی بجائے دوسرے نیک کاموں پر شوق سے خرچ کرتے ہیں جبکہ علماء دین کا اتفاق ہے کہ

نفقة درهم فی طلب العلم خیر من عشرة آلاف درهم ینفقها فی سبیل الله (نشرطی التعریف ۵۱)

ترجمہ:۔

کہ علم دین کی طلب اور اس کو پھیلانے میں ایک درھم خرچ کرنا دوسری جگہ راہ خدا میں دس ہزار درھم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ یہی عقل کا بھی تقاضا ہے کیونکہ عقل کے نزدیک کائنات میں "علم دین" سے بہتر بلکہ اس کے برابر کوئی دولت اور کوئی نعمت نہیں لہذا اسپر خرچ کرنا بھی سب کاموں پر خرچ کرنے کے مقابلہ میں زیادہ ثواب ہے۔

قارئین کرام!

اعلحضرت عظیم البرکۃ کے والد ماجد حضرت نقی علی خاںؒ کا رسالہ مبارک **"فضل العلم و العلماء"** بھی یہاں تک ہماری کتاب میں مکمل شامل ہوگیا۔ والحمدللہ علی ذلک۔ **وصل الله علی خیرتعالی خلفه سیدنا محمد و علی آله و صحبه و بارك وسلم** محتاج دعا ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری۔

اس کے بعد ہم مقام علم وعلماء کے متعلق مزید دلائل لاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں

علمی ترقی کیسے ہو؟

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ علمی ترقی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے تم عالم کی خدمت میں حاضر ہو اور خاموش ہو کر بیٹھو پھر جو عالم فرمائے اسے اچھی طرح سنو اور سمجھو جو بات سمجھ نہ آئے ادب کے ساتھ اس کی وضاحت پوچھو جو وضاحت ہو اسے اچھی طرح سمجھ لو پھر جو کچھ سنا اور سمجھا اسے لکھ لو اور

لکھ کر حفظ کرلو تاکہ تم اس لکھے ہوئے کے محتاج نہ رہو کہتے ہیں کہ آپ کا علم وہ ہے جو آپ کے دماغ یا سینے میں ہے وہ نہیں جو کاپی یا کتاب میں ہے پھر جو حفظ کرلیا حفظ کا مطلب بعینہ ان الفاظ کا من وعن یاد کرنا نہیں بلکہ اس کا مطلب و مفہوم یاد کرنا یعنی قاعدہ یا مسئلہ یاد کرنا ضروری ہے اس کے الفاظ کو یاد کرنا ضروری نہیں ہاں اگر وہی الفاظ بھی یاد ہوجائیں جو عالم کے الفاظ ہیں تو بہتر ہے مگر ضروری نہیں، تو جو حفظ کرلیا یا جو علم میں آگیا اگر وہ عمل سے متعلق ہے تو پہلے اس پر عمل کرو پھر اسے دوسروں کو بتاؤ یا پڑھاؤ یا اسے تحریر کی صورت میں دوسروں تک پہنچاؤ یا تقریر و تبلیغ کے طریقہ سے دوسروں تک پہنچاؤ اس سے علم بڑھے گا اور مضبوط بھی ہوگا۔

پھر لکھتے ہیں (یعنی امام غزالیؒ) کہ

علم علمك من يجهل و تعلم ممن يعلم ماتجهل

ترجمہ:۔

جو کچھ تم نے پڑھا ہوا ہے اسے ان پڑھوں کو پڑھاؤ اور جو تم نہیں پڑھے وہ عالم سے پڑھ لو۔

یعنی پڑھاؤ بھی اور پڑھو بھی۔ ہاں اگر استعداد کتابیں سمجھنے کی ہو لیکن پڑھانے والا نہ ہو تو خود کتابوں سے استفادہ کرکے اپنے علم کو بڑھاؤ۔

فتنوں سے حفاظت

حدیث شریف میں ہے جسے امام شہاب زھری نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ان الفتنة تجیء فتنسف العباد نسفا ینجو منها العالم

(نشر طی التعریف ۷۵)

ترجمہ:۔

(میرے بعد) فتنے آئینگے جو بندوں کو برباد کردیں گے ان سے عالم دین نجات پائیں گے۔

لھذا فتنوں سے بچنے کے لئے علماء کی محبت وعقیدت اور صحبت نہایت ہی ضروری ہے اس لئے قرآن کریم میں فرمایا کہ

یاایھاالذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔

ترجمہ:۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

سچ والے کون

سچ کیا ہے اور سچ والے کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سچ قرآن اور سچ والے قرآن کے علم والے یعنی علماء ہیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے

ومن اصدق من اللہ قیلا

ترجمہ:۔

اللہ سے بڑھ کر کس کا کلام سچا؟

اللہ تعالی کا کلام ہی سب سے بڑا سچ ہے۔لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالی مسلمانوں کو علماء کے ساتھ ہونے کا حکم دے رہا ہے۔اور اسی میں مسلمانوں کی نجات ہے۔

علماء کا وسیلہ پکڑو

اللہ تعالی نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ

"یا ایھاالذین امنو اتقو اللہ واتبغو الیہ الوسیلة وجاھدوافی سبیلہ للعلکم تفلحون ٥" (المائدہ پ٦)

ترجمہ:۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو (اسکے احکام پر عمل کرو) اور اسکی طرف جانے اور ترقی کرنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈو اور اس کے راستے (شریعت پر عمل کرنے) میں خوب محنت کرو تا کہ تم (دنیا وآخرت میں) کامیاب ہو جاؤ۔

تفسیر روح البیان میں ہے

وھی علماء الحقیقة ومشائخ الطریقة

(ج۲ ص۲۸۸)

ترجمہ:۔

کہ وسیلہ سے مراد قرآن وسنت کے علم والے علماء اور باعمل بزرگان دین

ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیمؒ سے ''**القول الجمیل**'' کے صفحہ ۲۱ پر اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ''**ضیاء القلوب**'' کے صفحہ ۴۴ پر اور شاہ اسمٰعیل دہلوی ''**صراط مستقیم**'' کے صفحہ ۱۳۳ پر لکھتے ہیں کہ یہاں وسیلہ سے مراد علماء حق میں سے کسی عالم کامل کا وسیلہ پکڑنا مراد ہے۔

غرضیکہ علماء دین کا مقام ومنصب یہ ہے کہ ان کا دامن پکڑا جائے اور ان کی ہدایات پر چلا جائے اسی میں نجات ہے اور اسی میں کامیابی ہے۔

علماء کے اٹھ جانے سے علم اٹھ جائے گا میں اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ کہیں تمہاری طرف بھی علم ضائع نہ ہو جائے جیسے ہمارے ہاں ضائع ہو چلا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ

علامہ شیخ محمد صالح فرفور دمشقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ حضرت فضیل بن عیاضؒ کے ہیں جب حج کے موقع پر آپ کی خلیفہ ہارون الرشید سے ملاقات ہوئی اور دونوں کے درمیان بڑی مفید اور ضروری گفتگو ہوتی رہی، ہارون الرشید کو حضرت فضیل بن عیاضؒ نے ہدایات فرمائیں جن سے ہارون بہت خوش ہوا اور جب ہارون الرشید وہاں سے اٹھنے لگا تو حضرت فضیل بن عیاضؒ نے ایک انتہائی نفع بخش اور اہم نصیحت کا تحفہ دینے کا ارادہ فرمایا کیونکہ اللہ تعالی نے علماء پر فرض فرمایا ہے کہ وہ امراء کو اور حکمرانوں کو ہمدردانہ نصیحتیں فرماتے اور انکی راہنمائی کرتے رہیں یوں نہ کریں کہ ان

سے دنیاوی فائدے حاصل کریں، مال ودنیا، عہدے اور مناصب ومراتب تو لیں مگر ان کو نصیحتیں نہ کریں انکی غلطیوں کی نشاندہی نہ کریں، ان کی اصلاح کی بات نہ کریں جیسے بعض نام نہاد علماء کرتے ہیں تو آپ نے ہارون الرشید سے فرمایا

یا امیر المؤمنین ،انی اخشٰی ان یکون العلم قد ضاع قبلك کماضاع عندنا

ترجمہ:۔

اے امیر المؤمنین مجھے ڈر ہے کہ کہیں علم تمہاری طرف سے تمہارے علاقہ میں ضائع نہ ہو جائے جیسے ہمارے ہاں ضائع ہو گیا۔ ہارون الرشید نے عرض کی ہاں بات یہی ہے جو آپ نے فرمایا یہ نصیحت ہارون الرشید کے دل میں رہی یہاں تک کہ وہ حج کے فرائض بجالا کر فارغ ہو گیا اور عراق واپس آیا تو سب سے پہلے اس نے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے ملک (اسلامی ریاست) کے تمام شہروں اور لشکر کے جرنیلوں اور حکمرانوں کے نام حکم جاری فرمایا جس میں علماء کرام، ائمہ اور خطباء کرام کے بارے میں لکھا کہ یہ لوگ قابل توجہ ہیں اور یہ کہ

ھم سرج الامة یھتدی بھدیھم فیصلحون ما افسد الناس ۔

ترجمہ:۔

علماء امت کے چراغ ہیں جن کے کردار سے ہدایت پائی جاتی ہے تو یہ حضرات ہر اس چیز کو درست کرتے ہیں جسے لوگ بگاڑ دیں۔

(من نسمات الخلود ۵۳)

ہارون الرشید نے مزید لکھا کہ

☆ ۱۔ جو حضرات تمہارے ہاں اذان دیتے ہیں ان کا ماہانہ وظیفہ ایک ہزار دینار لکھ دو۔

☆ ۲۔ اور جو قرآن کا علم پڑھتے ہیں پھر قرآن پڑھ کر اس کے علم تفسیر و تحقیق و فقہ وغیرہ سیکھنے میں مصروف ہو گئے ہوں ان کا ماہانہ وظیفہ دو ہزار دینار لکھ دو (تاکہ وہ علم میں زیادہ دلچسپی لیں اور انہیں دیکھ کر لوگ اپنے بچوں کو اس طرف لائیں)۔

☆ ۳۔ اور جس نے قرآن کا علم جمع کر لیا اور حدیث بھی پڑھ لی اور فقہ کا علم حاصل کر کے اس پر عبور حاصل کر لیا اور عالم و فاضل ہو گیا اس کا ماہانہ وظیفہ چار ہزار دینار لکھ دو۔ اور اس سلسلہ میں اپنے قرب جوار کے علماء و فضلاء سے مشورہ بھی لو کہ کون کس قدر وظیفہ کا حقدار ہے تو یاد رکھو کہ

فاسمعوا قولهم واطيعوا امرهم فان الله تعالى يقول "يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم" والوالامر هم اهل العلم المخلصون في دعوتهم

(من نسمات الخلود ۵۵)

علماء کی بات توجہ سے سنو اور ان کی پیروی کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

"اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم (النساء ۵۹)"

ترجمہ:۔

"اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو اور ان کا جو تم میں سے (اللہ کے) حکم (کو جاننے) والے ہیں اور بلاشبہ یہ حکم والے وہ علماء ہیں جن کا کام ہی لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلانا ہے"

جب ہارون الرشیدؒ کا یہ حکم ان کے مقرر کردہ حکمرانوں افسروں اور فوج کے جرنیلوں کو پہنچا تو انہوں نے خلیفہ کے حکم کی دل و جان سے پیروی کی تو اس سے پوری اسلامی ریاست میں ایک علمی تحریک قائم ہو گئی جبکہ اس سے پہلے لوگ علم سے بے نیاز اور بے پرواہ ہو رہے تھے خلیفہ کے فرمان سے لوگ قرآن و سنت کے علوم سیکھنے کی طرف متوجہ ہوئے اور بھرپور طریقے سے سیکھنے لگے اور جا جا کر علم کے چشموں (علماء) سے علم کی پیاس بجھاتے پھر دوسروں کو سکھاتے اور نفع پہنچاتے اور علم کے ایسے حریص ہو گئے جیسے دنیا دار لوگ دنیا کے مال و متاع کے حاصل کرنے اور دنیا کمانے کے حریص ہوتے ہیں۔

اسکے بعد علامہ شیخ محمد صالح فرفور دمشقی لکھتے ہیں کہ امام ابن المبارک بھی اس حج میں ہارون الرشید کے ہمراہ تھے انہوں نے حضرت فضیل بن عیاضؒ کی بات جو انہوں نے ہارون الرشید سے فرمائی سنی تھی، امام ابن المبارک نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ و خلفاء اور صحابہ کے زمانہ کے بعد ہارون الرشید کے زمانہ میں سب سے زیادہ علم دین کی رونق اور شہرت دیکھی علامہ محمد صالح فرفور لکھتے ہیں کہ امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ ہارون رشید کے زمانہ میں علم دین کی ترقی کا یہ حال تھا کہ آٹھ آٹھ سال کے بچے قرآن کے علوم (حفظ و تجوید و قراءۃ و معانی و احکام و تفسیر) کو اپنے

سینے میں جمع کر لیتے اور گیارہ گیارہ سال کی عمر کو پہنچ کر حدیث وفقہ وشعراء عرب کے دیوانوں کے حافظ ہو جاتے اور اپنے اساتذہ کے ساتھ کسی بھی مسئلہ میں مکمل بحث کر سکتے تھے اور بلاشبہ اس زمانہ میں امت علم کے میدان میں آگے بڑھ گئی اور اس نے جہالت وغفلت اور سستی کی چادر اپنے سے دور پھینکدی اور اس زمانہ میں علم واخلاق کی حکمرانی قائم ہوگئی اس کے بعد مدارس کی بنیاد رکھی جانے لگی اور قرآن وسنت کے علوم کے لئے مدارس قائم کرنے میں علماء سے بڑھ کر حکمران آگے آگے تھے

اس کاوش وجدوجہد کے نتیجے میں انہوں نے اپنے بعد ہمارے لئے علم کے ایسے ایسے خزانے چھوڑے ہیں جو قیامت تک ان کی شاندار یادگار ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین صدقہ جاریہ ہیں آج کے علماء وفقہاء ان کے نام دیکھ کر اور ان کے کام ملاحظہ کر کے بے ساختہ ان کو دعائیں دیتے ہیں اور یہ دعائیں اس وقت سے لے کر آج تک جاری ہیں اور قیامت تک جاری رہیں گی کیا ہی خوش قسمت بلکہ قابل رشک قسمت کے مالک ہیں وہ علماء وسلاطین اور امراء اسلام جنہوں نے اپنی صلاحتیں اور اپنی کمائی اور اپنی دولت علم پر لٹا کر اپنی تاریخ سنہری الفاظ میں رقم کرائی آج ان کے علمی ذخیرے ان کے ایمان وذوق دین متین اور حب مصطفےٰ ﷺ وعشق رب العالمین کی گواہی دے رہے ہیں۔بس یہ وہ وقت تھا کہ امت کا علمی اور سنہری دور معرض وجود میں آیا جسکی بنیاد تقوی تھا اور حقیقت یہ ہے کہ امراء وحکمران جب ایسے ذوق والے ہوں تو وہ ایسے ہی کارناموں میں آگے آگے ہو کر امت کی قیادت کرتے ہیں سچ کہا گیا ہے کہ

"فان صلح صلحوا وان فسد فسدوا"

حکمران وامراء کا طبقہ جب دین کا کام کریگا اور اچھا ہوگا تو لوگ بھی اچھے ہوں گے اور دین کا کام کریں گے اور حکمران وامراء کا طبقہ جب دین سے دور ہوگا اور خراب ہوگا تو عوام بھی خراب اور دین سے دور ہو جائیں گے۔

(من نسمات الخلود ٥٢)

حضرت عمرؓ کے مشیر

حضرت عمرؓ کا دور اسلام کا انتہائی کامیاب اور قابل تقلید دور تھا اور اسکی واحد وجہ آپ کی مجلس مشاورت ہے جسمیں علماء وفقہاء تھے قرآن وسنت کے عالم وفاضل تھے۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ

كان القراء اصحاب مجالس عمر ومشاورته كهولا كانوا او شبانا

(صحیح بخاری باب خذ العفو وامر بالعرف ج ٢ ص ٦٦٩)

ترجمہ:۔

حضرت عمرؓ کی مجلس مشاورت والے قرآن کے عالم وفاضل لوگ ہوتے تھے خواہ بڑی عمر کے ہوتے یا نوجوان ہوتے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس حکمران کی مجلس مشاوروت میں علماء وفضلاء لوگ ہوں گے اس کی حکومت تادیر چلیگی اور جس حکمران کی مجلس مشاورت میں علماء نہ ہوں گے وہ ناکام ہوگا۔

﴿راسخ فی العلم کون؟﴾

قرآن کریم میں جو" **والراسخون فی العلم** "کا ذکر ہوا ہے اس کی تفسیر میں امام مالک بن انسؒ نے فرمایا راسخ فی العلم وہ عالم ہے۔

"العالم العامل بما علم المتبع له"

ترجمہ:۔

وہ عالم ہے جو اپنے علم پر عمل کرے اور اس کے پیچھے چلے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "راسخ فی العلم" وہ علماء ہیں جن میں درج ذیل چار باتیں پائی جائیں۔

☆ ۱۔ **التقوی بینه و بین الله**

ترجمہ:۔

اس کے اور اللہ کے درمیان تقوی ہو۔

یعنی وہ اس وقت بھی اللہ سے ڈرے اور خلاف شریعت کام نہ کرے جب اسے اللہ کے سوا کوئی نہ دیکھتا ہو۔

☆ ۲۔ **التواضع بینه و بین الخلق**

ترجمہ:۔

لوگوں کے ساتھ تواضع سے پیش آئے تکبر سے پیش نہ آئے۔

☆ ۳۔ **الزهد بینه و بین الدنیا**

ترجمہ:۔

دنیا رکھے تو صرف اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے رکھے اپنی ذات کے لئے دنیا جمع کرنے کی حرص وہوس نہ رکھے۔

﴿مولانا جامیؒ﴾

چنانچہ جب مولانا جامیؒ حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ کی خدمت میں پہنچے تاکہ ان کے مرید ہوں دیکھا کہ ان کے پاس تو بہت مال و دولت ہے اس قدر کہ اسکا حساب ہی نہیں اور شاہانہ رہن سہن ہے جیسے ایک بادشاہ ہو، غلام ہیں لونڈیاں ہیں ، زمینیں ہیں باغات ہیں ہر قسم کی عمدہ سواریاں اور ہر قسم کے عمدہ جانور ہیں مولانا جامیؒ یہ دیکھ کر مرید ہوئے بغیر دل میں یہ کہتے ہوئے واپس آگئے کہ

نامرد است آنکه دنیا دوست دارد

یعنی جو شخص دنیا سے اس قدر محبت کرے وہ نامرد ہے، مرد خدا نہیں ہے اللہ کا دوست نہیں وہ دنیا پرست ہے۔

رات کو خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے، محشر کی سخت گرمی ہے، لوگ سخت دھوپ اور گرمی سے بچنے کے لئے بھاگ رہے ہیں۔آپ بھی بھاگے تو دیکھا کہ کچھ خیمے لگے ہوئے ہیں جن میں لوگ پناہ لے رہے ہیں اور یہ خیمے اولیاء اللہ کے ہیں اور ہر خیمے پر اللہ کے اولیاء کے نام لکھے ہوئے ہیں ایک خیمے کی جانب مولانا جامیؒ بھاگے جب اس کے قریب گئے تو اسپر حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ کا اسم گرامی لکھا ہوا تھا آپ اس میں داخل ہوگئے اندر دیکھا کہ حضرت خواجہ صاحب تشریف رکھے ہوئے ہیں مولانا بڑے پریشان ہوئے اور دل میں سوچنے لگے کہ میں تو حضرت

کوایک دنیادار سمجھ کر واپس آگیا تھا یہ تو اللہ کے بڑے ولی ہیں ۔ خواجہ صاحب مسکرائے اور مولانا جامی کو اپنے قریب بلایا اور شفقت سے فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ مجھ سے بیعت ہونے آئے مگر میرے ہاں دنیا کی ریل پیل اور ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر واپس آگئے اور دل میں کہا کہ

نامرد است آنکه دنیا دوست دارد

آپ کا یہ خیال ٹھیک ہے مگر اس کے ساتھ یہ مصرع ثانی شامل کیجئے

اگر دارد برائے دوست دارد

یعنی اگر دنیا کو دوست رکھے تو دوست اللہ کے لئے رکھے۔

مطلب یہ کہ جو شخص محض اپنی ذاتی ضروریات کے لئے جمع کرے اور اپنی ضروریات پر تو خرچ کرے مگر اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے ایسا شخص نامرد ہے اسمیں مردانگی نہیں یعنی مرد خدا نہیں ہے ۔ اور مرد خدا وہ ہے جو اپنی ضرورت سے زائد جمع کرنے کی بجائے اللہ کی راہ میں خرچ کردے ۔ ایسے لوگ زاہد ہیں اور اسی عمل کا نام زہد ہے قرآن کریم میں اسی کی تعلیم دی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(البقرہ ۲۱۵)

"یسئلونك ماذا ینفقون قل العفو"

اے نبی کریم ﷺ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کریں؟ فرمادیجئے جو ضرورت سے زائد ہو وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو یعنی جمع کر کے نہ رکھتے جاؤ۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ خواب سے بیدار ہوئے تو حضرت خواجہ

عبیداللہ احرارؒ کی خدمت میں واپس گئے ۔ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہوئے اور اپنا پورا واقعہ بھی سنایا تو خواجہؒ نے فرمایا یہ جو آپ نے میرے پاس مال و متاع اور ساز و سامان کی کثرت دیکھی ہے یہ سب دینی مقاصد کے لئے ہے یہ جس قدر آمدنی ہے دین پر خرچ ہوتی ہے چلیں میں آپ کو اپنا دارالعلوم دکھاؤں آپ اپنے شیخ خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے ساتھ ان کے دارالعلوم میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک شاندار اور خوبصورت بڑا عظیم دارالعلوم ہے جہاں پانچ چھ سو کی تعداد میں طلبہ ہیں جو وہاں رہائش رکھتے ہیں دور دراز کے علاقوں سے آکر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

ان کا ناشتہ اور دو وقت کا پر تکلف کھانا پکتا ہے ۔ کپڑے دھونے کے لئے دارالعلوم میں ہی دھوبی رکھے ہوئے ہیں تا کہ طلباء زیادہ سے زیادہ وقت اپنی تعلیم پر خرچ کریں ۔ ان کی یہ ضرورت دارالعلوم سے پوری ہوتی ہے اور لاکھوں روپے ہر ماہ خرچ ہوتے ہیں یہ اس قدر بلند و بالا عمارتیں بھی اور یہ تمام اخراجات بھی ہم اپنی آمدنی سے کرتے ہیں اور اپنی ذاتی ضروریات کے سوا جو کچھ زمینوں اور باغوں کی آمدنی ہوتی ہے وہ ہم دارالعلوم پر بھی خرچ کرتے ہیں کچھ بھی بچا کر نہیں رکھتے مولانا جامیؒ کو یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ شیخ محترم حضرت خواجہ عبیداللہ احرار جو ظاہر میں بہت دنیا دار معلوم ہوتے ہیں دراصل زاھد اور تارک الدنیا ہیں کہ جو کچھ ان کے پاس دنیا آتی ہے وہ اللہ کی راہ میں جاتی اور حضور اکرم ﷺ کے مشن علم کے فروغ دینے پر خرچ ہوتی ہے۔

☆ **۴۔ والمجاهدة بينه و بين نفسه**

(اللباب ج۵ ص ۲۱)

ترجمہ:۔

چوتھی یہ کہ اپنے اور اپنے نفس کے درمیان مجاھدہ اور محنت کرے۔

یعنی عیش وآرام پرست نہ ہو، غافل، بے محنت نہ ہو، سست نہ ہو آخرت کی فکر میں اور دین کی سربلندی اور قرآن وسنت کے علوم کی ترویج وترقی کے لئے محنت اور بھاگ دوڑ کرنے والا ہو۔

﴿بازل کون﴾

امام ابوالفضل عباس محمد خراسانیؒ کا شعر ہے

لا یطلب العلم الا بازل ذکر

ولیس یبغضه الا المخانیث

ترجمہ:۔

یعنی علم وہی حاصل کرے گا جو عقلمند مرد ہوگا، اور علم سے وہی نفرت کریں گے جو ہیجڑے ہوں گے۔

(بازل) زاء کے ساتھ کامل العقل یعنی پورا عقلمند جو عقل وتجربہ میں کامل ہو۔

(ذکر) مرد۔ (مخانیث) مخنث کی جمع۔ ہیجڑہ۔ مطلب یہ ہے کہ علم حاصل کرنا اور نہایت شوق وجذبہ سے دین کا علم پڑھنا عقلمندی اور مردانگی ہے جبکہ علم دین سے نفرت کرنا اور اسے حاصل نہ کرنا ہیجڑہ پن ہے۔

﴿حضرت علی مرتضیٰؓ کا فرمان﴾

سیدنا علی مرتضیٰؓ کا فرمان ہے

ما الفخر الا لاهل العلم انهم

علی الهدی لمن استهدی ادلاء

ترجمہ:۔

فخر صرف علماء کے لئے جائز ہے بے شک وہ ہدایت کے طلبگاروں کے راہنما ہیں۔

﴿فخر کی قسمیں﴾

یہاں فخر سے فخر تشکر مراد ہے فخر تکبر مراد نہیں۔

فخر تشکر کا مطلب ہے اللہ کی دی ہوئی نعمت کا اظہار (ظاہر کرنا) اسکی اجازت ہے بلکہ ضرورت کے وقت اس کا اظہار ضروری ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واما بنعمة ربك فحدث

(سورۃ والضحیٰ)

ترجمہ:۔

اور (اے حبیب ﷺ) اپنے رب کی نعمت کا اظہار کیجئے۔

نعمت جس پر انسان جس قدر بھی شکر کرے کم ہے وہ صرف ایک ہی ہے اور وہ علم کی نعمت ہے کیونکہ یہ نعمت ایک ایسی نعمت ہے جو باقی ہے اور باقی رہنے والی ہے۔ قیامت تک عالم کے ساتھ رہیگی یہی قرآن وسنت کا علم ہے، شریعت مطہرہ کا علم

ہے یہ تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے باقی سب نعمتیں فانی ہے یہاں رہ جانی والی ہیں اس لئے فخر و شکر بلکہ کمال شکر کے لائق ہے جس کے پاس یہ نعمت ہے۔

ففز بعلم تعش حیا به ابدا

فالناس موتی واهل العلم احیاء

ترجمہ:۔

علم حاصل کر کے کامیاب ہو جاؤ تم علم سے ابدی زندگی پاؤ گے لوگ مردہ ہیں اور علم والے زندہ ہیں۔

امام جمال الدین

امام جمال الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن عمرؒ نے بعض بزرگوں کا یہ قول نقل فرمایا ہے۔

رایت العلم صاحبه شریف

وان ربته اباء لئام

ترجمہ:۔

یعنی جس نے علم پڑھا وہ بزرگ ہو گیا اگرچہ اسکی تربیت نالائق باپ دادا نے کی ہو۔

ففی العلم النجاة من المخازی

وفی الجهل المذلة و المغرام

ترجمہ:۔

پس علم میں ہی دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے چھٹکارا ہے، اور جہالت میں

دنیا و آخرت کی ذلت اور نقصان ہے۔

ولو لا العلم ما سعدت نفوس

ولا عرف الحلال و لا الحرام

ترجمہ:۔

اور اگر علم نہ ہوتا تو لوگ خوش قسمت نہ ہوتے، اور نہ ہی حلال و حرام پہچانے جاتے۔

هو العلم الدلیل الی المعالی

و مصباح یضیئ به الظلام

ترجمہ:۔

علم ایسا نشان ہے جو دنیا و آخرت کی بلندیوں کا راستہ دکھاتا ہے، اور علم ایسا چراغ ہے جس سے اندھیرے روشن ہو جاتے ہیں۔

علم کے ذریعے ایمان محفوظ

امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیا میں اپنی سند کے ساتھ روایت کی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

تکون فتن یصبح الرجل فیها مؤمنا و یمسی کافرا الا من اجاره الله بعلمه

(نشرطی التعریف ۷۵)

ترجمہ:۔

ایک زمانہ آئے گا کہ فتنے ہوں گے (آزمائشیں ہوگیں) ان میں آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا مگر وہ محفوظ ہوگا جسے اللہ نے علم کی برکت سے پناہ دی۔

﴿صرف علماء کے کہنے پر چلو﴾

اللہ تعالی نے قرآن میں یہی فرمایا ہے کہ لوگ صرف علماء کے کہنے پر چلیں جیسا کہ یہ آیت کریمہ ہے

ثم جعلنا ك على شريعة من الامر فاتبعها ولا تتبع اهواء الذين لايعلمون

(سورة جاثيه آيت ۱۸)

ترجمہ:۔

پھر ہم نے تمہیں تمام معاملات سے متعلق ایک شریعت پر (گامزن) کردیا تو تم تمام معاملات میں شریعت پر چلو اور ان لوگوں کا کہنا نہ مانو جو شریعت کو نہیں جانتے۔

اس آیت سے واضح ہے کہ اللہ تعالی نے مکمل زندگی گذارنے کے لئے ایک شریعت دی ہے اور حکم دیا ہے کہ ہم اپنے تمام معاملات میں شریعت پر ہی چلیں، خواہ ہمارے معاملات انفرادی ہوں یا اجتماعی، مذہبی ہوں یا سیاسی عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات سے ملکی ہو یا غیر ملکی غرضیکہ ہر مسئلہ میں شریعت کی اتباع فرض ہے اور فرمایا جارہا ہے کہ” **ولا تتبعوا اهواء الذين لايعلمون** “ان کی خواہشات پر نہ چلو جو شریعت (قرآن وسنت) کا علم نہیں رکھتے مطلب یہ کہ علماء کے

کہنے پر چلو اور جو علماء نہیں ان کے کہنے پر نہ چلو۔

حدیث شریف میں ہے کہ

لاقدست امة لا يؤخذ لضعيفها حقه من قويها

(رواه صاحب الترغيب و الترهيب نشر ۸۲)

ترجمہ:۔

ایسی امت پاک نہ کی جائے جس کے کمزور کا حق اس کے قوی سے نہ لیا جائے اور یہ حق اس وقت تک لیا جاتا رہے گا جب تک امت میں علماء رہیں گے کیونکہ وہی قرآن وسنت کی روشنی میں لوگوں کے حقوق کا تعین کرتے اور بتاتے ہیں کہ حق کسے کہتے ہیں اور کس کس کے کس کس پر کیا حقوق ہیں یہ بتانے کے بعد وہ حکمرانوں سے حقوق دینے دلانے کا مطالبہ کرتے اور آواز اٹھاتے ہیں۔

لہذا امت کی تقدیس و پاکیزگی کا سبب علماء دین ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ امت کی تقدیس کا سبب ہیں ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے علماء ہیں جیسا کہ امام جمال الدینؒ لکھتے ہیں۔

ان الفقهاء هم القائمون مقام الرسول ﷺ و من عصاهم فقد عصى الله ومن اطاعهم فقد اطاع الله اذوراث رسول الله ﷺ فمخالفهم مارق عن الدين و خاذلهم فاسق بيقين

(نشرطى التعريف ۸۳)

ترجمہ:۔

بے شک علماء وفقہاء ہی رسول اللہ ﷺ کے قائم مقام ہیں اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے ان کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں توان کا مخالف دین سے خارج اوران کو بے یارومددگار چھوڑنے والا یقیناً اللہ کا نافرمان ہے۔

مفتی کی بے ادبی

سیدنا عمر فاروق ؓ کے زمانہ میں ایک شخص نے ایک عالم دین سے فتوی پوچھا عالم دین نے قرآن وسنت کی روشنی میں فتوی دیا جو اس شخص کی خواہش کے خلاف تھا اس نے مفتی صاحب (فتوی دینے والے) کو برا بھلا کہا اوران کی شان میں بے ادبی کا کلمہ کہا جس کا حضرت عمر فاروق ؓ کو علم ہوا تو آپ نے اس شخص کو اپنی عدالت میں طلب کر کے اسے کوڑے مارے اور فرمایا ''**تغمص الفتیا**'' کہ تم عالم دین کی اوراس کے فتوے کی توہین کرتے ہو اس لئے تمہاری یہی سزا ہے۔

(نشرطی التعریف ۸۳)

صحابہ کرام دین کے معاملہ میں سخت تھے اس لئے اللہ نے قرآن میں انکی تعریف فرمائی ہے وہ شریعت پر عمل کرنے میں غفلت یا سستی نہیں کرتے تھے اور ہونا بھی اسی طرح چاہیے کیونکہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے کسی بھی حکم پر عمل نہ کرنا اسے ضائع کرنا ہے اور ایسا کرنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ناراض ہوتے ہیں اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی ناراضگی انسان کے لئے دنیا اور آخرت میں

مصیبتوں کا باعث بنتی ہے۔

شریعت پر عمل سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں

بلکہ شریعت پر عمل کرنے سے تکلیفیں دور ہوتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا

(الطلاق ۲،۳)

ترجمہ:۔

اور جو اللہ (کی نافرمانی کرنے) سے ڈرے اللہ اس کے لئے (دنیا اور آخرت کی مصیبتوں سے) نجات کی راہ بنادے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہوگا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے۔

لیکن انسان کو شریعت پر عمل کرنے بلکہ اللہ کے قریب ہونے کے باوجود بھی پریشانیاں اور تکلیفیں پیش آسکتی ہیں جو صبر وشکر کرنے کی صورت میں اس کے درجات کی بلندی کا باعث ہوتی ہیں چنانچہ قرآن وسنت اور تاریخ سے ثابت ہے کہ پیغمبروں اور ولیوں کو بھی طرح طرح کی تکلیفیں پیش آتی رہی ہیں جو ان کے درجات کی بلندی اور قوموں کے لئے ذریعہ تعلیم وتربیت تھیں کہ ایسی ایسی ہستیوں کو بھی تکلیفیں اور

مصیبتیں پیش آئیں ہم کون ہیں اور ہماری کیا حیثیت ہے انہوں نے صبر کیا ہمیں بھی صبر کرنا چاہیے۔

فتوی اور فیصلہ کا بیچنا

حدیث شریف میں جو علم کی اور فتوی کی اہمیت بیان ہوئی ہے اس سے علم و فتوی اور اللہ کے احکام کے مطابق فیصلوں کا تقدس ظاہر ہوتا ہے خاص کر علماء اور قضاۃ (قاضی و جج حضرات) کے لئے حدیث میں سبق بھی ہے کہ وہ فتوی دیتے اور فیصلہ کرتے وقت دو باتوں کا خیال رکھیں ایک یہ کہ اجتہاد کریں یعنی محنت کریں کوشش کریں، غفلت و سستی اور لاپروائی نہ کریں، فتوی لکھنے یا فیصلہ دینے سے پہلے تمام علمی و تحقیقی دلائل پر غور کریں اپنے شعور سے کام لیں اور خوب کام لیں، کسی کی محض اندھی تقلید نہ کریں، قرآن وسنت سے ہرگز نہ ہٹیں، ہاں اگر آپ کو کوئی بات قرآن وسنت سے نہ ملے تو صحابہ وائمہ دین مجتہدین کے اقوال وآراء کو دیکھیں ان کے جس قول کو زیادہ اطمینان بخش اور حالات کے مطابق مناسب یا ضروری سمجھیں اس پر فتوی اور فیصلہ دیں، کسی کے طعن وتشنیع کا ہرگز لحاظ نہ کریں اگر تلاش وجستجو کے باوجود صحابہ وائمہ دین کے اقوال میں آپ کو بات نہ ملے تو پھر قرآن وسنت کی روشنی میں اور اپنے صحیح علمی شعور وادراک کی روشنی میں فتوی وفیصلہ دیں۔

دوسری بات جس کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ فتوی یا فیصلہ ایک شرعی حکم ہے اسے محض رضائے الٰہی کے لئے دیں طمع یا لالچ کو دل میں ہرگز جگہ نہ دیں اور نہ ہی دنیا کے طمع ولالچ میں اس میں تبدیلی کریں کہ یہ فتوی یا فیصلہ بیچنے والی بات

ہوگی جو کسی طرح بھی درست نہیں ہے بلکہ غلط بلکہ عذاب الٰہی کو دعوت دینے والی بات ہے حدیث شریف میں ہے کہ

ان من علامات الساعة بيع الحكم

ترجمہ:

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک فتوی یا فیصلہ بیچنا ہے۔

(نشرالطی التعریف ۸۳)

قیامت کی نشانی

کسی چیز یا کام کے قیامت کی نشانی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز یا اس کام کو کرنا قیامت کو دعوت دینا ہے اور قیامت کو دعوت دینا بری بات ہے لہذا اس چیز یا کام کا کرنا بری بات ہے اس لئے اسے نہیں کرنا چاہیے اس سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے لہذا علم والوں کو اپنے علم وتحقیق پر ہی دیانت داری کے ساتھ عمل کرنا چاہیے اور کسی کو یہ بھی جائز نہیں کہ علم والوں کے پیچھے چلنے کی بجائے ان کو کسی نہ کسی انداز میں متاثر کر کے ان کے علم وتحقیق کے خلاف ان سے اپنے حق میں رائے یا فتوی یا فیصلہ حاصل کرنے کی کوشش کرے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

علماء اور مال ودولت

علماء چونکہ امت میں رسول اللہ ﷺ کے نائب اور قائم مقام ہیں دین اور علم دین کی ترقی کا دارومدار علماء پر ہے اور دین وعلم دین کو ترقی کے راستہ پر ڈالنے کے لئے

علماء کے پاس مال ودولت اور مالی وسائل کا ہونا ضروری ہے، صحابہ کرام تمام رفاہی
کاموں ودینی خدمات واسلامی معاملات میں مکمل طور پر رسول اللہ ﷺ کو ہی ماوی ملجا
اور محور ومرکز سمجھتے تھے اور کوئی رفاہی کام ودینی واسلامی وسیاسی ومذہبی نوعیت کا کام
حضور ﷺ سے مشورہ واجازت لئے بغیر نہیں کرتے تھے اسی لئے ان کے زمانہ میں
مسلمانوں کے تمام نوعیت کے معاملات وحالات میں ترقی ہوتی چلی گئی۔

آج وہ بات نہیں، دینی ادارے روز بہ روز زوال پذیر ہورہے ہیں اور
رفاہی کام بھی صحیح نہیں ہورہے بلکہ پوری قوم غیر منظم ہے تمام قومی وملی وسیاسی
ومذہبی معاملات بھی غیر منظم اور پریشان حالی کا شکار ہیں اس کی واحد وجہ قوم کا اپنے
علماء جو وارثان رسول ونائبان مصطفےٰ ﷺ ہیں سے رابطہ نہ ہونا ہے اور بدقسمتی کا یہ حال
ہے کہ علماء کرام دین وملت کے کام کرنے کے لئے عوام کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں اور
عوام اور حکمران کوئی رفاہی یا دینی یا سیاسی یا قومی کام کرنا چاہیں تو اپنی مرضی وخواہش
سے جیسے چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں علماء سے نہ تو راہنمائی لیتے ہیں اور نہ ہی علماء کے
ساتھ خاطر خواہ تعاون کرتے ہیں۔

بس جس کے پاس اقتدار اور مال ودولت آ گئی جو اس کے دل میں آیا اس
نے کر ڈالا، کسی نے کہیں مسجد بنا ڈالی کسی نے کہیں ہسپتال بنا ڈالا، کسی نے ڈسپنسری
قائم کر دی کسی نے سکول یا کالج قائم کر دیا اور کسی نے مختلف مقامات پر دور ونزدیک
چندے بھیجنے شروع کر دیے، حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ جن علماء نے علمی
مراکز قائم کر دیے جہاں دور دراز کے غریب الوطن طلباء قرآن وسنت کی مکمل تعلیم
مفت حاصل کرتے بلکہ اس کے ساتھ ان کے لئے وہاں جملہ ضروریات کا بھی ان علماء

نے انتظام کر رکھا ہے ان کی دل کھول کر اور بھرپور مالی معاونت کی جاتی تا کہ علوم دینیہ
کو جو دین کی بنیاد ہے خوب فروغ حاصل ہوتا اور علماء کو گذارش کی جاتی کہ وہ اپنے
مراکز میں رہ کر اپنا علمی کام کریں ان کی جملہ ضروریات انہیں وہاں پہنچائی جائیں گی۔

کیونکہ دین کی ترقی اور اسلامی معاشرے کی پوری فلاح وبہبود اور کامیابی
کے لئے علماء کے قدم اور ان کے ہاتھ مضبوط کرنا نہایت ضروری ہے علماء کی مالی
حالت کا بہتر سے بہتر ہونا ضروری ہے اسی میں دین کا وقار ہے اور اسی میں دین کی
ترقی وسربلندی ہے۔

بعض نا سمجھ جب کسی عالم کو خوش دیکھتے ہیں تو اس پر طعن کرتے ہیں کہ وہ
عالم دنیادار ہو گئے اور دنیا سے محبت کرنے لگے ہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا کی محبت بری
چیز ہے لہذا علماء کو دنیاوی شان وشوکت سے رہنے کی بجائے سادگی سے رہنا چاہئے
کہ پیدل چلیں یا سائیکل یا زیادہ سے زیادہ موٹر سائیکل یا سکوٹر اور اس سے بڑھ
کر پرانی سی ٹوٹی پھوٹی کار ہو تو گوارا ہے اور کپڑے بھی سادہ ہوں اچھے درجے کے نہ
ہوں، کیونکہ انکا کام درویشانہ زندگی گذارنا ہے اچھے قسم کا لباس اور اچھے قسم کے
مکان اور اچھی قسم کی سواریاں تو صرف حکمرانوں اور عوام کے لئے ہی حلال، علماء کے
لئے حرام یا مکروہ ہیں۔ سبحان اللہ کیا ہی بلند سوچ اور اعلیٰ ذہنیت ہے جبکہ تاریخ گواہ
ہے کہ یہ ذہنیت انگریز بہادر کی پیدا کردہ ہے جس نے اپنے خاص پیدا کردہ طبقہ کے
لوگوں میں یہ سوچ ڈالی تا کہ وہ انگریز بہادر کے غلام رہیں اور یوں علماء، علم دین اسلام
اور اسلامی عظمتوں سے دور بلکہ بہت ہی دور ہو کر ان کے دشمن ہو کر رہیں ان کے بچے
بھی انگریز بہادر کی زبان سیکھیں اور انگریز بہادر کے کلچر میں پروان چڑھیں۔ تا کہ اس

طرح دین کوختم کرنے کا راستہ ہموار ہوجائے۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

بات یہ ہے کہ عوام مسلمین کی دنیا اور آخرت کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ اپنی ذاتی ضروریات کے علاوہ کسی بھی نیک کام میں خرچ کرنا چاہیں تو علماء دین سے مشورہ کرکے ان کے مشورہ کے مطابق خرچ کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں گے اور اسلامی معاشرہ ایک منظم وجود کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہوجائے گا۔

غرضیکہ دین کی بھلائی وترقی کے لئے ضروری ہے کہ علماء کے ہاتھ میں بھی وسائل ہوں، دولت ہو مال ہو اس لئے نہیں کہ علماء کا کوئی ذاتی مفاد ہے بلکہ اس لئے کہ دین کا کام اس کے بغیر نہیں چلتا۔ دنیا سے دنیا کے لئے محبت درست نہیں جیسے فرعون وہامان ونمرود وخاقان وطرخان ایسے لوگوں کو دنیا عزیز تھی اللہ کے لئے نہیں دنیا کے لئے دنیا عزیز تھی یہ دنیا کی محبت گناہ ہے مگر دنیا کے ساتھ دین اور اللہ کے لئے محبت عبادت وثواب ہے۔

﴿ایک حقیقت﴾

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا دار اور مالدار لوگ جو اپنی دنیا اور اپنے مال سے فائدہ اٹھارہے ہیں وہ علماء کے طفیل اور ان کے وسیلے سے ہی ہے کیونکہ اگر دنیا دار یا مالدار نہ ہو تو دنیا کا نظام درہم برہم اور تباہ وبرباد نہ ہوگا لیکن اس کے برعکس اگر علماء نہ

ہوں تو امراء دنیا دار ہلاک وبرباد ہوجائیں چنانچہ احادیث گذر چکیں لہذا امراء طبقہ کو علماء کا شکرگذار ہوتے ہوئے دین کے کام کو چلانے میں ان کے ساتھ بھرپور مالی و اخلاقی تعاون کا فریضہ ادا کرتے رہنا چاہئے۔

﴿روئے زمین پر سب سے بہتر طبقہ علماء ہیں﴾

نیز روئے زمین پر سب سے بہتر طبقہ علماء کا طبقہ ہے جیسا کہ اس حدیث شریف میں جسے امام جمال الدین **نشرطی التعریف** کے صفحہ۲۷ پر اور امام ثعالبی نے اپنی سند کے ساتھ اور امام طبری نے بھی روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

خیر الناس وخیر یمشی علی جدید الارض المعلمون کلماخلق الدین جددوہ

ترجمہ:۔

سب لوگوں سے بہتر اور جو زمین پر چلنے والے ہیں ان سب میں بہتر علماء ہیں جو لوگوں کو دین سکھاتے ہیں جب بھی دین پرانا ہوتا ہے علماء اسے نیا کردیتے ہیں

اور یہ مسلم بات ہے کہ علم والوں کے پاس مال ودولت ہو تو معاشرہ کو علمی ترقی ملے گی، اسی لئے شروع سے ہی ہر نبی کے زمانہ میں اسکی امت کے مالی وسائل اس نبی کے ذریعے خرچ ہوتے حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں مالی وسائل غیر علماء کے پاس تھے تو شدید قحط پڑ گیا اور پورا ملک تباہی کے کنارے پر پہنچ گیا عوام پریشان حال ہوگئے ملک اور عوام کے بالکل تباہ وبرباد ہوجانے کا خطرہ پیدا ہوگیا آخر ملک مصر کے

بادشاہ نے حضرت یوسفؑ سے مشورہ کیا آپ نے فرمایا اس ملک کو اور اس کی عوام کو بچانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ

اجعلنی علی خذآئن الارض انی حفیظ علیم

(سورۃ یوسف پ ۱۳ آیت ۵۴)

ترجمہ:۔

تم زمین کے خزانوں پر مجھے مقرر کردو، ملک کا مکمل اقتصادی معاملہ اور سب خزانے میرے سپرد کردو میں اس کام کا اہل ہوں کیونکہ میں حفاظت کرنے والا علم رکھنے والا ہوں۔

یوسفؑ کے پاس علم تھا جو اللہ کی کتاب اور وحی کا علم تھا۔ چنانچہ تمام خزانوں کے اختیارات حضرت یوسفؑ کو دیدیے گئے آپ نے وہ تدبیریں اختیار فرمائیں کہ ملک مصر اور اسکے عوام نہ صرف تباہی اور بربادی سے محفوظ ہو گئے بلکہ خوش حال ہو گئے

حفیظ وعلیم

حفیظ کا معنی ہے حفاظت کرنے والا اور علیم کا معنی ہے علم والا حفاظت میں دیانت آگئی کہ ملک کے خزانہ کی حفاظت وہی کرے گا جو دیانتدار ہوگا بددیانت تو اسے لوٹ کرلے جائیگا جیسے پاکستان کے نام نہاد سیاستدان وحکمران کہ جب اقتدار پر جلوہ گر ہوتے ہیں تو ملک کے خزانے کو لوٹ کر بیرون ملک جمع کر لیتے ہیں اور اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے قوم پر طرح طرح کے ٹیکس لگا کر ملک وقوم کا جینا مشکل بنادیتے ہیں۔

لہذا ضروری ہے کہ قوم کا خزانہ دیانتدار ہاتھوں میں ہو

دیانتداری کے لئے علم کی ضرورت ہے اور علم بھی مغرب کا نہیں امریکہ یا انگلینڈ وغیرہ کی کسی یونیورسٹی کا نہیں وہ علم جس کا مرجع مکہ اور مدینہ ہیں (**کرمھما اللہ تعالی ونورھما**) جو آسمانی وحی کے ذریعے مکہ میں پھر مدینہ میں نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفے ﷺ پر اترا جو قرآن کہلاتا ہے جس کی تفسیر سنت کہلاتی ہے وہی اللہ کا دیا ہوا علم یوسفؑ کے پاس تھا وہی اللہ تعالی کا دیا ہوا علم جو اس نے اپنے آخری نبی ﷺ کو عطا کیا آج علماء دین کے پاس کتاب وسنت کی شکل میں ہے آج اسی علم والے "**حفیظ علیم**" کا مصداق ہیں اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ

علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل

(مشکوۃ)

ترجمہ:۔

میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہیں۔

حضرت یوسفؑ بھی بنی اسرائیل کے پیغمبر ہیں انہوں نے اپنے حفیظ وعلیم ہونے کا دعوی کر کے خزانوں کے اختیارات طلب فرمائے جو انہیں دیدیے گئے تو انہوں نے ملک کو تباہی سے بچالیا اور عوام کو خوشحال کردیا حضور ﷺ کی اس حدیث سے اس بات کی طرف امت کو متوجہ کیا گیا ہے کہ تمہاری اقتصادی ومعاشی حالت بھی میری امت کے علماء دین جو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہیں کے ذریعے درست ہوگی اور درست رہیگی غیر علماء کے ہاتھوں میں جب دنیا اور دولت آتی ہے وہ اپنی صوابدید اور

اپنی خواہش کے مطابق اسے خرچ کرتے ہیں لیکن علماء کے ہاتھوں میں ہو تو وہ اسے
اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔

علماء دین جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے احکام کا علم رکھتے ہیں وہ
دنیا کو لہو ولعب وفخر ومباحات اور تعیشات کے لئے نہیں رکھتے اور نہ ہی دنیا کو کسی پر
برتری حاصل کرنے یا کسی کو تنگ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں بلکہ علماء دین کے
ہاتھ میں دنیا آتی ہے تو آخرت کے کاموں پر خرچ ہوتی ہے اللہ کے نزدیک سب سے
اہم کام جس پر مال و دولت خرچ کرنے کو ترجیح دی جائے وہ علم ہے قرآن وسنت کا علم
اور فقہ اسلامی کا علم اس علم کو زیادہ فروغ دینا اسلامی ریاست کا اولین فریضہ اور
مالداروں اور دولتمندوں کی ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اولین ذمہ داری ہے۔
باقی دنیاوی علوم وفنون کی حیثیت ثانوی ہے۔ یہ علوم بھی ضرور سیکھے جائیں اولیت
اسلامی علوم کے حصول کو ہی حاصل ہے۔

امام شافعی

امام محمد بن ادریس شافعیؒ فرماتے ہیں کہ علم دین کے پڑھنے پڑھانے والوں
کو مال و دولت کی سب سے زیادہ حاجت ہے کیونکہ اس علم کو فروغ دینا انفرادی و
اجتماعی طور پر تمام مسلمانوں کی اولین ضرورت ہے، مال و دولت اور وسائل کے بغیر علم
کو فروغ دینا ممکن نہیں ہے۔

حجۃ الاسلام

حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ متوفی ۵۰۵ھ جنہوں نے پانچویں صدی ہجری میں
اپنے علم کے نور سے دنیا کو روشن کر دیا۔ مسلمانوں کے لئے انکی عظیم الشان علمی یادگار
انکی کتاب ''احیاء علوم الدین'' جسے انہوں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ و
حضرت ابوبکر صدیقؓ وحضرت عمر فاروقؓ وحضرت عثمان غنیؓ وحضرت علی مرتضیٰؓ کی
خدمت میں پیش کیا اور سب نے اسے بے حد پسند کیا اور بزرگان دین فرماتے ہیں کہ
اس کا مطالعہ کرنے اور اس پر عمل کرنے والا اللہ کا ولی ہو جاتا ہے یہ سب قرآن وسنت
کا ہی فیضان ہے حجۃ الاسلام اپنی اس کتاب میں اور امام جمال الدین نشرطی التعریف
میں لکھتے ہیں کہ

امام عبداللہ بن مبارک

امام اعظم ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ کے شاگرد رشید امام عبداللہ مبارک جو اپنے
زمانہ کے عظیم الشان عالم ومحدث وفقیہ اور بڑے درجہ کے ولی (ابدالوں میں سے)
تھے۔

انه كان يخصص بمعروفه اهل العلم فقيل له لو عممت ؟ فقال : انى لا اعرف بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء فاذا اشتغل قلب احد هم بحاجته لم يقبل على التعلم فتفريغهم للعلم افضل

(نشرطی التعریف صفه ۹۳ و احیاء العلوم ج ا ص ۲۵۹ کتاب الزکوة)

ترجمہ:۔

وہ اپنے مال کی زکوۃ اور عطیات وغیرہ سب علماء کو دیتے تھے تو ان سے عرض کی گئی کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ اپنے مال میں سے علماء کے علاوہ دوسرے ضرورتمندوں کو بھی کچھ دیتے تو امام صاحب نے فرمایا میرے نزدیک نبوت کے مقام کے بعد علماء کا ہی مقام ہے ان سے اوپر اور کسی کا مقام نہیں یہ لوگ علم کو پھیلا رہے ہیں ہمارا فرض ہے ان کو معاشی لحاظ سے اور دنیا کے لحاظ سے بےفکر رکھیں تا کہ یہ علم کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں اس لئے کہ اگر یہ اپنی ضرورت کے بارے میں فکرمند ہو گئے تو علم کو پھیلانے کی طرف پوری توجہ نہیں دے سکیں گے لہذا ضروری ہے کہ ہم ان کو دنیا اور معاش اور دیگر ضروریات کے معاملہ میں فارغ رکھیں لہذا میں ان کو ہی ترجیح دیتا ہوں۔

اسی کتاب احیاء العلوم کی کتاب ''**الشکر و تقسیم النعم**'' میں حجۃ الاسلام امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ قرآن وسنت وفقہ اسلامی کے علوم کو فروغ دینے میں مصروف عالم کا تمام ضروریات کی فکر سے فارغ ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ اگر اس کے پاس مال نہ ہوگا تو وہ علم کو فروغ نہیں دے سکے گا پھر اس کی مثال ایسے ہوگی جیسے مجاہد ہے مگر ہتھیار نہیں ہے باز ہے شکار کرنا چاہتا ہے مگر پر نہیں ہیں تو قوم کے فرائض میں سے ہے کہ ایسے عالم دین کو جو دین کی خدمت کے لئے وقف ہے اپنے وسائل مالیہ کے ذریعے تمام ضروریات زندگی سے بےفکر رکھیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ صبح وشام روزی کی فکر میں ہو اور اس فکر میں ہو کہ کپڑے کہاں سے بنائیں گے مکان کیسے تیار کریں گے وغیرہ وغیرہ، غرضیکہ ایسے عالم دین کو تمام ضروریات میں بے نیاز رکھیں تا کہ علم کو زیادہ سے زیادہ فروغ حاصل ہو، قرآن وسنت کے علوم کی خدمت ہو کیونکہ علم

تواصل میں یہی ہے۔

علم کون سا ہے؟

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ

قال المفسرون و المحدثون العلم هو علم الكتاب و السنة اذ بهما يتوصل الى العلوم كلها

(احیاء العلوم ۲۵)

ترجمہ:۔

علم سارے اچھے ہیں مگر مفسرین ومحدثین نے فرمایا کہ جس علم کی سب سے اونچی شان ہے یہ قرآن وسنت کا علم ہے کیونکہ یہ تمام علوم کا خزانہ ہے اسکی برکت سے تمام علوم تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔

لہذا اسی علم کو فروغ دینا اپنا مشن بنالیں قرآن وسنت کے علوم سے ہی ہمارے معاشرہ کی اصلاح ہوگی اور اسی سے ہی ہمارا معاشرہ جہالت کے اندھیروں سے نکل کر آسمانی انوار سے منور ہوگا۔

تمام مسلمانوں پر فرض

امام جمال الدین محمد بن عبدالرحمن بن عمر حبیشیؒ متوفی ۷۸۰ھ اپنی کتاب نشر طی التعریف میں فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ اور امام شرف الدین الذوائیؒ نے فرمایا کہ

فعلى الكل ان يعينو االعلماء للتفرغ للعلوم و

يمنعوا عنهم من يشغلهم عن ذالك المعلوم و يتفقدوهم لئلاتروعليهم الغموم وينصروهم عند ان يظهر لهم الخصوم وان يرفهوهم لاقتباس العلم و اظهاره و نشره و بسطه واختصاره

(نشرطی التعریف ۲۰۳)

ترجمہ:۔

سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ علماء کی مدد کریں تا کہ وہ علوم دینیہ کی خدمت کے لئے دنیا کی ضروریات سے بے فکر و فارغ رہیں اوران لوگوں کوان کے پاس نہ جانے دیں جوان کے لئے علمی کام میں رکاوٹ بنیں اور گاہے گاہے ان کی خبر رکھیں کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت ہو جس کی فکر میں ان کے علمی کام میں خلل آرہا ہواوران کی ضروریات جب انہیں پیش آئیں تو مسلمان ان کی خوب مدد کریں اوران کو ہر طرح کی سہولت اور آرام پہنچائیں تا کہ وہ علم کا چراغ روشن رکھیں اوراسے حسب ضرورت پھیلائیں کہیں تفصیل کے ساتھ اور کہیں اختصار کے ساتھ جیسے جیسے وہ علمی کام کی ضرورت محسوس کریں بے فکری سے جاری رکھیں۔

لیکن آج ایسے مسلمان کم ہی ہیں جواس فریضہ سے باخبر ہیں اور علماء سے تعاون فرماتے ہیں شاید انہی کے ذوق ایمانی کی برکت سے دین کا چراغ روشن ہے جبکہ یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنی توفیق وطاقت کے مطابق دل کھول کر علماء کی معاونت کرے تا کہ علماء اس جہالت کے دور کو علم کے دور سے بدلنے میں کامیاب ہوجائیں بلاشبہ یہ سب سے اعلی درجہ کی عبادت ہے اور سب سے اعلی جہاد ہے اور

سب سے اعلی صدقہ جاریہ ہے۔

قبر کا ساتھی

امام دیلمی نے کتاب الفردوس میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

اذا مات العالم صور الله له علمه فی قبره فیؤنسه الی یوم القیامة وید رء عنه هوام الارض

(بشری الکئیب بلقاء الحبیب بهامش شرح الصدور ص۲۹)

ترجمہ:۔

جب عالم دین دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس کی قبر میں اس کے علم کو اس کے لئے نہایت خوبصورت شکل عطا فرماتا ہے جواس کے ساتھ قبر میں قیامت تک ساتھی ہوجاتا ہے وہ اس سے محبت کرتا ہے اور زمین کے کیڑوں مکوڑوں اور دوسرے جانوروں کو اس سے دور کرتا ہے۔

وحی موسی

امام احمد بن حنبل نے کتاب الزهد میں سند کے ساتھ روایت کیا کہ اللہ تعالی نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ ہراتی سے کہہ دیں کہ

تعلم الخیر و علمه الناس فانی منور لمعلم العلم و متعلمه قبورهم حتی لا یستو حشوا بمکانهم

(بشر الکئیب ۱۰)

ترجمہ:۔

دین کا علم سیکھے اور اسے لوگوں کو سکھائے کہ بلاشبہ میں دین کے علم سیکھنے اور سکھانے والوں کی قبریں روشن کرتا ہوں تاکہ وہ اپنی جگہ میں گھبرائیں نہیں۔

علم دین سیکھنا فرض ہے

بلاشبہ علم دین سیکھنا فرض ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے اللہ تعالی فرماتا ہے

وما کان المؤمنون لینفروا کافة فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین و لینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون

(سورۃ توبه ۱۲۲)

ترجمہ:۔

اور مسلمانوں سے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب نکلیں (اور یکدم اپنے وطن خالی کردیں) تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے (ایک جماعت وطن میں رہے اور) ایک جماعت نکلے تاکہ دین کا علم حاصل کرے اور واپس آکر اپنی قوم کو (دین کے احکام کی خلاف ورزی سے) ڈرائے تاکہ وہ (دین کے احکام پر عمل کرکے اللہ کی ناراضگی سے) بچیں۔

مسائل

اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے یعنی جو چیزیں بندے پر فرض یا واجب ہیں اور جو چیزیں حرام ہیں ان کا جاننا ہر

مسلمان پر فرض عین ہے اور اس سے زائد کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة

(صحیح مسلم وجامع بیان العلم و فضله)

ترجمہ:۔

کہ دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دین کا علم سیکھنا نفلی نماز سے بہتر ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ کہ علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا ضروری ہے جبکہ اسکی ضرورت ہو کہ قریب کوئی تعلیمی ادارہ نہ ہو حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے راستہ پر چلتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردیتا ہے

(ترمذی شریف)

تیسرا یہ کہ فقہ سب سے افضل علم ہے۔

علم

حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ

وقد کان یطلق ذالك علی العلم بالله و بآیاته وبافعاله فی عباده و خلقه حتی انه لما مات عمرؓ قال ابن مسعودؓ لقد مات تسعة اعشار العلم فعرفه بالالف

واللام ثم فسره العلم بالله الخ

(احیاء العلوم ج ا ص ۴۵)

ترجمہ:۔

حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے زمانہ اقدس میں اور اسی طرح تابعین وائمہ مجتہدین کے زمانہ اقدس میں حتی کہ کئی سو سال بعد تک علم کا لفظ اللہ تعالی کی ذات وصفات اور اس کے احکام (قرآن وسنت) اور اس کے بندوں میں اور اس کی مخلوق میں اس کے جو افعال ہیں اس کے علم کے لئے ہی بولا جاتا تھا یعنی قرآن و سنت کے علم کو ہی علم کہا جاتا تھا اس لئے جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ''علم کے دس حصوں میں سے نو حصے چلے گئے''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ''**اعشار العلم**'' میں علم کے لفظ کو معرفہ بالام کر کے لائے پھر اس کی تفسیر اللہ تعالی کی ذات وصفات اور اس کے احکام کے علم کے ساتھ فرمائی بعد میں لوگوں نے اسمیں کچھ اپنی طرف سے بناوٹ کر دی حتی کہ اکثر طور پر اسے عالم کہا جانے لگا جو مسائل فقہیہ وغیرہ میں مناظرہ باز ہو اور کہا جانے لگا کہ یہی حقیقت میں عالم ہے اور یہی میدان علم کا مرد ہے اور جو عالم تو ہو مگر مناظرہ باز نہ ہو اسے کمزور مردوں میں شمار کیا جانے لگا اور یہاں تک کہ علماء کے گروہ میں ہی اسے شمار نہ کیا جانے لگا یہ بھی ایک بناوٹ کی بات ہے۔

کیونکہ قرآن وحدیث میں جس علم کی فضلیت اور جس عالم کی شان بیان ہوئی ہے وہ حقیقت میں ان علماء کے بارے میں ہے جو اللہ کی ات وصفات وافعال اور قرآن وسنت کے احکام کے عالم ہوں، اب تو یہاں تک زیادتی کی گئی ہے کہ جو چند

مناظرانہ باتیں سیکھ لے وہی بڑا عالم کہلاتا ہے حالانکہ وہ قرآن کی تفسیر وحدیث وتاریخ وفقہ ومذاھب فقہاء سے کچھ بھی نہیں جانتا ہوتا اور یہ بھی صحیح علم کے کم رہ جانے کا سبب بنا ہے۔

(احیاء العلوم ج ا ص ۴۵)

آج کے دور کے جدید فنون ڈاکٹری، انجینیئرنگ، اکاؤنٹ سائنس کیمپوٹر بیالوجی فزکس کیمسٹری (حساب) وغیرہ سب فنون ہیں علوم نہیں ہیں ان فنون کے ماہرین کو عالم نہیں کہا جائے گا کیونکہ اس ماہر فن کی عبارت صرف اسی فن تک محدود ہوتی ہے دیگر فنونی سے وہ لاعلم ہی ہوتا ہے۔ اگر چہ یہ سب فنون قومی ضرورت ہیں اور انسانی خدمت کا ذریعہ بھی ہیں اگر کوئی اللہ کی رضا اور ثواب کے لئے ان سے خدمت خلق کرے بے شک بڑے ثواب کا حقدار ہوگا جیسے دوسرے نیک کاموں پر انسان اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے لیکن جو فضیلت قرآن وسنت کے علوم کی ہے جن سے انسان شریعت کے احکام اور انسانیت کے آداب واخلاق کے ساتھ اللہ تعالی کی ذات و صفات وافعال کی معرفت حاصل کرتا اور نبی کریم ﷺ کا وارث وقائم مقام کہلاتا ہے اور بلاشبہ یہ صرف اور صرف قرآن وسنت اور شریعت کا ہی علم ہے جو علم کامل ہے، جو علم مطلق ہے اور جو فضیلتوں کا جامع ہے اس کے سوا اور کوئی علم نہیں جسے حقیقی طور پر علم کہا جائے۔

عالم دین کو زکوۃ دینا افضل ہے

عالم دین جو ہمہ وقت دین کے کاموں میں مصروف ہو اسے زکوۃ دینا بہتر

ہے بلکہ اسے زکوۃ دینا افضل وبہتر ہے۔

التصدق علی العالم الفقیر افضل

(درمختار مع شامی ج ۲ ص ۳۵۴)

ترجمہ:۔

ضرورتمند عالم دین کوزکوۃ دینا افضل ہے۔

کیونکہ یہ دراصل دین کی خدمت بھی ہے اورانسانی خدمت بھی۔

امام حسنؓ

حضرت امام حسنؓ کی خدمت میں اگرکوئی عالم جاتا توآپ اسے رخصت کرتے وقت تین تین لاکھ درھم نذرانہ پیش کرتے تھے۔ایک علم کی شان سے بے خبر انسان نے امام صاحب سے عرض کی کہ یہ تو فضول خرچی ہے "**لا خیر فی الاسراف**" اورفضول خرچی میں کوئی بھلائی نہیں ہے ۔امام حسنؓ اسی کے اسی عربی کے جملہ کوالٹا کرکے اسے لاجواب فرمادیا کہ "**لااسراف فی الخیر**" یعنی نیک جگہ میں خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے پھر فرمایا کہ دین علماء دین کی ہی ایک شکل میں ہمارے پاس ہے لہذا دین پرخرچ کرنا ہوتو علماء پرخرچ کروکہ یہ ہروقت دین کے لئے وقف ہیں، دین کا الگ کوئی وجودنہیں دین علماء دین کی صورت میں ہے جب علماءنہیں رہیں گے تو دین بھی نہیں رہے گا۔

علامہ زحیلیؒ لکھتے ہیں کہ

وتحل الزکوۃ لطالب العلوم الشرعیۃ لان

تحصیل العلم فرض کفایۃ و یخاف من الاقبال علی الکسب الانقطاع عن التحصیل

(الفقہ الاسلامی ج ۲ ص ۸۸۰)

ترجمہ:۔

جوشخص شریعت کے علوم کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہواس کے لئے زکوۃ لیناجائز ہے کیونکہ علم دین حاصل کرنا اوراسے فروغ دینا فرض کفایہ ہے اور کاروبارکرنے کی صورت میں اس کے لئے پڑھناپڑھاناممکن نہ ہوگا۔

لہذا:۔ اسکی پوری اورمکمل کفالت کرنااوراسکی جملہ ضروریات کاانتظام کرنامخیر ومالدار مسلمانوں کافریضہ ہے۔

امام سرخسیؒ

امام شمس الدین سرخسیؒ متوفی ۴۹۰ھ جوائمہ احناف کے مجتہدین میں سے ہیں مبسوط میں فرماتے ہیں

ومنہ ارزق القضاۃ و المفتیین و المحتسبین و المعلمین و کل من فرغ نفسہ لعمل من اعمال المسلمین علی وجہ الحسبۃ

(المبسوط ج ۳ ص ۱۸)

ترجمہ:۔

اورقومی خزانے کے ذمہ ہے قاضیوں (ججوں) اورفتوی دینے والے علماءاور

احتساب کرنے والوں اور علم سکھانے والوں کے وظائف اوران کے علاوہ ہراس شخص کا وظیفہ بھی خزانے کے ذمہ ہے جس نے اپنے آپ کو مسلمانوں کی دینی یا دنیاوی خدمات کے لئے رضا کارانہ طور پر وقف کر رکھا ہے۔

اسلامی نظریہ کی رو سے ہر شخص کا وظیفہ اسکی ضرورت کے مطابق ہوگا۔ مثلاً ایک شخص صرف میاں بیوی ہیں تو اسے اتنا ہی وظیفہ ملے گا جس سے اسکی ضروریات پوری ہوں خواہ کتنا ہی اونچے عہدے پر ہو مگر ضروریات سے زیادہ نہیں، اگر دس ہزار روپیہ سے اسکی ضروریات پوری ہوتی ہیں تو اسے دس ہزار دیا جائیگا اور اگر اس سے نیچے درجہ کا ملازم ہے مگر اس کے دس بچے ہیں جنکی ضروریات بیس ہزار روپے سے کم سے پوری نہیں ہوتی ہیں تو اسے بیس ہزار دیے جائیں گے کم نہیں دیے جائیں گے (چنانچہ حوالوں کے ساتھ مدلل بحث ہماری کتاب ''معاشیات نظام مصطفے'' میں دیکھ سکتے ہیں) اور اگر قومی خزانہ سے ان کو نہیں دیا جاتا تو مسلمان اپنے طور پر اسکا انتظام کریں یہ ان کا فریضہ ہے تاکہ دین کا کام نہ رکے۔

امام ابو حفصؒ

امام اسماعیل حقی بروسوی لکھتے ہیں کہ امام ابو حفصؒ نے ارشاد فرمایا کہ

لایصرف الی من لایصلی الاحیانا و التصدق علی الفقیر العالم افضل من الجاهل و یصرف الی الائمة و المؤذنین و القراء و المفتیین و المعلمین۔

(تفسیر روح البیان ج ۱۰ ص ۲۷۴)

ترجمہ:۔

جو شخص نماز نہ پڑھتا ہو یا کبھی کبھی پڑھتا ہو اسے زکوۃ و صدقات نہ دیئے جائیں اور غیر عالم کی بجائے عالم کو زکوۃ دینا افضل اور زیادہ ثواب ہے اور اماموں اور مؤذنوں اور قاریوں اور مفتیوں اور علم دین کی تعلیم دینے والوں کو زکوۃ میں سے وظائف دیے جائیں گے۔

(روح البیان ج ۳ ص ۴۵۵)

ایک شہر سے دوسرے شہر

فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر زکوۃ بھیجنا پسندیدہ بات نہیں ہے بلکہ ہر شہر والوں کو چاہئے کہ اپنے شہر کے ضرورتمند کو زکوۃ دیں تو حرج نہیں ہاں اگر دوسرے شہر میں زیادہ ضرورتمند ہوں اس کے بعد لکھتے ہیں کہ

او اصلح او اورع او أنفع للمسلین او الی طالب علم فلایکره

(التفسیر المنیر ج ۱۰ ص ۲۴۴)

ترجمہ:۔

یا دوسرے شہر میں زیادہ بہتر ہو یا اس کے رشتہ دار ضرورتمند دوسرے شہر میں ہوں یا وہاں زیادہ پرہیزگار یا مسلمانوں کے لئے وہاں زیادہ دین کا کام ہو رہا ہو یا وہاں علم والے علم کا کام کر رہے ہوں تو، ہاں زکوۃ بھیجنا اچھی بات ہے۔

علامہ زحیلیؒ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ

من انفق ماله فی طلبة العلم صدق انه انفق فی سبیل الله

(التفسیر المظهری ج۴ص ۲۳۹۔التفسیر المنیر ج۱۰ص ۲۴۴)

ترجمہ:۔

جس نے علم کے پڑھنے پڑھانے والوں کو زکوۃ دی واقعی اس نے اللہ کے راستہ میں مال خرچ کیا۔

صاحب التیسیر فرماتے ہیں کہ

وقال کثیر من الفقهاء ان تفرغ القادر علی الکسب لطلب العلم اعطی من الزکوۃ لان طلب العلم داخل فی الجهاد فی سبیل الله

(تفسیر تیسیر الکریم الرحمن ج۳ص ۲۵۳)

ترجمہ:۔

بہت سے فقہاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص کمانے کی طاقت رکھتا ہو مگر وہ علم کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہو اسے زکوۃ دی جائے کیونکہ علم کا پڑھنا پڑھانا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے، لہذا علم والوں کو زکوۃ دینا مجاہدین فی سبیل اللہ کو زکوۃ دینا ہے بلکہ اس سے پہلے گذر چکا ہے کہ علم کا جہاد مادی اسلحہ کے ذریعے جہاد سے بہتر ہے۔ بلکہ یہ اولین جہاد ہے۔

علماء کو سلام کرنے ان کی خدمت میں بیٹھنے اور ان کی زیارت کرنے کا ثواب

امام المحدثین والمفسرین حضرت امام جلال الدین السیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ اپنی کتاب ''لباب الحدیث'' میں حدیث روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا

جلوسك فی مجلس العلم لا تمس قلما و لا تکتب حرفا خیر لك من عتق الف رقبة و نظروك الی وجه العالم خیر لك من الف فرس تصدقت بهافی سبیل الله ،و سلامك علی العالم خیر من عبادة الف سنة

ترجمہ:۔

تمہارا علم کی مجلس میں بیٹھنا بغیر ہاتھ میں قلم پکڑے اور بغیر کوئی حرف لکھے تمہارے لئے ایک ہزار غلام آزاد کرنے کے ثواب سے زیادہ ثواب ہے اور تمہارا عالم دین کے چہرے کو دیکھنا تمہارے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو ایک ہزار گھوڑے فی سبیل اللہ دینے سے زیادہ ثواب ہے اور تمہارا عالم دین کو سلام کرنا ایک ہزار سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے۔

تشریح:۔ حضور اکرم ﷺ نے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ارشاد فرمایا ہم اسے تشریح و وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں ''یعنی تمہارے صحیح العقیدہ عالم باعمل کی

محفل میں کسی بھی لمحہ دن کو یارات کو اس نیت سے بیٹھنا کہ اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو جائے اور انکی کوئی بات میرے کان میں پڑے اور مجھے سمجھ آجائے جس پر میں عمل کرسکوں اور میرے ایمان یا عمل میں ترقی ہو ایک ہزار غلام یا لونڈی اللہ کے لئے آزاد کرنے سے بہتر ثواب ہے اور ایسے ہی عالم دین کی طرف محبت وعقیدت سے ایک نظر دیکھنا مجاہدین اسلام کو فی سبیل اللہ ایک ہزار گھوڑے دینے سے زیادہ ثواب ہے۔

امام حافظ منذریؒ نے بھی اپنی کتاب ''**الدرة اليتمته**'' میں اسی طرح حدیث روایت فرمائی ہے اور امام حافظ یحی بن شرف نوادی شارح صحیح مسلم نے اپنی کتاب ''**رياض الصالحين**'' میں ایک حدیث روایت فرمائی اس میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ

جو شخص عالم دین کی محفل کی طرف چلا اسے ایک ایک قدم پر ایک سو نیکی کا ثواب ملے گا اور جب اس کی خدمت میں جا کر بیٹھے گا اور اس کی باتیں سنے گا تو عالم دین کے منہ سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔

غور کیجئے کہ جب عالم دین کی گھنٹہ بھر کی تقریر سنکر سامعین واپس لوٹتے ہوں گے تو ان کے دامن اور نامہ اعمال میں ہزاروں نیکیاں جمع ہو جاتی ہوں گی۔

علماء کی تعظیم

علماء کی تعظیم فرض ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جسے امام سیوطی روایت فرماتے ہیں

اکرموا العلماء فانهم عند الله کرماء مکرمون

ترجمہ:۔

علماء کی تعظیم کیا کرو یقیناً علماء اللہ کے ہاں اس کے محترم و پسندیدہ و برگزیدہ بندے ہیں ان کو اللہ کے ہاں (فرشتوں میں بھی) عزت دی جاتی ہے۔

شرح:۔اس کی شرح میں علامہ محمد بن عمر نووی بنتنیؒ لکھتے ہیں

اکرمواالعلماء ای بعلوم الشرع العالمين بان تعاملوهم بالاجلال و الاحسان اليهم بالقول والفعل۔

ترجمہ:۔

یعنی جو شریعت کے علم رکھنے اور شریعت پر عمل کرنے والے علماء ہیں ان کی تعظیم کرو اس کا مطلب ہے کہ اپنے قول وعمل سے ان کی عزت بڑھاؤ اور ان کے ساتھ احسان اور بھلائی سے پیش آؤ کہ دین کے کام کو چلانے میں ان کی بھرپور مدد کرو یہ تم پر فرض ہے۔

(تنقيح القول ص۸،طبع لبنان)

ایک نگاہ سے فرشتہ

امام جلال الدین سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ حدیث روایت فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من نظر الی وجه العالم نظرة ۔ ففرح بها خلق الله تعالی من تلك النظرة ملكا يستغفر له الی يوم القيامة

ترجمہ:۔

جس شخص نے عالم دین کے چہرے کی طرف ایک نظر دیکھا جس سے عالم خوش ہوگیا تو اللہ اس نظر سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس شخص کے لئے قیامت تک بخشش کی دعا کرتا رہے گا۔

﴿عالم کی ایک ایک بات سے فرشتہ پیدا ہوتا ہے﴾

امام سیوطیؒ ایک حدیث حضرت ابوھریرہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اذا تحدث العالم فی مجلسه ولم يد خله هزل ولا لغو الا خلق الله تعالى من كل كلمة طلعت من فمه ملكا يستغفر له و لسامعه الى يوم القيامة فاذا انصر فوا مغفورين لهم ثم هم القوم لا يشقى بهم جليسهم

(تنقیح القول الحشیث بشرح لباب الحدیث ص۹)

ترجمہ:۔

جب عالم دین اپنی مجلس میں بات کرتا ہے اور اسکی بات نہ مذاق ہو اور نہ بے کار ہو (بلکہ عالمانہ گفتگو ہو) تو اس کے ایک ایک کلمہ سے جو اس کے منہ سے نکلتا ہے اللہ تعالی ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو عالم دین کے لئے اور اس کی باتوں کو سننے والوں کے لئے قیامت کے دن تک بخشش کی دعا کرتا رہے گا تو جب لوگ اس کی محفل

سے واپس ہوتے ہیں تو بخشے ہوئے ہوتے ہیں پھر آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کی صحبت میں بیٹھنے والا نامراد نہیں رہتا۔

﴿عالم کو دیکھنا عبادت، آنکھ اور دل کا نور ہے﴾

علامہ محمد بن عمر بنتنیؒ لکھتے ہیں کہ سیدنا علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ

النظر الى وجه العالم عبادة و نور فى النظر و نور فى القلب فاذا جلس العالم للعلم كان له بكل مسئلة قصر فى الجنة وللعامل بها مثل ذلك

(امام نوویؒ نے بھی اسی طرح روایت کی)

ترجمہ:۔

عالم دین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے اور آنکھ کا نور اور دل کی روشنی ہے تو جب عالمِ دین علم کی مجلس میں تشریف رکھتا ہے اور پڑھنے والوں یا سننے والوں کو مسائل بتاتا ہے تو ہر اسے اور اسکی صحبت میں بیٹھ کر اسکا بیان سننے والوں کے لئے ہر مسئلہ کے بدلے جنت کا محل (لکھا جاتا) ہے۔

﴿عالم دین کی صحبت میں بیٹھنے والا قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوگا﴾

امام جلال الدین سیوطیؒ حدیث روایت کرتے ہیں

قال النبی ﷺ من زار عالما فكانما زارني ومن

صافح عالما فکانما صافحنی ومن جالس عالما فکانما جالسنی فی الدنیا و من جالسنی فی الدنیا اجلسته معی یوم القیامة

(لباب الحدیث ص۹)

ترجمہ:۔

جس نے عالم دین کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی اور جس نے عالم دین کے ساتھ ہاتھ ملایا گویا اس نے میرے ساتھ ہاتھ ملایا اور جو عالم دین کے ساتھ بیٹھا وہ دنیا میں گویا میرے ساتھ بیٹھا اور جو دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا میں قیامت کے دن اسے اپنے ساتھ بٹھاؤں گا۔

ریاض الصالحین امام نووی اور تنقیح القول الحثیث میں حضرت انس ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

جس نے ایک عالم دین کی زیارت کی تو بے شک اس نے میری زیارت کی اور جس نے میری زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی اور جو عالم دین کے پاس دین سیکھنے گیا اسے ایک ایک قدم کے بدلے میں ایک شھید کا ثواب ملے گا۔

جنت کی ضمانت

عالم دین کی زیارت کے لئے جانے والے مسلمان کے لئے حضور اکرم ﷺ نے جنت کا وعدہ فرمایا اور ضمانت وگارنٹی دی ہے چنانچہ "ریاض الصالحین" میں امام نوویؒ شارح مسلم حضرت علی مرتضیٰ ؓ سے حدیث نقل فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

من زارعا لما ضمنت له علی الله الجنة

(تنقیح القول الحثیث بشرح لباب الحدیث امام جلال الدین سیوطی ص۹)

ترجمہ:۔

کہ جس نے عالم دین کی زیارت کی میں نے اسے اللہ کی طرف سے جنت کی ضمانت دی۔

عالم کی قبر کی زیارت

امام یحیی بن شرف نووی شارح مسلم کی "**ریاض الصالحین**" شریف میں حضرت علی مرتضیٰ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

من زار عالما ای فی قبره ثم قرء عنده آیة من کتاب الله تعالی اعطاه الله تعالی بعدد خطواته قصورا فی الجنة و کان له بکل حرف قرأه علی قبره قصرا فی الجنة

(تنقیح القول شرح لبا ب الحدیث امام سیوطی ص۹)

ترجمہ:۔

جس نے عالم دین کی قبر شریف کی زیارت کی پھر اس کے پاس اللہ تعالی کی کتاب قرآن مجید کی ایک آیت کی تلاوت کی (اور اس کا ثواب اسے بخشا) تو اللہ تعالی اسے ایک ایک قدم کے بدلے (جس سے چل کر آیا) اسے جنت میں ایک محل عطا کرے گا۔

﴾علماء وعلم قرآن﴿

الحمدللہ علماء کرام کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ قرآن کا علم رکھتے ہیں اور قرآن علم کا خزانہ ہے علماء قرآن کی زبان (عربی) پر عبور رکھنے کیوجہ سے اور اس کے قواعد و ضوابط واصول کو جاننے وسمجھنے کیوجہ سے قرآن کے علوم واحکام کو جاننے کے ساتھ ساتھ ان کی باریکیوں اور لطیف نکتوں کو بھی جانتے ہیں امام حافظ مجتہد ابواسحاق ابراھیم بن موسی لخمی غرناطی معروف بنام گرامی شاطبی" متوفی ۷۹۰ھ اپنی کتاب ''**الموافقات فی اصول الاحکام**'' میں فرماتے ہیں

فالعالم بالقرآن عالم بجملة الشريعة

(الموافقات ج ۳ ص ۲۱۹)

ترجمہ:۔

تو قرآن کا عالم ہو وہ تمام شریعت کا عالم ہے۔

﴾عالم سے بڑا کوئی نہیں﴿

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ

ان من قرء القرآن فليس فوقه احد

(الموافقات ج ۳ ص ۲۱۹)

ترجمہ:۔

جس نے قرآن کا علم حاصل کرلیا اس سے اوپر کوئی نہیں۔

یہ قرآن کی شان ہے کہ قرآن سے اوپر کوئی کتاب نہیں تو اس کی برکت سے

قرآن کے عالم سے بڑا بھی کوئی نہیں ہے۔

﴾مفتی قائم مقام نبی﴿

امام شاطبی لکھتے ہیں کہ

المفتی قائم فی الامة مقام النبی ﷺ

(الموافقات ج ۴ ص ۲۴۰)

ترجمہ:۔

مفتی (فقہ کا علم رکھنے والا) امت میں نبی ﷺ کے قائم مقام ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

من قرء القرآن فقد ادرجت النبوة بين جنبيه الا انه لا يوحى اليه

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۳۲۳)

ترجمہ:۔

جس نے قرآن کا علم حاصل کرلیا اس کا عالم ہوگیا تو بلاشبہ نبوت اسکے دو پہلوؤں میں رکھدی گئی لیکن اسکی طرف وحی نہیں کی جاتی۔

نبوت کا دو پہلوؤں میں رکھدیا جانا ایک ایسا مرتبہ ہے جو عالم دین (قرآن وسنت کے علم رکھنے والے) کے سوا اور کسی کو نصیب نہیں ہے۔

﴿فضیلت فقہ﴾

"فتاوی درمختار" میں ہے

وخیر علوم علم فقه لانه يكون الى كل العلوم توسلا

ترجمہ:۔

اور سب سے بہتر علم فقہ کا علم ہے کیونکہ یہ، تمام علوم پر عبور حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

فان فقيها واجلا متورعا على الف ذى زهد تفضل و اعتلى

ترجمہ:۔

پس بے شک ایک پرہیز گار فقیہ، ایک ہزار عبادت گذار زاھدوں سے بھی بلند و بالا ہے۔

﴿امام محمدؒ﴾

امام محمد شاگرد رشید امام ابوحنیفہؒ کو ھدایت کی گئی کہ

تفقه فان الفقيه افضل قائدالى البر و التقوى واعدل قاصد

ترجمہ:۔

شریعت کے احکام کا علم حاصل کیجئے بے شک شریعت کا عالم نیکی و تقوی کی طرف لے جانے والا سب سے بہتر راھنما ہے اور سب سے زیادہ انصاف والا قاصد ہے۔

وكن مستفيدا كل يوم زيادة
من الفقه واسبح فى بحور الفوائد

ترجمہ:۔

اور روزانہ فقہ کے علم میں زیادہ فائدہ حاصل کرتے جاؤ اور علم کے فوائد کے دریاؤں میں خوب تیرو

فان فقيها واحدا متورعا
اشد على الشيطان من الف عابد

ترجمہ:۔

تو بے شک ایک پرہیز گار عالم دین ایک ہزار عبادت گذاروں کے مقابلہ میں شیطان پر زیادہ سخت ہے۔

(مقدمہ فتاوی درمختار)

﴿محنت کی ضرورت﴾

عالم بننے کے لئے محنت کی بڑی ضرورت ہے اوپر والے شعر میں اسی طرف اشارہ ہے کہ تمام علوم میں عموما اور خصوصا فقہ و دین کا علم سیکھنے والوں کو تو بہت ہی محنت کرنے کی ضرورت ہے ہم اس محنت کی ایک مثال دیتے ہیں چنانچہ امام ابو اسحاقؒ

ابراهیم بن علی بن یوسف شیرازی فیروز آبادی متوفی ۴۶۹ھ فرماتے ہیں۔

کنت اعید کل درس مائة مرة واذا کان فی المسئلة بیت شعر یستشهد به حفظت القصید کلها من اجله

(کتاب العلم ص ۵۲)

ترجمہ:۔

میں اپنا سبق روزانہ ایک سو بار دہراتا تھا اور جب مسئلہ میں کسی شاعر کے قصیدہ کا کوئی شعر آتا تو میں صرف وہ شعر نہیں اس شعر کی وجہ سے پورا قصیدہ ہی حفظ کر لیتا تھا فقیہ یا محدث یا مفسر وغیرہ ایسے عظیم الشان عالم بننے کے لئے اس طرح محنت کرنا بڑا ضروری ہے۔

عالم کا مقام مجاهد سے بڑھ کر ہے

سیدنا علی مرتضیٰؓ نے فرمایا

العالم اعظم اجرا من الصائم القائم الغازی فی سبیل الله

(کتاب العلم ص ۷۰)

ترجمہ:۔

عالم دین اس شخص کے مقابلہ میں بڑا درجہ رکھتا ہے جو دن بھر روزہ رکھتا راتوں کو کھڑے ہو کر عبادت کرتا اور اللہ کی راہ میں جہاد کر کے فتح حاصل کرتا ہو۔

تعلیم کا ثواب

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میرا علم کا ایک باب پڑھ کر کسی مسلمان کو وہ باب پڑھا دینا اس سے بہتر ہے کہ سارے جہان کی دنیا مجھے مل جائے اور میں اسے راہ خدا میں خرچ کردوں

(کتاب العلم ۷۰)

حضور اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں تعلیم دین کا انتظام

آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین خاص کر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے تمام ممالک اسلامیہ میں تعلیم قرآن کا بڑا منظم اور باقاعدہ انتظام فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ کی فتوحات بائیس لاکھ اکاون ہزار مربع میل پر محیط تھیں اس وسیع ترین مملکت میں آپؓ نے ہر جگہ ماہر معلم قرآن مقرر فرما دیے تھے، عبادہ ابن الصامتؓ اور ابوالدرداءؓ جیسے ماہر قراء کو اہل شام کو قرآن کی تعلیم دینے کے لیے روانہ فرمائے ہوئے ان کو حکم دیا کہ ایک صاحب حمص میں قیام کریں، دوسرے صاحب دمشق جائیں اور تیسرے صاحب فلسطین کو اپنا مستقر بنائیں۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۲۸۰)

وظائف

ان تمام معلمین قرآن کو بیت المال سے وظیفے دیئے جاتے تھے اسی طرح

قرآن پڑھنا سیکھنے والوں کو بھی وظیفہ دینے کا آپ نے حکم فرمایا تھا۔

امام ابو عبیدہؒ لکھتے ہیں

ان عمرؓ بن الخطاب کتب الی بعض عماله ان اعط الناس علی تعلم القرآن

(کتاب الاموال ص ۲۴۱)

ترجمہ:۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے بعض عاملوں کو لکھا کہ قرآن پڑھنا سیکھنے والوں کو وظیفے دیے جائیں۔ بعد میں جب عاملوں نے اطلاع دی کہ بعض لوگ قرآن سیکھنے کی خواہش کے بغیر محض وظیفہ حاصل کرنے کے لیے طالب علم بن رہے ہیں تو اس پر بھی آپؓ نے وظیفہ بند کر دینے کا حکم نہیں فرمایا

(کتاب الاموال ص ۲۴۱)

لوگوں کو قرآن خوانی کی طرف طرح طرح سے مائل کرنا آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا، تمام کے لیے وظیفہ مقرر کرتے وقت بھی آپؓ اس بات کا لحاظ فرماتے تھے کہ قرآن وسنت کا علم سیکھنے سکھانے والے طلباء اور علماء کو وظائف دوسروں سے زیادہ دیے جائیں قاضی ابو یعلی لکھتے ہیں۔

ثم فرض للناس علی منازلهم و قراء تهم وجهادهم فی سبیل الله

(الاحکام السلطانیة للقاضی ابی یعلی ص ۲۲۳)

ترجمہ:۔

یعنی پھر آپؓ نے لوگوں کے لئے ان کے مراتب اوران کے علم قرآن اور ان کے جہاد فی سبیل اللہ کی بناء پر ماہانہ وظیفے مقرر فرمائے نیز آپؓ کے مصاحبین، وزراء اور مشیر بھی قرآن کے عالم ہی ہوتے تھے۔

(صحیح بخاری تفسیر سورة الاعراف وباب الاقتداء بسنن رسول اللهﷺ)

اور (باب قول الله تعالی "وامرهم شوری بینهم")

میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں

کان القراء اصحاب مجالس عمر و مشاورته کهولا کانوا او شبانا

ترجمہ:۔

یعنی حضرت عمرؓ کی مجالس کے اصحاب وزراء اور ان کے مشیر قرآن کریم کے قاری وعالم ہوتے تھے خواہ وہ بوڑھے ہوتے یا جوان ہوتے۔

اندازہ فرمائیے کہ اسلامی ریاست کیسی ہوتی ہے۔ آج ہم پاکستان کو اسلامی ریاست کہتے ہیں حالانکہ یہاں اسلام کے نام کے سوا کچھ نہیں اسے اسلام کا نہیں لوٹ کھسوٹ، جہالت، بد دیانتی، قتل و غارت، فرقہ واریت، سیاست بازی اور مہنگائیوں اور ٹیکسوں کی بھرمار کی ریاست بنا دیا گیا اس صورت حال کو دیکھ کر قائد اعظم محمد علی جناحؒ اور پاکستان بنانے میں ان کے ساتھ تعاون کرنے والے علماء اور قربانیاں دینے اور شہید ہونے والے مسلمانوں کی روحیں یقیناً تڑپ رہی ہوں گی۔

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ پاکستان میں جلد از جلد اسلامی نظام رائج کرنے کے لئے اپنے کسی خاص بندے کو مقرر فرمائے جو ایاں

نظام مصطفیٰ ﷺ کی حکمرانی قائم کر کے ہمارے ملک وقوم کو اوج ثریا پر پہنچادے آمین۔

امت پر علماء کی تعظیم فرض ہے

محی السنۃ والدین امام یحیٰ ابن شرف النوویؒ متوفی ۶۷۶ھ

"کتاب العلم وادآب العالم والمتعلم" میں فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی امت کے علماء (اہل سنت وجماعت) روئے زمین پر اللہ کی نشانیاں ہیں جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم وتکریم نہ کرے وہ اللہ کے عذاب کا مستحق ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

(ترجمہ)

یعنی ان لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے سخت حکم ممانعت وسخت ناراضگی اور عذاب کی خبر ہے جو علماء وفقہاء کو ایذاء وتکلیف پہنچائیں اور انکی بے ادبی کریں اللہ تعالی لوگوں کو علماء کی جو اللہ کی نشانیاں ہیں تعظیم وتکریم کا حکم دیتا ہے۔

اور جو لوگ اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کریں تو یہ ان کے دل کے تقوی وپرہیز گاری کی ایک بات ہے۔

اور جو اللہ کی محترم چیزوں کی تعظیم کرے یہ اس کے رب کے ہاں اس کے لئے بہتر ہے۔

ایمان والوں (یعنی کامل ایمان والوں اور وہ علماء ہیں) کی تعظیم کے لئے اپنے بازو بچھادو۔

اور جو لوگ (کامل) ایمان والوں اور ایمان والیوں (علماء وعالمات) کو ناحق تکلیف دیتے ہیں وہ بڑا بہتان اور گناہ اٹھاتے ہیں۔

اور صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

بے شک اللہ عزوجل نے فرمایا جو میرے ولی کو تکلیف پہنچائے گا میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔

نیز حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ

جس نے عالم دین کو تکلیف پہنچائی اس نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالی کو تکلیف پہنچائی۔

امام جمال الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن عمر حبیشیؒ نشرطی التعریف فی حملۃ العلم الشریف میں علماء کرام کی خدمت میں بعض مشائخ کی نصیحت عربی زبان میں پیش کرتے ہیں ہم ان کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

کہ جب حکمران دین سے دور ہو جائیں، اسلام کا نام لیں مگر کام اسلام کے برعکس کریں علم وعلماء کی ناقدری کریں تو اس وقت علماء کو صبر وتحمل اختیار کرتے ہوئے تقوی وطہارت، خدا خوفی وپرہیز گاری کے راستہ پر چلتے ہوئے ان حکمرانوں سے الگ تھلگ ہو کر قرآن وسنت وفقہ اسلامی کے علوم کو اپنی ہمت وطاقت کے مطابق فروغ دیتے رہنا چاہئے اللہ تعالی ان کا مددگار ہوگا۔

ان کے اشعار کا ترجمہ یہ ہے۔

ان کے پڑھنے پڑھانے کو اپنا محبوب مشغلہ بنالیں

صحیح بخاری و صحیح مسلم اور حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ کی
کتاب احیاء العلوم بھی پڑھیں اور پڑھائیں اور
تقوی و پرہیز گاری کا درس تھامے رکھیں اور پیش
آنے والی تکلیفوں اور آزمائشوں کو صبر سے برداشت کریں
اور دین کے نور سے دل ودماغ کو قوت پہنائیں
اورشریعت مصطفی ﷺ پر چلتے اورحتی الامکان اس کی تبلیغ کرتے ہوئے
اس پر قائم رہیں اور ظالموں کوان کے حال پر چھوڑ دیں کہ جو گناہ کر رہے
ہیں کرلیں انہیں اپنے لئے عذاب الٰہی کو دعوت دینے دیں اوراپنی عاقبت خراب
کرنے دیں رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ کے طریقہ پر چلنے کے سوا کہیں بھلائی اور
برکت نہیں بلاشبہ ایسے حال میں دین پراورحضور اکرم ﷺ کیسنت پر عمل
کرنا مشکل ہے لیکن اس کا انجام ہمیشہ کی راحتیں اور سکون اور آرام واطمینان ہے
جولوگ اللہ کی نافرمانی اور خلاف شرع باتوں کی طرف بلائیں
ان کا ساتھ نہ دیں بلکہ ان کے مقابلہ میں قرآن وسنت کی اتباع
پر ڈٹے رہیں اور کسی کی پرواہ نہ کریں انشاء اللہ اللہ کے فضل وکرم
سے آخر آپ سرخرو ہوں گے اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ہوگی
اور لوگ آخر کار آپ کے قدموں میں آکر پڑیں گے کیونکہ گناہوں
میں سکون اوراطمینان نہیں گناہ گار بالآخر تنگ آکر پرھیزگاروں کا دامن پکڑ
نے پر مجبور ہوتے ہیں
کچھ اوراشعار پیش کرتے ہیں عربی عبارت ساتھ ترجمہ کے۔

فیاخیر خلق الله یا خیر مرسل
لقد هجروا الشرع الشریف الذی تما

اے اللہ کی مخلوق میں بہتر ہستی اے سب رسولوں میں بہتر رسول
لوگوں نے اس شرع شریف کو چھوڑ دیا جو کامل ومکمل ہے

اتیت به من عند ربك موضحا
شرائع حكم الله و الحل و الحرما

جوآپ اپنے رب کی طرف سے لائے وضاحت فرماتے ہوئے
اللہ کے احکام کی اور حلال وحرام کی۔

اليك شكونا يارسول الهنا
و فيك تشفعنا لنكفى بك الهضما

اے ہمارے اللہ کے رسول ہم آپ کے حضور شکایت لائے اورآپ کی شفاعت
ہمارا سہارا ہے تاکہ ہم آپ کے وسیلہ سے اللہ مصیبت میں ہمیں کافی ہو۔

وبالانبياء و الصالحين اولى التقى
سألناك ياالله ان تجبر الكلما

اے اللہ ہم نبیوں اور نیکوں پرہیزگاروں کے وسیلے سے تجھ سے
سوال کرتے ہیں کہ تو ہمارے دکھوں کو ٹھیک کردے۔

وتنصر خدام الشريعة و النبى
وترزقهم عزا وتعطيهم فهما

اورتو شریعت اور نبی ﷺ کے خدمتگار علماء کی مدد فرما اورانکو

عزت اور فہم عطا فرما اور ان کے دشمنوں کو تباہ و برباد فرما۔

بجاہ رسول اللہ نسأل فاکفنا

علیہ صلوۃ اللہ نوفی بہا النظما

ہم تجھ سے تیرے رسول ﷺ کی عظمت کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہی ہمیں ہر بات میں کافی ہو جا بس اس پر ہم اپنی نظم کو پورا کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید جو بڑے عالم و فقیہ و مجتہد ہونے کے ساتھ صاحب مال و دولت بھی تھے اور ان کا بہت بڑا وسیع کاروبار تجارت تھا وہ اولیاء اللہ کے گروہ ''ابدال'' میں سے تھے ان کے بارے میں ہے۔

کان ینفق علی طلبة العلم فی کل سنة مائة الف درهم ویقول للفضیل بن عیاض لولاك و اصحاب ما اتجرت وکان یقول للفضیل واصحابه لاتشتغلوا ابطلب الدینا اشتغلوا بالعلم وانا اکفیکم المؤونة ۔

ترجمہ:۔

دین کے علم کے پڑھنے پڑھانے والوں پر ہر سال ایک لاکھ درہم خرچ کرتے تھے اور حضرت فضیل بن عیاض جن کا مدرسہ تھا اور طلبہ ان سے پڑھتے تھے، ان سے امام عبداللہ بن مبارک فرماتے تھے اگر آپ اور آپ کے طلبہ نہ ہوتے تو میں تجارت چھوڑ دیتا میں اس لئے تجارت کرتا ہوں کہ کما کر علماء و طلبہ کی تمام ضروریات

پوری کروں اور حضرت فضیل بن عیاض سے اور ان کے شاگردوں سے فرماتے آپ لوگ کسی سے پیسے مانگنے یا اپنی ضروریات کے لئے کچھ کمانے کا کام نہ کرو صرف علم کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہو اور تمہارے تمام اخراجات کا میں ذمہ دار ہوں۔

(روح البیان ۱۔۲۹۰)

مسائل

اس سے کئی مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک یہ کہ سب سے بہترین مصرف دین کی خدمت میں مصروف علماء و طلباء ہیں۔ دوسرا یہ کہ ایک مسلمان کو اس بات کی زیادہ ہی فکر ہونی چاہیے کہ قرآن و سنت کے علوم کو پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری رہنا ضروری ہے تیسرا یہ کہ صاحب مال پر فرض ہے کہ وہ دین کے علم کو فروغ دینے والے علماء و طلبہ کی دل کھول کر اور سب بڑھ چڑھ کے مدد کرے۔

اور یہ ہمارے سنی بھائی جو اپنے دینی مدارس کو کبھی نہیں پوچھتے اور نہ ان کی مدد کرتے ہیں بلکہ اپنی کمائی نعت خوانیوں، قوالیوں، عرسوں، غلافوں اور غیر ضروری دیگر مصارف پر خرچ کرتے ہیں خانقاہوں اور درباروں کے گلوں اور صندوقوں میں ڈالتے وہ اپنے مسلک کو کمزور کر رہے ہیں ان کے یہ مصارف و اخراجات قبول نہ ہوں گے کیونکہ علم قرآن و سنت کو فروغ دینا فرض ہے اور یہ دوسرے کام زیادہ سے زیادہ نوافل و مستحبات کے درجہ میں آتے ہیں اور مسلم مسئلہ ہے کہ فرائض کو چھوڑ کر مستحبات و نوافل ادا کرنے والے کے مستحبات و نوافل واپس اس کے منہ پر مارے جاتے ہیں۔ قبول نہیں کیے جاتے جبکہ ہمارے ملک کے وہ مدرسے جہاں قرآن و سنت فقہ و اصول و عقائد دینی بنیادی و منتہی درجے تک کی تعلیم دی جاتی ہے ان میں اکثر اس قدر

ضروریات ہیں کہ وہ طلبہ اور اساتذوں کے وظیفے گیس اور بجلی کے بل ادا کرنے سے قاصر و پریشان رہتے ہیں مگر ہمارے مخیر اور مالدار حضرات اپنے ملک و دین کے ان اہم اداروں کی ضروریات سے لاپرواہ ہو کر اپنی دولت نعتخوانیوں، عرسوں، قوالیوں۔ پیروں و فقیروں، خانقاہوں، درباروں، غلافوں اور گیارھویں وغیرہ پر اڑاتے جا رہے ہیں۔

حالانکہ اس سے دین کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ دولت کا بے جا اور غیر ضروری اسراف ہے۔

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

یحیی برمکی اور حضرت سفیان ثوریؒ

یحیی برمکی علیہ الرحمۃ حضرت سفیان ثوریؒ کو ہر ماہ ایک ہزار درھم دیا کرتے تھے اور کہا کرتے کہ آپ دنیا کے معاملہ میں بے فکر ہو کر دین کے کام میں مشغول رہیں۔ حضرت امام سفیان ثوریؒ روزانہ رات کو اللہ تعالی کے حضور سربسجود ہو کر یوں دعا کرتے تھے۔

"اللھم ان یحیی کفانی امر الدنیا فاکفه امر الاخرة"

ترجمہ:۔

اے اللہ یحیی نے دنیا کے معاملہ میں مجھے بے فکر کر دیا تو اسے آخرت کے

معاملہ میں بے فکر کر دے۔

تو جب یحیی برمکی کا انتقال ہوا تو ان کے کچھ ساتھیوں نے انکو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا "**ما صنع الله بك**" کہ اللہ نے آپ کے ساتھ قبر میں کیا سلوک کیا؟ یحیی نے جواب دیا "**غفرلی بدعاء سفیان**" کہ اللہ نے سفیان ثوری کی دعا سے مجھے بخش دیا۔

معلوم ہوا کہ جو مالدار دین کے علوم پڑھنے پڑھانے والے علماء کی مدد کر کے ان کو دنیا کے معاملہ میں بے فکر کر دیتے ہیں اس نیک عمل کی برکت اور ان علماء کی دعاؤں سے وہ بخشے جاتے ہیں۔

اس بات کا خیال رہے علماء سے وہ علماء مراد ہیں جو واقعی عالم ہیں اور عالم وہ ہیں جو عربی عبارت جو اعراب (زبر زیر پیش) کے بغیر ہوتی ہے اسے فرفر پڑھ کر اس کا ترجمہ و مفہوم بیان کر سکیں۔

وہ نہیں کہ جن کے پاس صرف نام کی سند ہے یعنی درس نظامی کی سند اور نہ ہی وہ حضرات جو عربی عبارت پڑھنے اور اس کا ترجمہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں جبکہ اپنے نام کے ساتھ مفتی، علامہ اور خطیب پاکستان لگائے پھرتے ہیں۔ عوام و خواص کو عالم کا یہ فرق ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔

صائب مرحوم نے شعر کہا ہے۔

تیرہ روزان جہانرا بچراغ درباب
تاپس مرگ تراشمع مزارے باشد

کہ ایسے علماء کو چراغ لے کر ڈھونڈھ جو علم کی خدمت میں شب و روز

مصروف ہیں مگران کے پاس گذارے کے لئے کچھ نہیں اگر تو نے انہیں تلاش کر کے دنیا کے معاملہ میں ان کو بے فکر کر دیا تو یقین رکھ کہ مرنے کے بعد تیرے مزار پر چراغ جلتے ہوں گے۔

(تفسیر روح البیان ج ا ص ۲۹۵،۲۹۶)

شفاعت عالم

امام مقاتل بن حیان جو اپنے زمانہ کے بڑے عالم ومحدث وفقیہ تھے اور امام شعبی ومجاہد وضحاک وعکرمہ وسالم بن عبداللہ وعمر بن عبدالعزیز کے شاگرد اور حضرت ابراہیم ادھم عبداللہ بن مبارک وغیرہما کے استاذ تھے وحدیث کے امام تھے ۱۵۰ھ میں وفات پائی یعنی حضرت امام ابوحنیفہؒ اور انکی وفات ایک ہی سال میں ہوئی وہ فرماتے ہیں کہ

اذا انتهى المؤمن الى باب الجنة يقال له لست بعالم ادخل الجنة ويقال للعالم قف على باب الجنة واشفع للناس

(روح البیان ج۹ ص۴۰۲)

ترجمہ:۔

جب مومن جنت کے دروازے پر جائیگا تو اس سے کہا جائے گا تم عالم نہیں ہو جاؤ جنت میں اور عالم سے کہا جائیگا ٹھیرو۔ جنت میں اکیلے نہ جاؤ اور گنہگاروں کی شفاعت کر کے ان کو بخشوا کر جنت میں ساتھ لے جاؤ۔

حرف آخر دعوت خیر

بحمداللہ، کتاب اختتام کو پہنچی یہ حرف آخر اس بات کے بارے میں ایک عرض کے طور پر ہے کہ ہم نے بڑی تحقیق سے یہ کتاب مختصر عرصہ میں لکھی ہے اس کے لکھنے کا مقصد عوام وخواص کو قرآن وسنت کے علوم کی ضرورت واہمیت سے آگاہ کرنا ہے تاکہ وہ دین کے علم سے نہ خود محروم رہیں اور نہ اپنی اولاد کو محروم رکھیں۔ ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ بن کر دنیا کمائیں گے مگر دین کے علم کی دولت سے محرومی بہت بڑی محرومی ہے آپ اپنی اولاد کو چاہے کچھ بنائیں مگر پہلے دین کی تعلیم ضرور دلوائیں تاکہ وہ قرآن وسنت کی تعلیمات اور ائمہ دین مجتہدین کی ہدایات سے براہ راست استفادہ کر کے گمراہی سے نہ خود بچ سکیں بلکہ دوسروں کو بھی بچا کر بے حد ثواب کمائیں۔

صدقہ جاریہ

.کاثواب حاصل کیجئے

ہماری کتابیں مستحقین کو مفت (فی سبیل اللہ) تقسیم ہوتی ہیں ہم بحمدہ تعالی اب تک تقریبا لاکھ کے قریب کتابیں مستحقین علماء وطلبا ودانشوروں اور ذوق مطالعہ رکھنے والوں میں مفت تقسیم کر چکے ہیں جس کی وجہ سے ادارہ ہذا تین لاکھ کا مقروض ہو چکا ہے۔ آیئے آپ بھی اس صدقہ جاریہ میں حصہ لیجئے۔ اپنے نام سے یا اپنے والدین یا دیگر مرحومین عزیزوں کو صدقہ جاریہ کا ثواب پہچانے کے لئے انکے نام سے ہماری کتابیں چھپوا کر مفت تقسیم کر کے بہت بڑی نیکی جس کا ثواب قیامت تک رہے بلکہ روز بروز بڑھتا چلا جائے کا ثواب کمایئے ان کتابوں کے ذریعے بے شمار لوگوں کی اصلاح ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ ایک آدمی کی اصلاح کا جو ثواب ملتا ہے وہ سارے جہان کے سونے چاندی کے راہ خدا میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

آیئے اس نیک کام کے لئے قدم اٹھایئے، آخرت کمایئے۔

یہ دنیا فانی ہے یہاں رہ جایئے گی آخرت کا ثواب باقی رہنے اور ساتھ دینے والی دولت ہے۔

برائے رابطہ

پیر طریقت رہبر شریعت ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری۔

فون نمبر 5836261-65-5884477

شیخ القرآن ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری کی دیگر تصانیف













